﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

سنہ ۱۹۶۱ء

خُطبۃ یوم الجمعۃ ۱۱ر رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی　اما بعد

قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے اندھوں کی دو قسمیں ہیں

پہلی قسم:۔ ظاہر کے اندھے:۔ جو لوگ آنکھوں سے معذور ہیں۔

دُوسری قسم:۔ باطن کے اندھے:۔ جو لوگ گذشتہ قوموں میں انبیاء علیہم السلام کی مخالفت تادمِ مرگ کرتے رہے۔ اور ہلاک ہوئے۔

۱ اب بھی اندھوں کی دونوں قسمیں موجود ہیں

پہلی قسم کے لوگوں کی ہدایت بذریعہ قرآن مجید ممکن ہے۔ جیسے ابن اُمِ مکتوم نابینے تھے اور صحابہ کرام میں سے ہیں۔

دوسری قسم کے اندھے کی مثال جیسے ابولہب۔ جہنم رسید ہونا منظور کیا۔ پر ایمان نہیں لایا۔

قرآن مجید سے ہدایت نہ پانیوالوں کی مثال

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اور راستہ سے بہت دُور ہٹا ہوُا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص یہاں باطن کا اندھا رہا۔ وہ آخرت میں بھی صحیح راستہ سے بہت دُور ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ۔

ایک گذشتہ قوم کے اندھا رہنے کا واقعہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ البتہ تحقیق نوح (علیہ السلام) کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالےٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوُا ہوں۔ اور تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوُا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

ظاہر کے اندھے نہیں تھے

بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق ہونے والے باطن کے اندھے تھے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے جو حق آیا۔ اسے نہیں پہچانا اور نہ پہچاننے کے باعث اندھوں نے حق کی مخالفت کی اور لعنت کی موت سے مرے۔ باطن کی اندھی ہونے والی قومیں اِسی جرم کے باعث صفحۂ ہستی سے مِٹا دی گئیں۔

دُوسری مثال قوم ثمود کا باطن میں اندھا ہونا

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

(سورۃ حٰم السجدۃ ع ۲ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور وہ جو قوم ثمود تھی۔ ہم نے اُنہیں ہدایت کی۔ سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا۔ پھر انہیں ذلیل کرنے والے عذاب نے آ لیا۔ ان کے اعمال کے سبب سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے۔ ہم نے انہیں بچا لیا۔

تیسری مثال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافروں کا اندھا ہونا

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

(سورۃ النمل ع ۵ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ اور انہیں اس کی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے معاملہ میں تو ان کی سمجھ گئی گذری ہے۔ بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے اندھے ہی ہیں۔

اندھے

ظاہری آنکھوں کے نہیں۔ بلکہ باطن کے اندھے ہیں۔ اس لئے انہیں اندھا کہا گیا ہے۔

چوتھی مثال

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ٥ (سورة بنی اسرائیل ع ۸ پ ۱۵)۔

ترجمہ :- اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

یہاں بھی

باطن کے اندھے مراد ہیں نہ کہ ظاہر کے اندھے۔ کیونکہ ظاہر کا اندھا ہونا ہدایت پر آنے سے مانع نہیں ہوتا۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظاہر نابینا تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے صحابہ کرام میں سے تھے۔

لہٰذا

معلوم ہوا کہ ظاہر کا اندھا ہونا مانع ہدایت نہیں ہے۔

پانچویں مثال

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

(سورة البقرة ع ۲ پ ۱)۔

ترجمہ :- بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے۔

ان

کا بہرہ ہونا۔ گونگا ہونا۔ اندھا ہونا۔ ظاہر میں نہیں تھا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگرچہ کان تو ہیں۔ مگر کانوں سے نفع نہیں اٹھاتے۔ جیسے بہرہ ہو۔ باتیں تو کرتے ہیں۔ مگر حق کی بات کا منہ سے اظہار نہیں کرتے۔ جیسے آدمی گونگا ہو تو بول نہیں سکتا۔ اندھا ہو تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہ لوگ حق کی چیز دیکھتے تو ہیں۔ مگر بیان نہیں کرتے۔ جیسے اندھا بیان نہیں کر سکتا۔

چھٹی مثال

وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ (سورة النمل رکوع ۶ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ :- اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔

مذکورۃ الصدر آیت

میں باطن کے اندھوں کا ذکر ہے کہ ان کو باطن کے اندھا ہونے کے سبب سے ہدایت ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ ان لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں جو ایماندار ہوں۔ خواہ ظاہر کے اندھے ہوں۔ کیوں کہ ایمان لانے کے باعث ان کی باطن کی آنکھیں اندھی نہیں رہیں۔

ساتویں مثال

قولہٗ تعالیٰ :- وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ٥ (سورة الفاطر ع ۳ پ ۲۲)۔

ترجمہ :- اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ کا حاشیہ

"یعنی مومن جس کو اللہ (تعالیٰ) نے دل کی آنکھیں دی ہیں۔ حق کے اجالے اور وحی الٰہی کی روشنی میں بے کھٹکے راستہ طے کرتا ہوا جنت کے باغوں اور رحمت الٰہی کے سایہ میں جا پہنچتا ہے۔ کیا اس کی برابری وہ کافر کر سکے گا۔ جو دل کا اندھا اوہام و اھواء کی اندھیریوں میں بھٹکتا ہوا جہنم کی آگ اور اس کی جھلس دینے والی لوؤں کی طرف بے تحاشا چلا جا رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو۔ تو یوں سمجھو کہ مردہ اور زندہ برابر ہو گیا۔ فی الحقیقت مومن اور کافر میں اس سے بھی زیادہ تفاوت ہے۔ جو ایک زندہ تندرست آدمی اور مردہ لاش میں ہوتا ہے۔ اصلی اور دائمی زندگی صرف روح ایمان سے ملتی ہے۔ بدون اس کے انسان کو ہزار مردوں سے بدتر مردہ سمجھنا چاہیئے"۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ٥ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ٥

(سورة الرعد ع ۳ پ ۱۳)۔

ترجمہ :- بھلا جو شخص جانتا ہے۔ کہ تیرے رب سے تجھ پر جو کچھ اترا ہے حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضا مندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویاں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار رہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازہ سے آئینگے۔

وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ (سورة النمل ع ۶ پ ۲۰)

ترجمہ :- اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔

آٹھویں مثال

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ٥ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ٥ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ٥ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ٥ (سورة الفرقان ع ۶ پ ۱۹)۔

ترجمہ :- اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔ اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں۔ تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے۔ اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ

رہنے والے ہوں گے۔ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔

نویں مثال

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ مَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝

(سورۃ الزخرف ع ۱۲ پ ۲۵)۔

ترجمہ:- پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں۔ یا اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں۔ اور انہیں جو صریح گمراہی میں ہیں۔

مراد

اس آیت میں حق کے سننے سے جن کے کان بہرے ہیں۔ یا دلائل حق دیکھنے سے نا آشنا ہیں۔ کیا آپ حق ان کو دکھا یا سنا سکتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے ہم بدلہ منہ موڑنے کا لے سکتے ہیں

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ۝ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ۝

(سورۃ الزخرف ع ۱۲ پ ۲۵)۔

ترجمہ:- پس اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھا لیں۔ تو بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے یا اگر ہم آپ کو وہ دکھا بھی دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو ہم ان پر قادر ہیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا عجمیوں کا طریقہ

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عصا کا سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم کھڑے ہو گئے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم اس طرح مت کھڑے ہو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سنن ابی داؤد

پیٹ کے بل اوندھا لیٹنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہوا دیکھا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ جامع ترمذی

خطبۂ یومُ الجمعۂ ۸ اررجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۶ر جنوری ۱۹۶۱ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی — اما بعد!

انسانوں کی قرآن میں دو قسمیں کی گئی ہیں

ایک قسم:۔ خُوش نصیب انسانوں کی ———!!

دُوسری قسم:۔ بَدنصیب انسانوں کی ———!!

پہلی قسم کے شواھد

پہلا شاھد

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْھَا مِنْ ثَمَرَۃٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا ؕ وَ لَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ۔ رکوع ۳ پارہ ۱)۔

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ کہ اُن کے لئے باغ ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب اُنہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا۔ تو کہیں گے یہ تو وہی ہے۔ جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا۔ اور اُنہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے۔ اور اُن کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی۔ اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایماندار اور نیکوکاروں کو سابقہ اعمال صالحہ کے باعث جو دُنیا میں کئے تھے یہ جزاءِ خیر ملے گی۔ باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ چونکہ آخرت کے پھل ہم شکل ہوں گے۔ جب اُنہیں وہ ہم شکل دنیا کے پھل دیئے جائیں گے۔ تو بہشتی کہیں گے۔ یہ پھل تو ہم نے دنیا میں کھائے تھے۔ حالانکہ دنیا کے پھلوں اور آخرت کے پھلوں میں زمین آسمان کا لذت میں فرق ہو گا۔ مگر شکل میں ہم شکل ہونگے اور وہاں اُنہیں پاک بیویاں بھی ملیں گی۔ جنہیں اُن سے پہلے کسی نے استعمال نہیں کیا ہو گا۔ اور اِن باغوں میں سدا رہینگے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

دُوسرا شاھد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱)۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ نیک وہ کام ہیں۔ جن سے اللہ تعالٰے راضی ہو۔ علماء کرام ہمیشہ ہر مرد وعورت کے کان تک جو ہر مسلمان مرد وعورت کو تقریر سے تحریر سے نیکی کے کاموں کی فہرست سناتے رہتے ہیں۔ وہ یہ کام ہیں۔ کلمۂ توحید لا الٰہ الاّ اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنے کے بعد پنج وقتہ نماز پڑھو۔ رمضان مبارک کے روزے رکھو۔ اور مال زکٰوۃ کے قابل ہے۔ تو زکٰوۃ دو۔ اور حج پر جانے کی توفیق ہے۔ تو حج کرنے کے لئے جاؤ۔

اور یہ بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ:۔ جو شخص جان بوجھ کر پھر نماز نہ پڑھے۔ وہ کافر ہے۔

کتنا سخت وعید ہے۔ العیاذ باللہ۔

اے برادران اسلام!

پڑھو یا نہ پڑھو۔ تم جانو۔ قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکو گے۔ کہ ہمیں کسی نے بتلایا نہیں تھا۔

وَ مَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

تیسرا شاھد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ج وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پارہ ۳)۔

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ اور نماز کو قائم رکھا۔ اور زکٰوۃ دیتے رہے۔ تو ان کے رب کے ہاں اُن کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہو گا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

چار کاموں

پر نجات اُخروی موقوف ہوئی۔ ایمان۔ عمل صالح۔ اقامتہ الصلٰوۃ۔ زکٰوۃ دینا۔

عمل صالح

وہ ہے جو بارگاہ الٰہی میں پسند ہو۔ اگر پسند نہیں ہے۔ تو وہ مقبول نہیں ہے۔ بلکہ مردود ہے۔ مثلاً نماز دکھلاوے کے لئے پڑھی۔ تو یہ نماز مقبول نہیں ہو گی۔ بلکہ اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں مردود ہو گی۔

چوتھا شاھد

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ (سورۃ آل عمران ع ۶ پ ۳)۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ اُنہیں اُن کا حق پورا دیدیگا۔ اور اللہ ظلم کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

اس آیت کا یہ ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالٰے پورا معاوضہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ جب ظلم کو پسند نہیں کرتا۔ تو خود اپنے دوستوں پر کیسے ظلم کرے گا۔

پانچواں شاھد

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ لَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّ نُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ○ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ ۵)۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی۔ اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

ایمان لانے والے اور نیکوکاروں کے لئے بہشت تیار ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کے لئے بہشتوں میں پاک بیویاں رکھی گئی ہیں اور گھنی چھاؤں میں رہیں گے۔ یہاں کسی قسم کی انہیں گرمی محسوس نہ ہوگی۔

چھٹا شاھد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا
(سورۃ النساء ع۱۸ پ ۵)۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی۔ ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے۔ یہ اعلان اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔

ساتواں شاھد

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ
(سورۃ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶)۔

ترجمہ:۔ اللہ (تعالےٰ) نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

اے غافل

انسانو! کیا ایمان اور نیک کام کرنے میں کوئی بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ بڑے ہی بدنصیب وہ لوگ ہیں۔ جو ایسے نیک کام کرکے بھی بہشت میں نہ جائیں۔

آٹھواں شاھد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(سورۃ الاعراف ع۵ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حاصل

جو ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ نیکیاں بھی اپنی توفیق کے مطابق کیں۔ وہ بہشتی ہیں اور ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

دوسری قسم پر شواھد
بدنصیب انسانوں کی قسم

پہلا شاھد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(سورۃ البقرۃ ع۴ پ ۱)۔

ترجمہ:۔ اور جو انکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کے ماننے سے انکار کریں گے۔ اور آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے۔

دوسرا شاھد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)۔

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالےٰ) کے مقابلے میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

یہ کہ جن لوگوں نے احکام الٰہی کے ماننے سے انکار کردیا۔ ان کے مال اور اولاد خواہ کتنی ہی ہو۔ یہ ہر دو چیزیں انہیں اللہ (تعالیٰ) کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی۔

تیسرا شاھد

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُھُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے (دنیا میں) برے کام کئے۔ تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان پر ذلت چھائے گی۔ اور انہیں اللہ (تعالےٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ دین میں جن لوگوں نے برائی کی ہے۔ تو انہیں آخرت میں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

چوتھا شاھد

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ
(سورۃ الرعد ع۱ پ ۱۳)

ترجمہ:۔ اور تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلد مانگتے ہیں۔ اور ان کے پہلے بہت سے عذاب گذر چکے ہیں۔ اور بیشک تیرا رب لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے معاف بھی کرتا ہے۔ اور تیرے رب کا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ یہ لوگ تو بھلائی سے پہلے برائی مانگتے ہیں۔ مگر تیرا رب باوجود ظلم کے معاف کرنے والا ہے۔ اور تیرے رب کا عذاب بھی آئے تو بڑا سخت ہوتا ہے۔

پانچواں شاھد

وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع۶ پ۸)۔

ترجمہ:- اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے۔ کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہا دو۔ یا کچھ اس چیز میں سے دو۔ جو تمہیں اللہ تعالےٰ نے رزق دیا ہے۔ وہ کہیں گے۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے۔ جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

چھٹا شاھد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ (سورۃ المؤمن رکوع ۲ پارہ ۲۴)۔

ترجمہ:- بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ انہیں پکار کر کہا جائے گا۔ کہ جیسی تمہیں (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ (تعالےٰ) کو تم سے نفرت تھی۔ جبکہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے۔ پھر نہیں مانا کرتے تھے۔

حاصل

یہ کہ ان دوزخیوں کو اسلام کی طرف دعوت دی جاتی تھی۔ پھر دنیا کے مال و اسباب کے نشہ میں اس دعوت الی اللہ کا انکار کرتے تھے۔

ساتواں شاھد

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (سورۃ المؤمن ع۳ پ۲۴)۔

ترجمہ:- کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی۔ کہ وہ دیکھتے۔ ان لوگوں کا انجام کیسا تھا۔ جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ وہ قوت میں ان سے بڑھ کر تھے۔ اور زمین میں آثار کے اعتبار سے بھی۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے انہیں ان گناہوں سے پکڑا۔ اور ان کے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آتے تھے۔ تو وہ انکار کرتے تھے۔ پس انہیں اللہ تعالےٰ نے پکڑ لیا۔ بے شک وہ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔

آٹھواں شاھد

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِىَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَىْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ (سورۃ الملک ع۱ پ۲۹)۔

ترجمہ:- اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ جب اس میں ڈالے جائیں گے۔ تو اُس کے شور کی آواز سنیں گے۔ اور وہ جوش مارتی ہو گی۔ ایسا معلوم ہو گا۔ کہ جوش کی وجہ سے ابھی پھٹ پڑے گی۔ جب اُس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو اُن سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا۔ اور کہدیا کہ اللہ (تعالےٰ) نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے۔ کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا۔ تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

نواں شاھد

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِىْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ (سورۃ واقعہ پ۲۷ ع۱۴)۔

ترجمہ:- اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے۔ وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہو گا۔ اور نہ راحت بخش بے شک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ جب ہم مر جائیں گے۔ اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۶۱ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد

قیامت کے دن مال اور اولاد کی بہتات کام نہیں آئے گی

بلکہ نیکیوں کی کثرت کام آئے گی

اور نیکیوں کی بہتات نجات دلائیگی

اور نیکی وہ کام ہے جس میں فقط رضاء الٰہی مطلوب ہو

اِس کے شواھد

پہلا شاھد

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹) ۔

ترجمہ:۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے ۔ اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے ۔

یعنی

مال اور اولاد امتحان ہے ۔ اللہ تعالےٰ تمہیں آزماتا ہے۔ کہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ یا اپنی ہوا وہوس میں خرچ کرتے ہو۔ اور اولاد دے کر آزماتا ہے کہ تم اُن کو دیندار بناتے ہو یا فقط دنیا کمانا سکھاتے ہو۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور ہر مسلمان کو اپنی اولاد کو نیک راستہ پر چلائے تاکہ اولاد کی بے راہ روی کا ماں باپ پر الزام نہ آئے ۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

دُوسرا شاھد

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبۃ ع ۷ پ ۱۰)

ترجمہ:۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے ۔ کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں اُن کی جانیں نکلیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مال کی کثرت اور اولاد کی بہتات دنیا میں ہی عذاب دینے کے لئے دیتا ہے ۔ تاکہ ان کی جانیں بھی کفر کی حالت میں نکلیں ۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ هٰذَا الْعَذَابِ

تیسرا شاھد

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبۃ ع ۹ پ ۱۰)۔

ترجمہ:۔ اللہ (تعالیٰ) نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے ۔ وہی انہیں کافی ہے ۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے اُن پر لعنت کی ہے ۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے ۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم میں سے طاقت میں زیادہ تھے اور مال اولاد میں بھی زیادہ تھے ۔ پھر وہ اپنے حصّہ سے فائدہ اُٹھا گئے ۔ اور تم نے اپنے حصّہ سے فائدہ اُٹھایا ۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصّہ سے فائدہ اُٹھا گئے ۔ اور تم بھی اُن ہی کی سی چال چلتے ہو ۔ یہ وہ لوگ ہیں ۔ جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوگئے ۔ اور وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں ۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں پر لعنت نازل فرمائی ۔ جنہوں نے آخرت کو نظرانداز کیا دنیا کو مقصود بالذات بنایا اور خدا تعالےٰ کے فرمانبردار ہوکر پھر کافروں کی طرح مقصود بالذات بنایا ۔ حالانکہ وہ لوگ قوت اور مال اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بہت بڑھے ہوئے تھے ۔ لیکن دنیا کو مقصود بالذات بنا کر آخرت کو بھلایا اور عنداللہ ان کے سب اعمال حبط (یعنی ضائع) ہو گئے ۔ ان کی دنیا بھی خراب ہوگئی اور آخرت بھی برباد ہو گئی ۔ اور وہ دنیا میں آکر گھاٹے میں رہے ۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

چوتھا شاہد

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ (سورۃ السبا ع ۴ پارہ ۲۲) ۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا ۔ تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو ۔ ہم نہیں مانتے ۔ اور یہ بھی کہا ۔ کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں ۔ اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا ۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہمیشہ لوگوں کی یہ عادت رہی ہے کہ جب کبھی ہم نے کوئی ڈرانے والا بھیجا ۔ تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے مخالفت کی ۔ اور کہا کہ جو پیغام الٰہی تم لائے ہو ۔ ہم نہیں مانتے ۔ اور کہا کہ ہمارے پاس مال بہت ہے اور اولاد بھی بہت ہے ۔ ہمیں کوئی عذاب نہیں کر سکتا ۔ یہ ان کی بیوقوفی کی علامت ہے ۔ بھلا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ قوم کیا کر سکتی ہے ۔ کیا پہلی قومیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے غرق نہیں ہوئیں ۔ کیا قوم نوح علیہ السلام تباہ نہیں ہوئی ۔ ان کا یہی جرم تھا ۔ اور کیا قوم عاد تباہ نہیں ہوئی ان کا یہی جرم تھا ۔ کہ اپنے وقت کے نبی کی کوئی قدر نہ کی ۔ اور مال اور اولاد کی کثرت کے گھمنڈ میں رہے ۔ اللہ تعالےٰ

کا ان قوموں پر غضب نازل ہوا اور ملیامیٹ کر دی گئیں۔

عبرت

آج کل کے دنیا دارو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی قدر کرو اور خدا سے ڈرو۔ کہیں پیغمبر کی تعلیم سے منہ پھیرنے کے باعث تمہارا بھی وہی حشر نہ ہو۔

اِنَّمَا عَلَيْنَا الْبَلَاغ

پانچواں شاھد

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِىْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○ (سورۃ السباء پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور تمہارے مال اور الاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبے میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے پس وہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے دُگنا بدلہ ہے۔ اس کا جو انہوں نے کیا۔ اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مال اور اولاد مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کے قرب میں نہیں پہنچاتے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک عمل کئے۔ ان کے لئے دُگنی جزاء خیر ہے۔ اور وہ لوگ بالاخانوں میں امن سے رہیں گے۔

چھٹا شاھد

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ط (الیٰ آخر الآیہ سورۃ الحدید پارہ ۲۷ ع ۲۰)

ترجمہ:۔ جان لو۔ کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔

یعنی

اللہ تعالےٰ نے دُنیا کی زندگی کا ماحصل بیان فرمایا ہے۔ جو اس کو مقصود بالذات بنانے ہیں اور آخرت پر نظر نہیں رکھتے۔ دنیا کی زندگی ایک کھیل اور تماشا ہے۔ اور زیبائش کرنا اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔ یعنی قرب الی اللہ دنیاداروں کو مقصود نہیں ہوتا۔ یہی چیزیں مقصود ہوتی ہیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ اور وہ چیزیں ناپائیدار ہیں۔ کاش کہ لوگوں کو عقل آ جائے۔

اور رضاء الٰہی حاصل کرنے کو مقصود بنائیں۔

ساتواں شاھد

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقف وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

(سورہ لقمان رکوع ۴ پارہ ۲۱)۔

ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا۔ اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے۔ اور نہ دغاباز تمہیں اللہ (تعالیٰ) کے دھوکا میں رکھے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئے گا۔ یعنی یہ نہیں ہو گا کہ باپ نیک ہے تو بیٹے کو باپ کی نیکی کے باعث بخش دیا جائے۔ اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا۔ کہ بیٹا نیک ہے۔ تو باپ کو بھی بیٹے کے نیک ہونے کے باعث بخش دیا جائے۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔

بڑے مالداروں اور زیادہ بیٹوں اور پوتوں والوں کو مال کی بہتات پر گھمنڈ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اور جوان بیٹے اور پوتوں والوں کو بھی اپنی اولاد کی بہتات پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ ان لوگوں کو خلاف انصاف کرنے پر خدا تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ کیا اس اللہ تعالےٰ نے اپنی قہاری طاقت سے کئی متکبر قوموں کو غرق اور تباہ نہیں کیا اپنے زور پر کسی کو ناز نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔

مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت

ایک امتحان الٰہی ہے۔ اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کرتے کیا ہیں۔ آیا خداوند تعالیٰ یاد رہتا ہے یا بھول جاتا ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ انسان جو ان مذکورۃ الصدر نعمتوں کے ملنے کے باوجود خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ کہ کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آ جائیں۔ اور

بدقسمت

ہیں وہ مسلمان جو ان دونوں نعمتوں کے حاصل ہونے کے وقت خدا تعالےٰ کو بھول جاتے ہیں۔

خطبۂ یوم الجمعہ ۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ر جنوری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

تقدیر الٰہی کے مقابلہ میں انسانی تدبیر فیل ہو جاتی ہے

قرآن مجید سے اس کی ایک مثال

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مقابلہ میں فرعون جو اپنے زمانہ کا بادشاہ تھا، اُس کی تدبیر فیل ہو جاتی ہے

کسی نے فرعون کو اطلاع دی تھی۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہو گا۔ جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا باعث ہو گا۔ اس لئے فرعون نے یہ تدبیر کی۔ کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہوتا۔ اسے ذبح کرا دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت۔ اس مولود سعید کی فرعونیوں کو اطلاع ہی نہ ہوئی۔

اب قصہ جو قرآن مجید میں ہے وہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ بے شک فرعون زمین پر سرکش ہو گیا تھا۔ اور وہاں کے لوگوں کے کئی گروہ کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ اُن کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا۔ اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا۔ اور ہم چاہتے تھے۔ کہ اُن پر احسان کریں۔ جو ملک میں کمزور کئے گئے تھے۔ اور انہیں سردار بنا دیں۔ اور انہیں وارث کریں۔ اور انہیں ملک پر قابض کریں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ چیزیں دکھا دیں۔ جن کا وہ خطرہ کرتے تھے۔

اب دیکھئے تقدیر الٰہی کس طرح کام کرتی ہے:۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو حکم بھیجا۔ کہ اسے دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس کا خوف ہو۔ تو اسے (بچہ کو) دریا میں ڈال دے۔ اور کچھ خوف اور غم نہ کر۔ بے شک اسے ہم تیرے پاس واپس پہنچا دیں گے۔ اور اسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں۔

چنانچہ حسب فرمان الٰہی

جب خطرہ محسوس کیا۔ تو صندوق میں بند کر کے بچہ کو دریا میں ڈال دیا۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دریا میں ڈالے ہوئے بچہ۔ کے صندوق کی نگرانی کے لئے .... بھیجا۔ کہ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صندوق کا انجام کیا ہوتا ہے۔

چنانچہ

وہ صندوق دریائے نیل کی اس نہر میں بہہ نکلا۔ جو نہر فرعون کے محلات میں جاتی تھی۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور اس کی بہن سے کہا۔ اس (صندوق) کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ پھر اسے اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی۔

پھر اس صندوق کو فرعون کے گھر والوں نے اُٹھا لیا۔

فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر اسے فرعون کے گھر والوں نے اُٹھا لیا۔ تا کہ بالآخر وہ ان کا دشمن اور غم کا باعث بنے۔ بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔

یعنی

انہوں نے کیف ما اتفق کسی کا بچہ سمجھ کر اُٹھا لیا۔ اور یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ یہی وہ بچہ ہے۔ جو ہماری تباہی کا باعث بنے گا۔

اب اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آتی ہے

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّیْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور فرعون کی عورت نے کہا۔ یہ تو میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو۔ شاید ہمارے کام آئے۔ یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔ اور انہیں کچھ خبر نہ تھی۔

تدبیر الٰہی نے کیسا کام کیا۔

کہ جو شخص فرعون کا جانی دشمن بننے والا اور اس کی بادشاہی کے زوال کا باعث بننے والا ہے، اس شخص کو اپنا بیٹا بنا کر پالتا ہے۔

ادھر حضرت موسیٰ کا دل بیقرار ہو جاتا ہے

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)

ترجمہ:۔ (دریا میں بچے کو بہا تو دیا) اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بیقرار ہو

گیا۔ قریب تھی کہ بیقراری کو ظاہر کردے اگر ہم اس کے دل کو صبر نہ دیتے۔ تاکہ اسے ہمارے وعدہ کا یقین رہے۔

حضرت موسٰے علیہ السّلام کی ماں کا

لڑکی کو بھیجنا

تاکہ اسے دُور سے دیکھتی رہے۔ کہ اس کے بچے کے صندوق کا کیا حشر ہوتا ہے

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

(سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور اس کی بہن سے کہا۔ اس (صندوق) کے پیچھے چلی جا۔ پھر اسے اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی دوسری تدبیر

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ

(سورۃ القصص ع ۱ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے پہلے سے اس پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ پھر بولی۔ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں۔ جو اس کی پرورش کریں۔ اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں۔ !

خدا تعالیٰ کی تقدیر

غالب آ رہی ہے۔ کہ حضرت موسٰی علیہ السلام ابھی شیر خوار بچے ہی تھے۔ مگر کسی دایہ کا دودھ نہ پیا۔ جب ماں آئی۔ تو اس کا دودھ پینے لگ گئے۔

اب تقدیر الٰہی سے حضرت موسٰے علیہ السلام اپنی ماں کی گود میں آ گئے۔

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر ہم نے اسے (موسٰی علیہ السلام) اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا۔ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ اور غمگین نہ ہو۔ اور جان لے۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

جب حضرت موسٰی علیہ السلام جوان ہوئے۔ تو ہم نے انہیں دانشمندی اور علم عطا فرمایا۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا۔ اور پورا توانا ہوا۔ تو ہم نے اسے حکمت اور علم دیا۔ اور ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کے شہر مصر سے اخراج کی تدبیر الٰہی

تاکہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاکر تربیت پائیں۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ج فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ق قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور شہر میں لوگوں کی بیخبری کے وقت داخل ہوا۔ پھر دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ یہ ایک اس کی جماعت کا تھا۔ (یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا) اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں (یعنی قبطی) میں سے تھا۔ پھر اس نے جو اس کی جماعت کا تھا۔ اپنے دشمن پر اس سے مدد چاہی۔ تب اس نے (حضرت موسٰی علیہ السلام نے) اس کے دشمن کو مُکّا مارا پس اس کا کام تمام کر دیا۔

قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ یہ تو شیطانی حرکت ہے۔ بے شک وہ کھلا دشمن گمراہ کرنے والا ہے۔

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(سورۃ القصص ع ۲ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ اے میرے رب۔ بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ سو مجھے بخش دے۔ پھر اسے (اللہ تعالیٰ) نے بخش دیا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ اے میرے رب! جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے۔ پھر میں گنہگاروں کا کبھی مددگار نہیں ہوں گا۔

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا لا قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر شہر میں ڈرتا انتظار کرتا ہوا صبح کو گیا۔ پھر وہی شخص جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی اُسے پکار رہا ہے۔ (حضرت) موسٰے نے اس سے کہا۔ کہ بیشک تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب ارادہ کیا۔ کہ اس پر ہاتھ ڈالے۔ جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ کہا اے موسٰیؑ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے جیسا تو نے کل ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ تو بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ ملک میں زبردستی کرتا پھرے۔ اور تو نہیں چاہتا۔ کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔

گویا کہ اس نے موسٰیؑ کا راز فاش کر دیا۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کا مدین کیطرف

حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں تربیت کے لئے جانا

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ز قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ القصص۔ رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا اے موسٰےؑ! دربار والے تیرے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔ کہ تجھ کو مار ڈالیں۔ سو نکل بے شک میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں۔ پھر وہاں سے ڈرتا انتظار کرتا ہوا نکلا۔ کہا۔ اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے بچا لے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے گھرانے

سے تعارف ہونا

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ سکتہ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۞ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- اور جب کہ پانی پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا۔ اور ان سے ورے دو عورتوں کو پایا۔ جو اپنے جانور روکے ہوئے کھڑی تھیں۔ کہا تمہارا کیا حال ہے۔ بولیں جب تک چرواہے نہیں ہٹ جاتے۔ ہم نہیں پلاتیں۔ اور ہمارا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی بکریوں کو پانی کھینچ کر مفت پلا دیا۔

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۞ فَجَاۗءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَي اسْتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- پھر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا۔ کہا۔ اے میرے رب! تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے۔ میں اس کا محتاج ہوں۔ پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ کہا میرے باپ نے تمہیں بلایا ہے۔ کہ تمہیں پلائی کی اجرت دے۔ پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ اور اس سے تمام حال بیان کیا۔ کہا کہ خوف نہ کر۔ تو اس بے انصاف قوم سے بچ آیا ہے۔

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۞ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- ان دونوں (بیٹیوں) میں سے ایک بولی۔ اے باپ اسے نوکر رکھ لے۔ بے شک بہتر نوکر جسے تو رکھنا چاہے وہ ہے۔ جو زور آور اور امانتدار ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آٹھ سال بکریاں چرانے کی پیش کش

یہ پیش کش در اصل اس واسطے کی گئی ہے۔ کہ بکریاں والے نرم دل ہوتے ہیں۔ ورنہ دس بیس بکریوں کی ٹانگیں روز تڑوا کر آتیں۔ اور بکریاں اس قدر اتفا مال ہے۔ کہ ایک کا مونہہ مشرق کو ہے تو دوسری کا مغرب کو۔ تیسری کا شمال کو ہے۔ تو چوتھی کا جنوب کو۔ چرواہا بیچارا سارا دن ان کو جمع کرنے میں بھاگتا پھرتا ہے۔

اسی طرح

پیغمبر کی اُمت بے سمجھ ہوتی ہے۔ پیغمبر بیچارا اللہ تعالیٰ کی طرح مہربان ہوتا ہے اگر سختی ہو تو مستجاب ہونے کے باعث ایک ہی دن میں بددعا کر کے ساری اُمت کا بیڑا غرق کر دے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ علی قراریط من قریش۔ کہ قریش کی بکریاں چند قیراطوں کے عوض میں بھی چرایا کرتا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام بھی تو نبی ہیں

وہ فرماتے ہیں:-

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- اور میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھے تکلیف میں ڈالوں۔ اگر اللہ نے چاہا۔ تو مجھے نیک بختوں میں پائیگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب شعیب علیہ السلام سے رخصت لے کر آتے ہیں۔ تو راستہ میں نبوّت عطا ہوتی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۞ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۞ (سورۃ القصص ع ۴ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:- پھر جب موسیٰ وہ مدت پوری کر چکا۔ اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی۔ اپنے گھر والوں سے کہا۔ ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا آگ کا انگارا لے آؤں۔ تاکہ تم سینکو۔ پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہ میں ایک درخت سے آواز آئی۔ کہ اے موسیٰ! میں اللہ تعالیٰ جہان کا رب ہوں۔ اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دے۔ پھر جب اسے دیکھا۔ کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے۔ تو مونہہ پھیر کر الٹا بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ سامنے آ۔ اور ڈر نہیں۔ بے شک تو امن والوں سے ہے۔ فقط

حضرت موسےٰ علیہ السلام

کو گویا کہ ایک معجزہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن جاتی تھی۔ اور سانپ کی طرح زمین پر رینگ کر چلتی تھی۔

دوسرا معجزہ

یہ ملا:-

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۞ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال دو۔ وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ اور رفع خوف کے لئے اپنا بازو اپنی طرف ملا۔ سو تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے لئے یہ دو سندیں ہیں۔ بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں۔

اب موسیٰ حکم خداوندی سے اپنی قوم کے پاس جاتے ہیں۔

فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰي بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۞ (سورۃ القصص ع ۴ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:- پھر جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ تو کہنے لگے۔ کہ یہ تو محض ایک بنایا ہوا جادو ہے۔ اور ہم نے اسے اپنے پہلے باپ دادا سے سنا ہی نہیں ہے

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ :- اور موسٰی (علیہ السلام) نے کہا۔ کہ میرا رب خوب جانتا ہے۔ جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے۔ اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ بے شک ظالم نجات نہیں پائینگے۔

فرعون کی تعلّی

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ ... فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ :- اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو! میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے۔ پس اے ہامان! تو میرے لئے گارا پکوا۔ پھر میرے لئے ایک محل بنوا۔ کہ میں موسٰی (علیہ السلام) کے خدا کو جھانکوں۔ اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فرعون کا آخری حشر

فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ :- پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر انہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھ لو۔ ظالموں کا کیا انجام ہوا؟

سونے کا مسنون طریقہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا معمول اور دستور تھا کہ (سفر میں) جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رات میں پڑاؤ کرتے تو داہنی کروٹ پر آرام فرماتے اور جب صبح سے کچھ پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنی کلائی کھڑی کر لیتے اور سر مبارک اپنی ہتھیلی پر رکھ کر کچھ آرام لے لیتے۔ شرح السنہ

پیٹ کے بل لیٹنا دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میرے پاس سے گزرے اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے قدم مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: اے جندب! یہ دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔ ابن ماجہ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۹ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:-

انسان میں ایک روحانی مرض خیانت بھی ہے

اور اس روحانی مرض والے مریض کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا

اس کے شواھد

پہلا شاھد

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الانفال ع ۳ پ ۹)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حقوق آپ پر عائد شدہ ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو عائد شدہ ہیں۔ اور آپس میں بھی کسی کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ مثلاً کسی نے آپ کے پاس روپیہ امانت رکھا۔ اور آپ نے صاف انکار کر دیا۔ کہ میرے پاس کوئی پیسہ کسی نے نہیں رکھی۔ یا اس نے امانت پانچ سو رکھی تھی اور آپ کہہ دیں۔ کہ نہیں سو روپے تھے۔ یا آپ مطلق انکار کر دیں۔ کہ میرے پاس کوئی امانت نہیں رکھی تھی۔ یہ چیز خوف خدا نہ ہونے کی علامت ہے۔

دوسرا شاھد

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۶ پ ۵)۔

ترجمہ:- اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو۔ جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں۔ جو شخص دغاباز گنہگار ہو۔ بے شک اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دغا باز مسلمان کو پسند نہیں کرتا۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُ۔

تیسرا شاھد

یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۶ پ ۵)۔

ترجمہ:- یہ لوگ انسانوں سے چھپتے ہیں۔ اور اللہ سے نہیں چھپتے۔ حالانکہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب کہ رات کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ اور ان کے سارے اعمال پر اللہ احاطہ کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ یہ دغا باز لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ رات کو بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دغا بازوں کی ہر بات پر احاطہ کرنیوالا ہے۔

چوتھا شاھد

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۝ سورۃ الانفال ع ۷ پ ۱۰)۔

ترجمہ:- تحقیق اللہ تعالیٰ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔

جس چیز

کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرے۔ اس میں بھلائی اور نیکی کب ہو سکتی ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

پانچواں شاھد

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۶ پ ۵)۔

ترجمہ:- بے شک ہم نے تیری طرف سچی کتاب اُتاری ہے۔ تاکہ تو لوگوں میں انصاف کرے۔ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ سجھا دے۔ اور تو بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ یہ سچی کتاب اس واسطے اتاری گئی ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے سے تو انصاف کرے اور بددیانت لوگوں کی طرف داری ہرگز نہ کی جائے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

چھٹا شاھد

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۝ (سورۃ الانفال ع ۷ پ ۱۰)۔

ترجمہ:- اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغا بازی کا ڈر ہو۔ تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو۔ ایسی طرح پر کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ۔ بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا۔

الحاصل

اگر کسی قوم سے عہد ہونے کے بعد دغا بازی کا ڈر ہو۔ تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دیا جائے۔ تاکہ بدعہدی ہماری طرف سے نہ ہو۔ عہد پھینکنے کے بعد وہ سمجھ جائیں گے۔ کہ اب ہمارا اور ان کا کوئی عہد باقی نہیں رہا۔ تاکہ معاملہ صاف ہو جائے اور وہ عہد کے دھوکے میں نہ رہیں۔

مسلمان

کا معاملہ صاف رہے گا۔ تاکہ یہ نہ ہو۔ کہ بظاہر عہد کریں۔ اور حقیقت میں عہد توڑ دیں۔

ساتواں شاھد

ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝ (سورۃ یوسف ع ۷ پ ۱۳)۔

ترجمہ:- یہ اس لئے کیا۔ تاکہ عزیز معلوم کرے۔ کہ میں نے اس کی غائبانہ خیانت نہیں کی تھی۔ اور بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے

نہیں دیتا۔

بلکہ

خیانت کرنے والوں کا راز کھل ہی جاتا ہے۔ اور اللہ تعالے خائنین کو ذلیل کرنے پر ہر وقت قادر ہے۔

آٹھواں شاہد

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۰ (سورۃ المؤمن ع ۲ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ وہ (اللہ تعالے) آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید جانتا ہے۔

یعنی

اللہ تعالے خیانت کرنے والی آنکھوں اور دلوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔

نواں شاہد

اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ (سورۃ الحج ع ۵ پ ۱۷)۔

ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تعالے ایمان والوں سے دشمنوں کو ہٹا دے گا۔ اللہ کسی دغاباز ناشکرگزار کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی

اگر اللہ والوں اور اللہ تعالے کے دشمنوں کا مقابلہ ہو گا۔ تو اللہ تعالے اللہ والوں کی مدد کرے گا۔ اللہ تعالے کسی دغاباز ناشکرگزار کو پسند نہیں کرتا۔

خلاصہ

بیان کردہ شواہد کا جو قرآن حکیم سے پیش کیے گئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے خیانت کو پسند نہیں کرتا۔ جب عہد کیا جائے تو اس کی پوری پابندی ہو خواہ اللہ تعالے سے عہد ہو۔ مثلاً قرآن مجید کو مسلمان مانتا ہے۔ اور اس پر ایمان رکھتا ہے۔ کہ یہ منزّل من اللہ ہے۔ اگر قرآن مجید کے بیان کردہ احکام کی تعمیل نہیں کرے گا۔ تو اللہ تعالے سے بدعہدی ہو گی۔ اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاچکا ہے۔ تو اب جو حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آئے۔ اگر اس حکم کو نہیں مانے گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدعہدی اور خیانت ہو گی۔ اگر عہد کرنے کے بعد بدعہدی کرنا بری چیز ہے۔ تو اللہ تعالے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جتنا درجہ بلند ہے۔ اسی درجہ کے لحاظ سے اللہ تعالے یا اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بدعہدی کا درجہ بھی اتنا ہی بڑا ہو گا۔

دعا!

اللہ تعالے ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے کہ کسی انسان سے بدعہدی نہ کرنے پائے اور خصوصًا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کئے ہیں۔ انہیں اور زیادہ نباہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العٰلمین ٭

لیٹنے کی حالت میں ایک ٹانگ اٹھاکر دوسری ٹانگ پر رکھنے کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی چت لیٹنے کی حالت میں اپنی ایک ٹانگ اٹھا کے دوسری ٹانگ پر رکھے۔ (حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں عربوں میں عام طور سے تہبند باندھنے کا رواج تھا اور ظاہر ہے کہ اگر تہبند باندکے اس طرح چت لیٹا جائے کہ اپنا ایک زانو کھڑا کرکے دوسرا پاؤں اس کے اوپر رکھا جائے تو بسا اوقات ستر کھل جائے گا۔ غالبًا اسی لئے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس طرح لیٹنے سے منع فرمایا۔ لیکن اگر لباس ایسا ہو کہ اس طرح لیٹنے سے ستر کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ظاہر یہی ہے کہ اس کی ممانعت نہ ہو گی۔) صحیح مسلم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ر فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔

خلاصہ

نبی کا آنا ۰ پیغامِ الٰہی پہنچانا ۰ سردارانِ قوم کا جھٹلانا عوام کا اپنے سرداروں کا کہا ماننا ۰ عذابِ الٰہی آنا اور اس قوم کا ملیامیٹ ہو جانا

پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام

سب سے پہلی قوم

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۰ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۰ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَکُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۰ ر

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا

فَکَذَّبُوْہُ ۔

ترجمہ:۔ پھر انہوں نے پیغمبر علیہ السلام (یعنی نوح علیہ السلام) کو جھٹلایا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کے سوا باقی ساری قوم کو غرق کر دیا۔

فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ط اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۰ (سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ پھر ہم نے اسے کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

اندھے آنکھوں کے نہیں تھے

بلکہ عقل کے اندھے تھے۔ اسی اندھے ہونے کے باعث انجام کو نہیں سوچا۔ کہ پیغمبر خدا علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

ھود علیہ السلام کا قوم عاد کو دعوت دینا

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۰ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔

سردارانِ قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۰

ترجمہ:۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

پیغمبر علیہ السلام کا جواب

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۰ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ فرمایا۔ اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

قوم کی طرف سے پیغمبر علیہ السلام کو جواب

قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَ نَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۰ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو اس لئے آیا ہے۔ کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

قوم پر عذاب الٰہی کا آنا۔!

فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۰ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ اُن کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کا بھیجا جانا

اور اُن کا اپنی قوم کو دعوت دینا

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۔ (سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آ چکی ہے۔

قوم کے سرداروں کی طرف سے صالح علیہ السلام سے عذاب الٰہی لانے کی درخواست کرنا

قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع۱۰ پ ۸)۔

ترجمہ:- کہا۔ اے صالح! لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔

پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا تباہ شدہ قوم پر افسوس کرنا

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ○

(سورۃ الاعراف ع۱۰ پ ۸)۔

ترجمہ:- پھر صالح (علیہ السلام) ان سے منہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے افسوس سے اپنی قوم کے متعلق یہ الفاظ کہے۔ کہ میں نے تو تمہاری خیر خواہی کی تھی۔ لیکن تم نے میری خیر خواہی کی کوئی قدر نہ کی۔ (اور آج قدر ناشناسی کا مزہ چکھ رہے ہو) اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کی قدر شناسی کی توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ ناشناس اور ناقدری کرنے والوں کے حق میں ہمیشہ نتائج بد نکلتے ہی آئے ہیں۔ اور وہ نتائج یہی تو تھے۔ کہ نبی کی مخالفت کرنے والوں پر عذاب الٰہی آیا۔ اور ان نافرمانوں میں سے ایک بھی نہ بچا۔

مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کا بھیجا جانا

قولہٗ تعالیٰ:- وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ج وَاذْکُرُوْا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع۱۱ پ ۸)۔

ترجمہ:- اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو۔ کہ اللہ (تعالےٰ) پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو۔ کہ جب تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو۔ کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا ہے۔

سرداران قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَ لَوْ کُنَّا کٰرِهِیْنَ ○ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا ط وَ مَا یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ط عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا ط

ترجمہ:- اس قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب (علیہ السلام) ہم تجھے اور جو تجھ پر ایمان لائے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ (تعالےٰ) پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آ جائیں۔ بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ ہمیں یہ حق نہیں۔ کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آ ئیں۔ مگر یہ کہ اللہ (تعالےٰ) چاہے۔ جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ○

ترجمہ:- اے رب ہمارے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے۔ اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ○ اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ج اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:- پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔

پھر شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کی تباہی پر اظہار افسوس نہ کرنا

کیونکہ وہ لوگ گمراہ تھے

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:- پھر ان سے منہ پھیرا۔ اور کہا۔ اے میری قوم! تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے۔ اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

گذشتہ تباہ ہونیوالی قوموں پر شاہنشاہی تبصرہ

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنْ کَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ (الاعراف ع۱۲ پ ۹)۔

ترجمہ:- اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے۔ اور (خدا تعالیٰ سے) ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پھر ہم نے انہیں انکے اعمال کے

خطبۂ یوم الجمعہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

قیامت کے دن کن صفتوں والے آدمی نجات پائینگے

اسکے متعلق قرآن مجید میں متعدد اعلانات

پہلا اعلان الٰہی

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ المؤمنون ع ۱ پ ۱۸)۔

ترجمہ:۔ بے شک ایمان والے[1] کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز[2] میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ[3] باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ[4] دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں[5] کی حفاظت[6] کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو۔ تو وہی حد سے نکلنے[6] والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ[7] کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں[8] کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان کا حاصل یہ ہے۔ کہ آٹھ شرطیں پوری کرنے والے انسان جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ جنہیں جنت میں جانے کا شوق ہو گا۔ وہ آٹھ شرطیں پوری کر کے بارگاہِ الٰہی میں جائیں گے۔ یعنی مرینگے۔

ہر مسلمان مرد کو آٹھ شرطوں کے اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تب جنت الفردوس کا وارث بنے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

دوسرا اعلان

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝

(سورۃ آل عمران ع ۱۴ پ ۴)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! سود دونے پر دونا مت کھاؤ۔ اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو۔ تا کہ تمہارا چھٹکارا ہو۔ اور آگ سے بچو۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ (تعالےٰ) اور رسول کی تابعداری کرو۔ تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ (تعالےٰ) نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں۔ یا اپنے حق میں ظلم کریں۔ تو اللہ (تعالےٰ) کو یاد کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں۔ اور سوائے اللہ (تعالےٰ) کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے۔ اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے۔ اور باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

فلاح

کن صفات پر مبنی ہوئی۔ پہلی[1] سود نہیں کھاتے۔ دوسری[2] اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ ڈرتے ہیں۔ تیسری[3] اس آگ میں جلنے سے ڈرتے ہیں۔ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور چوتھی[4] اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے ہیں۔ پانچویں[5] اللہ کی مغفرت کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ اور جنت کی طرف بھی جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ چھٹی[6] جو لوگ خوشی اور تکلیف میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ساتویں[7] کسی پر غصہ آئے تو پی جانے والے۔ اور آٹھویں[8] صفت یہ ہے۔ کہ کسی پر غصہ آئے۔ تو معاف کر دینے والے ہیں۔ نویں[9] یہ کہ جب کبھی خلاف شرع کوئی بے حیائی کا کام سرزد ہو جائے۔ یا اپنے حق میں کوئی ظلم کر بیٹھیں۔ تو فوراً اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ دسویں[10] صفت اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی یہ ہے۔ کہ جب اپنے سے غلطی ہو جائے۔ تو اس

غلطی پر ضد سے اڑے نہیں رہتے۔
ان دس صفات
سے متصف ہونے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں اچھی مزدوری ہے۔
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِفَضْلِکَ وَ کَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

تیسرا اعلان

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۶ پ ۶)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو۔ اور اللہ (تعالیٰ) کا قرب تلاش کرو۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

وسیلہ کی تفسیر شیخ الاسلام کے ہاں

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وسیلہ کے معنی تحریر فرماتے ہیں۔

"وسیلہ کی تفسیر، ابن عباس، مجاہد، ابو وائل، حسن وغیرہم اکابر سلف نے قربت سے کی ہے۔ تو وسیلہ ڈھونڈنے کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ اس کا قرب و وصول تلاش کرو۔

قتادہ نے کہا۔ "ای تقربوا الیہ بطاعتہ والعمل بما یرضیہ" (خدا تعالیٰ) کی نزدیکی حاصل کرو، اس کی فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ سے۔)

اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ وسیلہ جنّت میں ایک نہایت ہی عمدہ منزل ہے۔ جو دنیا میں سے کسی ایک بندہ کو ملے گی۔

آپ صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم اذان کے بعد میرے لئے خدا سے وہی مقام طلب کیا کرو۔ تو اس مقام کا نام بھی "وسیلہ" اسی لئے رکھا گیا۔ کہ جنّت کی تمام منزلوں میں وہ سب سے زیادہ عرش رحمٰن کے قریب ہے۔ اور حق تعالیٰ کے مقامات قرب میں سب سے بلند واقع ہوا ہے۔

بہر حال پہلے فرمایا۔ کہ ڈرتے رہو۔ اللہ سے۔ لیکن یہ ڈر ایسا نہیں۔ جیسے آدمی سانپ، بچھو یا شیر بھیڑیئے سے ڈر کر دُور بھاگتا ہے۔ بلکہ اس بات سے ڈرنا، کہ کہیں اس کی خوشنودی اور رحمت سے دُور نہ جا پڑو۔ اسی لئے اِتَّقُوا اللّٰہَ کے بعد وابتغوا الیہ الوسیلۃ فرمایا۔ یعنی اس کی ناخوشی اور بُعد و ہجر سے ڈر کر قرب و وصول حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے قریب ہم اسی وقت ہو سکتے ہیں۔ جب کہ درمیانی راستہ قطع کر لیں۔ جس پر چل کر اس کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔ اسی کو فرمایا۔

(وَ جَاھِدُوا فِیْ سَبِیْلِہٖ)

ترجمہ:۔ جہاد کرو۔ اس کی راہ میں یعنی اس پر چلنے کی پوری پوری کوشش کرو۔ (لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ) تاکہ تم اس کی نزدیکی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکو۔" انتہیٰ حاشیہ الشیخ رح

چوتھا اعلان

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۲ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ شراب اور جوّا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"وما ذبح علی النصب۔ اس جانور کا ذکر فرمایا۔ جسے خدا (تعالےٰ) کے سوا کسی دوسرے مکان کی تعظیم کے لئے ذبح کیا جائے (موضح القرآن)۔

اس دوسری صورت میں بھی (فی الحقیقت نیت تقرب لغیر اللہ ہی کی ہوتی ہے۔ گو ذبح کے وقت زبان سے بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے۔

بعض مفسّرین نے ازلام سے فال کے تیر مراد لئے ہیں۔ جو زمانہ جاہلیّت میں لحم ذبیحہ وغیرہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے۔ اور وہ ایک صورت قمار (جوئے)، کی تھی۔ جیسے آج کل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے۔ لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے۔ کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں۔ جن سے مشرکین مکہ کسی اشکال اور تردّد کے وقت اپنی مرادوں اور کاموں کا فیصلہ کرتے تھے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں قریش کے سب سے بڑے بُت ہبل کے پاس رکھے تھے۔ ان میں سے کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ لکھا تھا۔ (ترجمہ:۔ میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَھَانِیْ رَبِّیْ تحریر تھا۔ (یعنی میرے رَبّ نے مجھ کو منع کر دیا۔

پانچواں اعلان

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۳ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو! اللہ (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تمہاری نجات ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ ناپاک کمائی سے کمایا ہوا مال اور پاک کمائی سے کمایا ہوا مال نتیجہ کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حرام سے کمائے ہوئے مال میں بے برکتی ہو گی۔ اور حلال کے ذریعہ سے کمائے ہوئے مال میں بے برکتی نہیں ہو گی۔ یا مثلاً حلال کے ذریعہ سے کمایا ہوا اولاد پر صرف کرو گے۔ تو اولاد نیک رہیگی۔ اور حرام کے ذریعہ سے کمایا ہوا اولاد پر صرف کرو گے۔ تو اولاد میں صلاحیت نہیں ہو گی۔ بلکہ بڑا ہونے کے بعد ماں باپ کی نافرمان اور خدا تعالےٰ سے نہ ڈرنے والی ہو گی۔ اور ماں باپ کی نافرمان ہو گی۔

اَلْحَرَامُ یَجُرُّ اِلَی الْحَرَامِ۔

یعنی حرام کے مال سے حرام کی طرف ہی آدمی کھچ کر جاتا ہے۔ اگرچہ حرام کا مال بہت ہو۔ مگر اس میں حرام کی طرف کشش ہوتی ہے۔ اور اس مال سے فلاح یعنی نجات بھی نہیں ہو گی۔

چھٹا اعلان

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الانفال ع ۶ پ ۱۰)۔

ترجمہ :۔ اے ایمان والو۔ جب کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ (تعالےٰ) کو بہت یاد کرو ۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ دشمن کے مقابلہ میں فلاح یعنی کامیابی چاہتے ہو۔ تو ثابت قدمی اختیار کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو۔ تا کہ تم پر اللہ کی طرف سے مدد آئے ۔ اور کامیاب ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی رحمت کو کھینچ کر لائیگا ۔ وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن ۔

ساتواں اعلان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۩ (سورۃ الحج ع ۱۰ پ ۱۷)۔

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔ اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلائی کرو ۔ تا کہ تمہارا بھلا ہو۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ رکوع اور سجدہ کر کے اپنے رب کی بندگی کرو ۔ اور نیک کام کرو۔ تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو۔

آٹھواں اعلان

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۰ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰ (سورۃ النور ع ۴ پ ۱۸)

ترجمہ :۔ ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں ۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے ۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو۔ کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں ۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں ۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں ۔ مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے ۔ اور اپنے دوپٹے سینوں پر ڈالے رکھیں ۔ اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں ۔ مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجیوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں۔ یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں ۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے ۔ اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

پہلا حکم یہ ہے کہ مؤمن اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں ۔ یعنی جھانک جھانک کر عورتوں کو نہ دیکھا کریں ۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۔ یعنی کسی اپنے سے غیر منکوحہ پر ظاہر نہ کریں ۔ تیسرا حکم یہ ہے ۔ مومنہ عورتوں کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں ۔ یعنی اجنبی مردوں کو جھانک جھانک کر نہ دیکھا کریں۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ عورتیں بھی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۔ پانچواں حکم یہ ہے ۔ کہ عورتیں اپنی زینت کی چیزیں کسی پر ظاہر نہ کریں ۔ مثلاً چوڑیاں یا گٹ پر باندھی ہوئی گھڑی ۔ چھٹا حکم یہ ہے کہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں ۔ تا کہ سینے کا ابھار کسی مرد پر ظاہر نہ ہونے پائے ۔ کیونکہ اس میں خرابی پیدا ہونے کا خطرہ ہے ساتواں حکم یہ ہے کہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں ۔ مگر اپنے خاوند پر یا اپنے باپوں پر یا سسر پر یا اپنے بیٹوں پر یا خاوندوں کے دوسری بیوی کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ یعنی ایسے خدمتگار مرد جو عورت کی ضرورت ہی نہیں رکھتے ۔ مثلاً شیخ فرتوت ۔ یا ان لڑکوں پر جنہیں چھوٹی عمر ہونے کے سبب سے عورتوں کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی ۔ آٹھواں حکم اور عورتیں چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں تا کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم نہ ہونے پائے ۔ مثلاً زیورات کا جھنکار نہ ظاہر ہو ۔ نواں حکم ۔ اے مومنو! سب اللہ تعالےٰ کے سامنے توبہ کرو ۔ تا کہ تمہیں نجات حاصل ہو ۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان نو حکموں کی تعمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔ تا کہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو جائے ۔ اور عذابِ الٰہی سے بچ جائیں ۔
وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

خطبۃ یوم الجمعۃ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ر فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:-

برکات رمضان المبارک

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا ھَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۲۳ پ ۲)۔

ترجمہ:- رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اُتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں۔ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پالے۔ تو اس کے روزے رکھے۔ اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔ اور تاکہ گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ تعالےٰ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ شکر کرو۔

رمضان مبارک کی پہلی برکت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔

اس مبارک مہینے میں قرآن مجید کا آسمان سے دنیا میں نزول ہوا۔ یہ تمام دنیا کے بسنے والوں کے لئے ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں امور خانہ داری سے لے کر بادشاہی تک کیلئے قانونِ حیات موجود ہے۔

دوسری برکت

قرآن مجید ھُدًی لِّلنَّاسِ ہے۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے راہنما ہے۔ ہر معاملہ من جانب اللہ سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ کوئی انسان جو اس قرآن مجید پر عمل کرے کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

تیسری برکت

وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

اس قرآن کے احکام واضح ترین ہیں۔ اس سے ہر انسان جو عقلمند ہو بآسانی اللہ تعالےٰ کی کلام پاک کا مطلب سمجھ سکتا ہے۔

چوتھی برکت

یہ قرآن مجید حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

مثلاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جیسے مشرک غیر اللہ کو یعنی اپنے معبودوں کو پکارا کرتے تھے اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقف مسلمان حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن رکوع ۲ میں فرمایا:-

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝

ترجمہ:- اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

پانچویں برکت

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندوں کو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص رمضان مبارک کے مہینہ میں گھر میں موجود ہو وہ ضرور روزہ رکھے۔

چھٹی برکت

قرآن مجید کے اعلان سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص بیمار یا مسافر ہو۔ تو دوسرے دنوں میں روزوں کی قضا کر دے۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک سہولت رکھی گئی ہے۔

روزہ کس وقت سے شروع ہوگا

ارشاد الٰہی ہے:-

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)۔

ترجمہ:- اور کھاؤ اور پیو۔ جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری، سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جائے۔

یعنی

فجر کی سفیدی نمایاں ہو جائے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

پھر روزہ کب تک ہے

روزہ رکھے رہو۔ حتّٰی کہ رات آ جائے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

روزہ دار کے لئے

جس طرح کھانا پینا منع ہے۔ اسی طرح عورتوں سے ملنا جلنا بھی منع ہے۔ روزہ در اصل تینوں چیزوں کی ممانعت کرتا ہے۔ یہ حکم الٰہی اس لئے واضح کر دیا گیا ہے۔ تاکہ کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ روزہ صرف کھانے پینے کی چیزوں سے روکتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

یہی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ ان حدود کا لحاظ رکھے۔ تاکہ حدود الٰہیہ کے توڑنے کے باعث مجرم نہ ہو جائے۔

احادیث متعلقہ رمضان شریف

پہلی روایت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذا دخل رمضان

فتحت ابواب السماء و فی روایۃ فتحت ابواب الجنۃ و غلقت ابواب جہنم و سلسلت الشیاطین و فی روایۃ فتحت ابواب الرحمۃ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

دوسری روایت

عن سھل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب منھا باب یسمی الریان لا یدخلہ الا الصائمون۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ سھل بن سعد سے روایت ہے۔ کہ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام باب الریان ہے۔ اس دروازے میں سے روزہ رکھنے والے داخل ہوں گے۔

غور کیجئے

کہ روزہ رکھنے والوں کے لئے یہ کتنی بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس فضیلت کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسری روایت

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلّم من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایمانا و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے روزہ رکھا رمضان کا عقیدت اور ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی نیّت سے اس کے تمام پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص کھڑا ہوا۔ یعنی عبادت کی، تراویح پڑھیں اور شب قدر کو جاگا۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور طلبِ ثواب کی خاطر۔ اس کے پہلے گناہ سب بخش دیئے جائیں گے۔

چوتھی روایت

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کل عمل بنی آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمأتہ ... ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی و انا اجزی بہ یدع شھوتہ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک والصیام جُنۃ و اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث و لا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرء صائم۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے ہر نیک عمل کو ثواب میں زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے یہاں تک کہ سات سو گنا تک۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے۔ اس لئے کہ یہ صرف میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔ روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے، اور اپنے کھانے کو صرف میری خوشی کے لئے۔ اور روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت۔ اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو۔ تو وہ فحش باتیں نہ کرے۔ اور نہ بیہودگی سے چلاّئے۔ اور اگر کوئی اس کو برا کہے یا کوئی اس سے لڑنے کا ارادہ کرے تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں ... روزہ دار ہوں۔

پانچویں روایت

عن ابی ھُرَیْرَۃؓ قال قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلّم اذا کان اول لیلۃ من شھر رمضان صفدت الشیاطین و مردۃ الجن و غلقت ابواب النار فلم یفتح منھا باب و فتحت ابواب الجنۃ فلم یغلق منھا باب و ینادی مناد یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر و للہِ عتقاء من النار و ذالک کل لیلۃ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و رواہ احمد۔ عن رجل و قال الترمذی ھذا حدیث غریب۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے۔ قید کر دیتے جاتے ہیں شیطان اور سرکش جن۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور نہیں کھولا جاتا دوزخ کا کوئی دروازہ۔ اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ یہ کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجّہ ہو۔ اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز آ۔ اور اللہ (تعالیٰ) آزاد کرتا ہے اس مبارک مہینہ میں دوزخ سے بہت سے لوگوں کو۔ اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔

چھٹی روایت

عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشھوات بالنھار فشفعنی فیہ و یقول القرآن منعتہ النّوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے روزہ کہے گا۔ اے اللہ تعالے میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہیگا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا۔ پس اس کے حق میں تو میری سفارش قبول کر۔ پس ان کی سفارشیں قبول کی جائیںگی۔

سونے کا مسنون طریقہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا جب آپ ﷺ رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا (اے اللہ ! میں تیرے ہی نام کے ساتھ مرنا چاہتا ہوں، اور تیرے ہی نام کے ساتھ جیسا چاہتا ہوں) اور پھر جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں (ایک طرح کی) موت دینے کے بعد جِلا دیا، اور مرنے کے بعد اسی کی طرف ہمارا اُٹھنا ہوگا)۔ صحیح بخاری

خطبۂ یوم الجمعہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔

قیامت کے دن دوزخ میں کن لوگوں کو بھیجا جائیگا

اس کے شواھد

پہلا شاھد

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۴ پ ۱)۔

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کے معلوم ہونے کے بعد ان کے ماننے سے انکار کرینگے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخی ہوں گے۔ اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

جس طرح جاہل مسلمان

کہہ دیتے ہیں "چھڈو جی قرآن نوں۔ اسیں کوئی مولوی ہاں۔ ساڈے نال گل کرو وِہار دی۔ یعنی دنیا دے رواج دی"۔ یہی کہنا گویا کہ قرآن مجید کے حکم کا انکار ہے۔ اللہ تعالےٰ ان جاہلوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

بلکہ

مسلمان کا فرض ہے۔ جب دوسرا مسلمان قرآن مجید کا نام لے۔ تو ادب سے ہتھیار ڈال دے اور قرآن مجید کے فیصلہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے۔ یہ کرنا قرآن مجید پر ایمان لانے کی نشانی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

دوسرا شاھد

بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۹ پ ۱)۔

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "گھیر لیا گناہ نے۔ یعنی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ انتہٰی"

دعا

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس شاہ صاحب کے بیان کردہ گناہ کے گھیرنے سے بچائے۔
آمین یا الٰہ العٰلمین

تیسرا شاھد

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا م وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ط وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۸ پ ۳)

ترجمہ:- جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی کہ انہوں نے ...... کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے، جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ (تعالےٰ) نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا۔ تو جو پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ قیامت میں ایسے ہو کر اٹھیں گے۔ جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ اور یہ حالت اس لئے ہو گی۔ کہ انہوں نے کہا تھا۔ کہ سوداگری بھی تو ایسی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی۔ اور وہ باز آ گیا۔ تو جو سود پہلے لے چکا ہے۔ وہ اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اور جو کوئی اللہ تعالےٰ کے منع کرنے کے باوجود پھر لے۔ وہ دوزخی لوگ ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

چوتھا شاھد

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ لَیْسَ لَہٗ دَعْوَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ ھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْکُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَکُمْ ط وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ (سورۃ المومن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں۔ اور بے شک ہمیں اللہ (تعالیٰ) کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔ پھر تم میری بات کو یاد کرو گے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ (تعالےٰ) دیکھ رہا ہے پھر اللہ (تعالےٰ) نے اسے تو ان کے فریبوں کی برائی سے بچایا۔ اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آ پڑا۔

حاصل

یہ ہے کہ اس ایماندار شخص نے اپنی قوم سے کہا۔ بے شک تم مجھے جس کی طرف بُلاتے ہو۔ نہ وہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں۔ اور یاد رکھو۔ ہم سب کو اللہ تعالےٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بلاشک

حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔ جب تم دوزخ میں جاؤ گے۔ تب میری بات کو یاد کرو گے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ بیشک وہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ بالآخر اللہ تعالےٰ نے اسے تو ان کی برائی سے بچا لیا۔ اور فرعونیوں پر سخت عذابِ الٰہی آ پڑا۔

وہ عذاب کیا تھا؟

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ج وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۝ (سورۃ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ (اللہ تعالےٰ کا حکم ہو گا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔

فرعونیوں کے امیروں اور غریبوں کا آپس میں جھگڑنا

وَ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ (سورہ المؤمن رکوع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔ پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے۔ ہم تمہارے پیرو تھے۔ پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دور کر سکتے ہو۔ جو سرکش تھے۔ وہ کہیں گے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔ اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے۔ کہ تم اپنے رب سے عرض کرو۔ کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔

پھر دوزخیوں کا داروغۂ جہنم سے کہنا

وَ قَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝

ترجمہ:- اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے۔ کہ تم اپنے رب سے عرض کرو۔ کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔

دوزخ کے داروغوں کا جواب

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ط قَالُوْا بَلٰى ط قَالُوْا فَادْعُوْا ج وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ۝ (سورۃ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- دوزخ کے داروغے جواب میں کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لے کر نہ آئے تھے۔ کہیں گے۔ ہاں آئے تھے۔ کہیں گے پس پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہو گا۔

یعنی ان کی پکار محض بے سود ہو گی۔ اور ان سے عذابِ الٰہی ایک دن بھی ہلکا نہیں کیا جائے گا۔

پانچواں شاھد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۲ پ ۴)۔

ترجمہ:- بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد (اللہ تعالیٰ) کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئیں گے اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ کافروں کو ان کے مال اور اولاد خواہ کتنی بھی ہو، کفر کی نحوست سے جو عذابِ الٰہی انہیں ہونے والا ہے اس سے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

چھٹا شاھد

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۴ پ ۸)۔

ترجمہ:- جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے احکام کو نہ مانا۔ بلکہ ان کے ماننے کو اپنی بڑائی سے تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

ساتواں شاھد

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ م بِمِثْلِهَا وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ج كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ یونس ع ۳ پ ۱۱)۔

ترجمہ:- اور جنہوں نے برے کام کئے۔ تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہو گا۔ اور ان پر ذلت چھائے گی۔ اور انہیں (اللہ تعالےٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ گویا ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ برائی کرنے والوں کو برائی کا بدلہ برائی بھگتنا پڑے گا۔ اور ان پر ذلت چھا جائے گی۔ گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آٹھواں شاھد

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ج وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ج وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الرعد ع ۱ پ ۱۳)۔

ترجمہ:- اگر تو عجیب بات چاہے تو ان کا یہ کہنا عجب ہے۔ کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے۔ کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے۔ یہی وہ ہیں۔ جو اپنے رب سے منکر ہو گئے۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں۔ وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے۔

حاصل

یہ ہے۔ ان کا یہ تعجب کرنا عجیب ہے۔ کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے۔ کیا

نئے سرے سے بنائے جائیں گے۔؟ ان کا یہ کہنا اپنے رب کی قدرت سے انکار کرنا ہے۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی لوگ دوزخی ہیں۔

نواں شاھد

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (سورۃ المؤمن ع ۱ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور اسی طرح منکروں پر اللہ (تعالیٰ) کا کلام پورا ہوا۔ کہ وہ دوزخی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ دوزخی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِيَةِ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ ○

دسواں شاھد

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (سورہ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے۔ اور نہ آخرت میں۔ اور بے شک ہمیں آخرت کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام تو دعوت الی اللہ دیتے ہیں۔ اور بت پرست غیر اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ غیر اللہ کی دعوت کا کوئی ثبوت تمام آسمانی کتابوں میں نہیں ہے۔ اور حد سے تجاوز کرنے والے یعنی بت پرست ہی دوزخ میں جائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُمْ

گیارھواں شاھد

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۭ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۙ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۙ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۙ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۚ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۚ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَىِٕذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○ (سورۃ الواقعہ۔ رکوع ۲ پارہ ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور بائیں والے کیسے برے ہیں۔ بائیں والے وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔ جو نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ راحت بخش۔ بے شک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ دوزخی بائیں طرف کھڑے کئے جائیں گے۔ وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ڈالے جائیں گے اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہو گا۔ اور نہ راحت بخش ہو گا۔ یہ دوزخ میں داخل کئے جانے والے دنیا میں بڑے خوشحال تھے۔ اور شرک پر انہیں اصرار تھا۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔ یعنی قیامت کے دن کے اٹھنے کا یقین ہی نہ تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے فرمانے پر انہیں یقین ہی نہیں آتا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ہے مصالحتی کمیشن کی رپورٹ اور سلامتی کونسل میں لنکا وغیرہ ممالک کی ایک ثالثانہ تجویز جس پر وہاں غور ہو رہا ہے۔

خدا کرے کہ کوئی متفقہ صورت نکل آئے اور آنے والے گرم موسم میں... صحراؤں کی بادِ سموم اور تپتے میدانوں کی آندھیوں میں توپوں کے گولے، بموں کے دھماکے اور گیسوں کے طوفان ہر چہار سو موت کا بازار گرم کرنے میں اضافہ نہ کر دے۔ اور خدا کرے کہ روس اور امریکہ اپنے رقیبانہ جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے افریقہ کی اس مظلوم کالی آبادی کو تختۂ مشق نہ بنائیں۔

خروشیف اور کینیڈی کے تازہ پیام و سلام سے تو ایسا نظر آتا ہے کہ شاید یہ بڑے اب امن کی پیاسی دنیا پر ترس کھانے لگے ہیں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ افریقہ میں اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو میں اَور برکت نازل کرے اور ان نوآزاد بنی نوع انسان کو آزادی کے ساتھ اسلام اور خدا شناسی کی دولت سے مالامال کر دے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

افریقہ میں صدر ناصر کی بین الاقوامی پوزیشن اور اس کا تبلیغی شوق امید دلاتا ہے۔ کہ افریقی سیاہ فاموں کی سیاہ بختی اب حقیقی نورانیت سے تبدیل ہونے ہی والی ہے ٭

نماز فجر کے بعد حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا معمول مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ معمول تھا کہ فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی اسی جگہ میں چہار زانو بیٹھے رہتے تھے، یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا تھا۔ سنن ابوداؤد

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

قیامت کے روز کون لوگ خسارے میں رہیں گے

اس کے شواھد

پہلا شاھد

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳ پ ۱)۔

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ (تعالیٰ) نے حکم دیا ہے۔ اسے توڑتے ہیں۔ اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے عہد پکا کرکے توڑتے ہیں۔ اور جس صلہ رحمی کرنے کا اللہ نے حکم دیا اسے بجائے جوڑنے کے توڑتے ہیں۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

دوسرا شاھد

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ (سورۃ الحج ع ۲ پ ۱۷)۔

ترجمہ:۔ اور بعض وہ لوگ ہیں۔ کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا۔ تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی۔ یہی وہ صریح خسارا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی بعض آدمی دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے۔ اور اس کا دل مذبذب رہتا ہے۔ اگر دین میں داخل ہو کر بھلائی دیکھے۔ بظاہر بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پائے۔ تو چھوڑ دے۔ ادھر دنیا گئی، ادھر دین گیا۔ کنارے پر کھڑا ہے۔ یعنی دل نہ اس طرف ہے، نہ اس طرف۔ جیسا کہ کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو۔ جب چاہے نکل بھاگے۔

تیسرا شاھد

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے۔ وہ اسے پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہی ایمان نہیں لاتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی اس کے علاوہ کہ میری صداقت کا خدا گواہ ہے۔ اور قرآن کریم اس کی ناطق و ناقابل تردید شہادت دے رہا ہے۔ وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) بھی جن کی طرف کتب سماویہ کا عالم سمجھ کر تم میرے معاملہ میں رجوع کرتے ہو۔ اپنے دلوں میں پورا یقین رکھتے ہیں۔ کہ بلاشبہ میں وہی نبی آخر الزماں ہوں۔ جس کی بشارت انبیاء سابقین دیتے چلے آئے ہیں۔ ان کو جس طرح بہت سے بچوں میں سے اپنی اولاد کی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ایسے ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت کے معلوم کرنے میں کبھی کوئی شبہ اور دھوکہ نہیں ہے۔ البتہ حسد، کبر، تقلید آباء اور حب جاہ و مال وغیرہ اجازت نہیں دیتے۔ کہ مشرف بایمان ہو کر اپنی جانوں کو نقصان دائمی اور ہلاکت ابدی سے بچائیں۔

چوتھا شاھد

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ وَ هُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ پہنچے گی۔ تو کہیں گے۔ اے افسوس ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی۔ اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ خبردار وہ برا بوجھ ہے۔ جسے وہ اٹھائیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ دنیا میں رہتے ہوئے جو لوگ قیامت کا انکار کرتے تھے، اور جو گناہ دنیا میں رہتے ہوئے کئے تھے، ان کا بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ برا بوجھ ہے جو اٹھائیں گے۔

اللّٰھمّ احفظنا منہ

پانچواں شاھد

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ ِۨ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور واقعی اس دن وزن بھی ہو گا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہو گا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہو گا۔ سو یہ وہ لوگ، ہوں گے جنہوں نے اپنا

نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن اعمال تلیں گے۔ پھر جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا۔ وہ لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو گا۔ یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں آ کر برے کام کر کے اپنا نقصان کیا۔

چھٹا شاھد

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲ پ ۷)۔

ترجمہ:- وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کریگا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن ضرور اللہ تعالےٰ سب انسانوں کو اکٹھا کریگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالنے والے ہیں۔ وہ قیامت کے دن کی آمد کو نہیں مانتے۔

ساتواں شاھد

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝ (سورۃ المؤمن ع ۹ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- پھر جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے۔ تو وہ اپنے علم و دانش پر اترانے لگے۔ اور جس پر وہ ہنسی کرتے تھے۔ وہ ان پر الٹ پڑا۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ہم اللہ (تعالےٰ) پر ایمان لائے۔ جو ایک ہے۔ اور ہم نے ان چیزوں کا انکار کیا۔ جنہیں ہم پوجتے تھے۔ ان کے ایمان نے نفع نہ دیا۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ یہ سنت الٰہی ہے۔ جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے۔ اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نبی ان کے پاس آئے۔ تو وہ لوگ اپنے علم پر اترانے لگے اور جس عذاب الٰہی کا مذاق اڑاتے تھے۔ وہی ان پر نازل ہوا۔ جب عذاب الٰہی دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے۔ ایسے حال میں کہ وہ اکیلا ہے۔ اور جنہیں ہم اس کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے۔ ان کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے ایمان لانے سے ان کو کوئی نفع نہیں ہوا۔ عادت اللہ یہی ہے۔ کہ عذاب آنے پر ایمان لانا مفید نہیں ہوتا اور کافروں نے خسارہ اٹھایا۔

آٹھواں شاھد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۶ پ ۴)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے۔ تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر تم نے کافروں کی پوری تابعداری کی۔ تو تمہیں اسلام کے دائرے سے نکال دیں گے۔

نواں شاھد

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (سورۃ عنکبوت ع ۵ پ ۲۱)۔

ترجمہ:- کہہ دو۔ اللہ (تعالیٰ) میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جانتا ہے۔ اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لائے۔ اور اللہ (تعالےٰ) کا انکار کیا وہی نقصان پانے والے ہیں۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ "اللہ (تعالےٰ) کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا۔ اور جھوٹوں کو مٹایا۔

دسواں شاھد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (سورۃ المنافقون پ ۲۸ ع ۲)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ (تعالیٰ) کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

گیارھواں شاھد

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ .... بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ (سورۃ النمل ع ۱ پ ۱۹)

ترجمہ:- البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہم نے ان کے اعمال ان کے لئے اچھے کر دکھائے ہیں۔ پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہی ہیں جنہیں بڑا عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ آخرت میں بڑے ہی خسارہ میں ہونگے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:-

کن لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی خوشخبری سُناتا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا شاھد

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ہ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ لا قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ہ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ قف وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ہ

(البقرۃ پ ۲ ع ۱۹)

ترجمہ:- اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیدو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں، جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت۔ اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ ہدایت پانے والے وہ بندے ہیں۔ کہ جو مصیبت ان پر آئے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ جو تصرّف ہماری جانوں اور مالوں میں کرے۔ وہی ٹھیک ہے۔ اور کبھی جزع فزع نہیں کرتے اور یہی ہدایت پانیوالے ہیں۔

دُوسرا شاھد

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْآ اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ہ

(سورۃ البقرۃ ع ۲۸ پ ۲)۔

ترجمہ:- اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو۔ اور جان لو۔ کہ تم ضرور اس سے ملوگے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ ہر وقت خدا تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ اور یقین کرو۔ کہ اس اللہ تعالےٰ کے روبرو حاضر ہونے والے ہو۔ لہذا کوئی ایسا کام نہ کرو جو اس کی مرضی کے خلاف ہو تاکہ اس کے رو برو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

تیسرا شاھد

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ہ

(سورۃ التوبۃ ع ۱۴ پ ۱۱)۔

ترجمہ:- توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، شکر کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے، اچھے کاموں کا حکم کرنے والے، بری باتوں سے روکنے والے۔ اللہ (تعالےٰ) کی حدوں کی حفاظت کرنے والے، اور ایسے مومنوں کو خوش خبری سُنا دے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ ایسے مسلمان جو دس مذکورۃ الصدر صفتوں کے حامل ہوں گے۔ ان کو نجات کی خوشخبری سُنا رہے ہیں۔

چوتھا شاھد

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ط وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ہ

(سورۃ الحج ع ۵ پ ۱۷)۔

ترجمہ:- پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے۔ پس اسی کے فرمانبردار رہو۔ اور عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری سُنا دو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تمہارا معبود حقیقی فقط ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ لہذا اسی ایک کی تابعداری کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے روبرو عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو عاجزی کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

پانچواں شاھد

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ہ (سورۃ الحج ع ۵ پ ۱۷)۔

ترجمہ:- اللہ (تعالےٰ) کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے۔ اسی نے انہیں تمہارے تابع کر دیا۔ تا کہ تم اللہ (تعالےٰ) کی بزرگی بیان کرو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ قربانی کا گوشت اور خون اللہ تعالےٰ کے ہاں نہیں پہنچتا۔ لیکن تم اپنے عزیز مال کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرتے ہو۔ اس کی اللہ تعالےٰ کے ہاں بڑی قدر وقیمت ہے۔ اور ایسے قربانی کرنے والوں کو خوشخبری دی جاتی ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ہ

چھٹا شاھد

وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ط وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ہ (سورۃ الاحقاف ع ۲ پ ۲۶)۔

ترجمہ:- اور اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب ہے۔ جو راہ نما اور رحمت تھی۔ اور یہ کتاب ہے جو اسے سچا کرتی ہے۔ عربی زبان میں۔ ظالموں کو ڈرانے کے لئے اور نیکوں کو خوشخبری دینے کے لئے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اس قرآن مجید سے پہلے تورات اللہ تعالےٰ کی طرف خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کی گئی تھی۔ اس کے بعد قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ جو توراۃ کی تصدیق کرتا ہے۔ اور عربی زبان میں ہے۔ ظالموں کو ڈرانے کے لئے۔ اور نیکوں کو خوشخبری سنانے کے لئے نازل ہوا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الْمُحْسِنِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ساتواں شاھد

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)۔

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے۔ اور ڈرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ اللہ (تعالےٰ) کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ ایمان لائے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ارشادات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور یہ ان کی بڑی کامیابی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ وَيَا غياث المستغيثين

آٹھواں شاھد

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ الحدید ع ۲ پ ۲۷)۔

ترجمہ:- جس دن آپ ایماندار مردوں اور عورتوں کو دیکھیں گے۔ کہ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے داہنے دوڑ رہا ہو گا۔ تمہیں آج ایسے باغوں کی خوشخبری ہے۔ کہ ان کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل

کہ آپ قیامت کے دن دیکھیں گے۔ کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کے سامنے سے اور ان کے داہنے نور دوڑ رہا ہو گا۔ اور ان کو ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ کہ ان کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی۔ اور یہ حضرات ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

نواں شاھد

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورہ النحل رکوع ۱۲ پارہ ۱۴)۔

ترجمہ:- اور جس دن ہر ایک گروہ میں سے ان پر انہیں میں کا ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ اور تجھے ان پر گواہ بنائیں گے۔ اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک گروہ میں سے ان پر ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ اور وہ غالباً اس امت کا پیغمبر ہو گا۔ اور آپ کو یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر گواہ بنائیں گے۔ اور ہم نے تجھ پر ایسی کتاب نازل کی ہے۔ یعنی قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ جس میں ہر چیز کے متعلق کافی بیان ہے۔ اور وہ قرآن مجید مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

دسواں شاھد

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۲ پارہ ۲۳)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ شیطانوں کو پوجنے سے بچتے رہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہوئے۔ ان کے لئے خوشخبری ہے۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری دو۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

خطبۂ یوم الجمعہ ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں

ایمان اور اسلام کے معنی

عن عمرؓ بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذات یوم اذا طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یرٰی علیہ اثر السفر و لا یعرفہ منا احد حتّٰی جلس الی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الٰی رکبتیہ و وضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشہد ان لَّا الٰہ الّا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و تقیم الصّلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت فعجبنا لہٗ یسألہ و یصدقہ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ و ملئکتہٖ و کتبہٖ و رسولہٖ والیوم الاٰخر و تؤمن بالقدر خیرہٖ و شرّہٖ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانّک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتہا قال ان تلد الامۃ ربتہا و ان تری الحفاۃ العراۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان قال ثم انطلق فلبثت ملیا۔ ثم قال لی یا عمر اتدری من السائل قلت اللہ و رسولہ اعلم قال فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم رواہ مسلم۔

ترجمہ :- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا ایک وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے۔ ناگہاں ایک شخص ہم پر ظاہر ہوا۔ نہایت سفید کپڑوں والا، نہایت سیاہ بالوں والا۔ اس پر کوئی سفر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ (یعنی مسافر معلوم نہیں ہوتا تھا۔) اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ (یعنی مقامی بھی معلوم نہیں ہوتا)، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیں۔ اور فرمایا۔ اے محمدؐ! مجھے اسلام کے متعلّق خبر دیجئے۔ (یعنی کن کاموں کے کرنے کا نام اسلام ہے۔) آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس بات کی، کہ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز قائم کرے۔ (یعنی ہمیشہ نماز پڑھتا رہے)، اور تو زکوٰۃ دے۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے۔ اور تو حج بیت اللہ کا کرے اگر تمہیں توفیق ہو راستے کے اخراجات کی۔ اس نووارد نے فرمایا۔ آپؐ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ پس ہم نے اس کا تعجب کیا۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خود پوچھتا ہے۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپؐ سے سوال کرنے سے پہلے یہ شخص اسلام کے معنی سے واقف نہیں ہے۔ اور پھر جب آپ کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ آپؐ نے ٹھیک فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اسے اسلام کے معنی معلوم تھے۔) اس کے بعد فرمایا۔ مجھے ایمان کے متعلق خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر لائے۔ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور اس بات پر ایمان لائے کہ تقدیر اچھی ہو یا بری سب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کہا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ کہا۔ کہ مجھے احسان کا مطلب سمجھائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اس طرح۔ گویا کہ تو اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا۔ پس تحقیق وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر کہا۔ کہ مجھے یہ بتلائیے کہ قیامت کب آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں ہے وہ شخص زیادہ جاننے والا سائل سے۔ کہا۔ کہ مجھے قیامت کی علامتوں کی خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کی علامت یہ ہے۔ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔ (یعنی ماں کی حیثیت لونڈی کی سی ہو جائے گی۔ یعنی خدمتگزار۔ اور بیٹیوں کی حیثیت گھر کی مالکہ کی طرح ہو جائے گی۔ الخ۔ پھر کافی دیر کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ اے عمرؓ! آیا تو سوالات کرنے والے کو جانتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اللہ (تعالےٰ) اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس تحقیق جبرئیل علیہ السّلام تھے۔ تمہارے پاس آئے تھے۔ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔

اللہ تعالیٰ کیطرف سے روزہ رکھنے والوں کو خوشخبری

پہلی حدیث

عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب منہا باب یسمی الریان لا یدخلہ الا الصائمون ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک کا نام ریان ہے اس دروازہ سے اور کوئی نہیں داخل ہو گا۔ مگر روزے دار۔

روزے داروں

کے لئے کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ان کے لئے بہشت میں داخل ہونے کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

دوسری حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من قام لیلۃ القدر ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور ثواب لینے کی خاطر اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان تھا اور طلب ثواب کی خاطر قیام کیا۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر میں قیام کیا درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کیا۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

کتنا بد نصیب

ہے۔ وہ مسلمان جو رمضان شریف میں دن کو روزہ نہ رکھے۔ اور رات کو قیام نہ کرے۔

اور کتنے خوش نصیب

ہیں وہ مسلمان۔ جو دن کو روزہ رکھیں اور رات کو قیام کریں۔ اور گزشتہ سب گناہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے معاف کرالیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

تیسری حدیث

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی و انا اجزی بہ یدع شہوتہ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربہ و لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک و الصیام جُنۃ و اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث و لا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرء صائم متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے اس طرح کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو (٧٠٠) گنے تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے۔ اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار اپنی خواہشات کو اور اپنے کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ اور البتہ روزہ دار کے مونہہ کی بو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی ایک کا روزے کا دن ہو تو عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے۔ اور نہ شور کرے۔ پس اگر اس شخص کو کوئی گالیاں بھی دے یا اس سے لڑے۔ تو ضرور یہ کہے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

چوتھی حدیث

عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال الصیام و القرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام و الشہوات بالنہار فشفعنی فیہ و یقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ حضرت عبد اللہؓ بن عمرو سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے دونوں.... شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ اے اللہ! میں نے اسے کھانے اور دوسری خواہشات پوری کرنے سے دن کو روکا تھا۔ پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا۔ میں نے اس کو رات کو سونے سے منع کیا تھا۔ پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعتیں قبول فرمائی جائینگی۔

پانچویں حدیث

عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم انہ قال یغفر لامتہ فی آخر لیلۃ فی رمضان قیل یارسول اللہ اھی لیلۃ القدر قال لا و لکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ۔ رواہ احمد۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ تحقیق آپ نے فرمایا۔ آپ کی ساری امت کو بخشا جاتا ہے رمضان کی آخری رات میں۔ کہا گیا۔ یا رسول اللہ! کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہے آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن کام کرنے والے کو اجر دے دیا جاتا ہے۔

جب وہ اپنا کام پورا کر دیتا ہے۔

کن لوگوں کا روزہ قبول نہیں ہوتا

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ رواہ البخاری۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا۔ اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے کھانا اور پینا چھوڑ دیا ہے

حاصل

یہ ہے کہ ایسے روزہ داروں کی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جو روزہ دار ہونے کے باوجود حق بات کہنے سے گریز کریں۔ اور جھوٹ بولنے سے پرہیز نہ کریں۔ اللّٰھم اعذنا من ھذا المرض۔

حالت سفر میں اپنی جان کو تکلیف میں ڈال کر روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے

عن جابرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فرای زحاما ورجلا و ظلل علیہ فقال ما ھذا قالوا صائم فقال لیس من البر الصوم فی السفر۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ پس آپ نے آدمیوں کا ایک جگہ ایک بڑا مجمع دیکھا۔ اور ایک آدمی پر سایہ کیا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ مجمع کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ایک روزہ دار پر کھڑے ہیں۔ (غالباً روزہ کے باعث بیہوش ہو گا۔ یا کوئی اور تکلیف اسے ہو گی۔) آپؐ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (یعنی جب روزہ رکھنے اور نباہنے کی توفیق نہ ہو۔ تو آدمی روزہ ہی کیوں رکھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت پر عمل کرے اور گھر جا کر رکھ لے)۔

صحابہ کرام کا مجلس میں بیٹھنے کا طریقہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں کا (یعنی صحابہ کا) یہ طریقہ اور دستور تھا کہ جب ہم میں سے کوئی حضور ﷺ کی مجلس میں آتا تو (حاضرین مجلس کے درمیان سے گزر کے آگے جانے کی کوشش نہیں کرتا تھا بلکہ) کنارے ہی بیٹھ جایا کرتا تھے۔ سنن ابوداؤد

نیند سے بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سونے کا ارادہ کرتے تو مسواک اپنے سرہانے رکھ لیتے پھر جب بیدار ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔ مسند احمد

مجلس میں تکبر کے انداز سے بیٹھنا لعنت کا سبب ہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک نے اس شخص کو قابل لعنت قرار دیا ہے جو (تکبر کرتے ہوئے یا لوگوں کے کندھے پھلانگ کر) بیچ حلقہ میں بیٹھ جائے۔ سنن ابوداؤد

خطبۂ یوم الجمعہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

قولہٗ تعالیٰ :۔ (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ..... لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا ۵)
(سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ :۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ (تعالیٰ) اور قیامت کی امید رکھتا ہے ۔ اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرتا ہے ۔

(احادیث متعلقہ اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

پہلی حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنب الکبائر رواہ مسلم۔

ترجمہ :۔ ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ پانچ نمازیں اور جمعہ سے لیکر جمعہ تک اور رمضان سے لے کر رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہونے والے ہیں ۔ جب تک کہ گناہ کبیرہ سے بچنے والا ہو (رواہ مسلم)

دوسری حدیث

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیتم لو ان نھرا ببابِ احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمسا ھل یبقیٰ من درنہ شیٔ قالوا لا یبقیٰ من درنہ شیٔ قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحوا اللہ بھن الخطایا متفق علیہ

ترجمہ :۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ آیا خبر دو ۔ اگر تمہارے دروازہ پر نہر ہو جس میں آدمی روزانہ پانچ مرتبہ نہائے ۔ آیا اس کے بدن پر کوئی میل کا ذرہ باقی رہے گا ۔ انہوں نے کہا پس اسی طرح پانچ نمازوں کی مثال ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطائیں معاف فرما دیتا ہے ۔
(بخاری اور مسلم کی روائیت ہے)

تیسری حدیث

عن ابن مسعود قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوۃ لوقتھا قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ قال حدثنی بھن ولو استزدتہ لزادنی متفق علیہ۔

ترجمہ :۔ مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ۔ کون سا عملوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پیارا ہے ۔ فرمایا صحیح وقت پر نماز ادا کرنا ۔ (عرض کیا) پھر کونسا فرمایا ماں باپ سے نیکی کرنا ۔ میں نے کہا ۔ پھر کونسا ۔ فرمایا ۔ اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنا ۔ کہا ۔ مجھے اتنی باتیں بتلائیں ۔ اور اگر میں زیادہ آپ سے سوال کرتا ۔ تو مجھے زیادہ فرماتے
(بخاری اور مسلم کی روایت ہے)

چوتھی حدیث

عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ رواہ مسلم۔

ترجمہ :۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انسان اور کفر کے درمیان پردہ نماز کا چھوڑنا ہے ۔

یعنی

اگر نماز چھوڑ دے ۔ تو مسلمان اور کافر ہونے میں پردہ نماز ہی کا تو تھا ۔ اگر نماز چھوڑ دے ۔ وہ پردہ ہٹ جائے گا ۔ اللّٰھم اعذنا منہ۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ پردہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔

پانچویں حدیث

عن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکوۃ اموالکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ :۔ ابی امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اپنی پانچ نمازیں پڑھو ۔ اور اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو ۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو ۔ اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو ۔ داخل ہو جاؤ تم اپنے رب کی جنت میں ۔ رواہ احمد والترمذی ۔

چھٹی حدیث

عن عمرو رض بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع رواہ ابو داؤد ۔

ترجمہ :۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے

روایت کرتے ہیں۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو۔ در آنحالیکہ وہ سات سال کے ہوں۔ اور اگر نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارو در آنحالیکہ وہ دس سال کے ہو جائیں۔ اور اپنی اولاد کو بستروں میں جدا جدا کردو۔ ابوداؤد کی یہ روایت ہے۔

ساتویں حدیث

عن بریدۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ بریدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے۔ نماز ہے۔ پس جس شخص نے نماز چھوڑ دی۔ پس تحقیق وہ کافر ہوگیا۔ (امام احمد، ترمذی۔ اور نسائی، اور ابن ماجہ میں یہ روایت ہے۔

آٹھویں حدیث

عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بغصنین من شجرۃ قال فجعل ذلک الورق یتھافت قال فقال یا ابا ذر قلت لبیک یا رسول اللہ قال ان العبد المسلم لیصلی الصلوٰۃ یرید بھا وجہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذا الورق عن ھذہ الشجرۃ رواہ احمد۔

ترجمہ:۔ ابی ذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی کی موسم میں باہر نکلے۔ حالانکہ اس وقت درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی ٹہنیاں پکڑیں۔ پس شروع ہوئے وہ پتے گرنے راوی نے کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے ابی ذر۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تحقیق بندہ مسلمان البتہ نماز پڑھتا ہے۔ ارادہ کرتا ہے۔ اس نماز پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا۔ پس اس سے اس کے گناہ گرتے ہیں۔ جیسے اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔ امام احمد نے اسے روایت کیا۔

بڑے ہی خوش نصیب

ہیں وہ نمازی۔ جو روزانہ نماز سے اپنے گناہ معاف کرواتے رہتے ہیں۔

اور بڑے ہی بدنصیب

ہیں۔ وہ مسلمان۔ جو اسلام قبول کرکے بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور گناہوں کا بوجھ ان پر روزانہ چڑھتا ہے۔

اللھم لا تجعلنا منھم

نویں حدیث

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوٰۃ یوما فقال من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیمۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیمۃ مع قارون وفرعون وھامان واُبی بن خلف رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا۔ پس فرمایا۔ کہ جو شخص محافظت کرتا ہے۔ نماز پر۔ تو یہ نماز اس کے لئے نور کا سبب ہو گی۔ کمال ایمان کی دلیل ہوگی۔ اور قیامت کی بخشش کا ذریعہ۔ اور جو نماز کی محافظت نہ کرے۔ اس کے لئے نہ تو نور کا سبب ہوگی۔ نہ کمال ایمان کا۔ اور نہ ذریعہ بخشش۔ اور وہ قیامت کے دن قارون۔ فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ یعنی اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ دارمی۔ بیہقی نے یہ روایت کی ہے۔

دسویں حدیث

عن عبداللہ بن شفیق قال کان اصحاب رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ رواہ الترمذی

ترجمہ:۔ عبداللہ بن شفیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں خیال کرتے تھے۔ مگر نماز کو کہ اس کا ترک ان کے نزدیک موجب کفر تھا (ترمذی)

گیارہویں حدیث

عن ابی الدرداء قال اوصانی خلیلی ان لا تشرک باللہ شیئا و ان قطعت و حرقت ولا تترک الصلوٰۃ مکتوبۃ متعمداً فمن ترکھا متعمداً فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر رواہ ابن ماجۃ:

ترجمہ:۔ ابی الدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ مجھ کو میرے دوست نے وصیت فرمائی ہے۔ کہ تو کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک قرار نہ دے۔ اگرچہ تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور تجھ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ اور یہ کہ فرض نماز کو جان کر نہ چھوڑ۔ اس لئے کہ جس نے فرض نماز کو دانستہ ترک کیا۔ اس سے اسلام بری الذمہ ہے اور یہ کہ تو شراب نہ پی۔ اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی کنجی ہے۔ (ابن ماجہ)

بے دینوں کے لئے تازیانہ

کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہ سمجھیں۔ ورنہ مرنے کے بعد اور قیامت کے دن انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم دوسروں کو حاجت روا سمجھتے رہے۔ یہ ہماری غلطی تھی۔ اور تارکین نماز کو بھی قیامت کے دن پتہ لگ جائیگا کہ ترک نماز کتنا بڑا جرم عظیم تھا۔ جس کے ہم مرتکب رہے۔ اور مسلمان شراب خوروں کو قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا۔ کہ یہ چیز کتنی مہلک ثابت ہوئی۔

وما علینا الا البلاغ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۴ ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۱ ر مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد:۔

نماز کے صحیح اوقات

جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں

پہلی حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَقْتُ الظُّھْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَ کَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ کَطُوْلِہٖ مَا لَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرُ وَ وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَغِبِ الشَّفَقُ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ الْاَوْسَطِ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِکْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ ظہر کا وقت (وہ ہے) جب کہ دوپہر ڈھل جائے ۔ اور آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو ۔ جب تک کہ عصر کا وقت نہ آ جائے ۔ اور عصر کا وقت (وہ ہے) جو اس کے بعد ہو (اس وقت تک) جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جائے ۔ اور مغرب کا وقت (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک کہ شفق غائب نہ ہو ۔ اور عشاء کی نماز آدھی رات تک ہے ۔ اور فجر کی نماز کا وقت صبح کے ظاہر ہونے سے آفتاب کے نکلنے تک ہے ۔ پس جب سورج نکل آئے تو نماز سے باز رہ ۔ اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے ۔ (رواہ مسلم)

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَمَّنِیْ جِبْرَئِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَ کَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاکِ وَ صَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَ صَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَ الشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ صَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَہٗ وَ صَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَیْہِ وَ صَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَ صَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَ صَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ھٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِکَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ رواہ ابوداؤد والترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے دو مرتبہ خانہ کعبہ کے قریب میری امامت کی ۔ یعنی مجھ کو نماز پڑھائی ۔ پس مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی ۔ جبکہ آفتاب ڈھل گیا تھا اور سایہ اصلی مانند تسمہ کے تھا ۔ اور نماز پڑھائی مجھ کو عصر کی جبکہ ہر چیز کا سایہ اصلی کو چھوڑ کر اس کے برابر ہو گیا ۔ اور مجھ کو مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار افطار کرتا ہے اور مجھ کو عشاء کی نماز پڑھائی ۔ جبکہ شفق غائب ہو گئی ۔ اور مجھ کو فجر کی نماز پڑھائی ۔ جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے ۔ پھر جب دوسرا دن ہوا ۔ تو مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا ۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی ۔ جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے ۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی تہائی رات تک ۔ اور فجر کی نماز پڑھائی ۔ پس صبح کو خوب روشن کیا ۔ پھر جبرئیل (علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے ۔ اور فرمایا ۔ اے محمدؐ ! یہ وقت تو ہے ۔ تجھ سے پہلے انبیاءؑ کا ۔ اور تیری نماز کا وقت ان وقتوں کے درمیان میں ہے ۔

(ابوداؤد ۔ ترمذی)

تیسری حدیث

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ حَیَّۃٌ فَیَذْھَبُ الذَّاھِبُ اِلَی الْعَوَالِیْ فَیَاْتِیْھِمْ وَ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ وَ بَعْضُ الْعَوَالِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ اَوْ نَحْوِہٖ ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالے عنہ) سے روایت ہے ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے ۔ اور سورج بہت بلند ہوتا تھا ۔ اور بعض عوالی مدینہ منورہ سے چار میل تک ہوتے تھے یا مثل چار میل کے ۔ (متفق علیہ)

چوتھی حدیث

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَ کَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالے عنہ) سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ یہ منافق کی نماز ہے

بیٹھا رہتا ہے۔ سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا رنگ زرد ہو جائے۔ اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جائے۔ اٹھتا ہے۔ پھر چار ٹکریں مار لیتا ہے۔ ان میں اللہ تعالےٰ کا بہت تھوڑا ذکر کرتا ہے۔ (رواہ مسلم)۔

پانچویں حدیث

عن ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الذی یفوتہ صلوٰۃ العصر فکانما وتر اھلہ و مالہ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت ہو جائے (اس کی حالت ایسی ہے کہ) گویا اس کے اہل وعیال اور مال لوٹ لئے گئے۔

یعنی

جس طرح اس شخص کی مصیبت ہے۔ جس کے اہل وعیال اور مال لوٹ لئے جائیں۔ عصر کی نماز فوت ہونے پر گویا کہ اس کو بھی ایسا ہی صدمہ پہنچا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

چھٹی حدیث

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَ اِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ - متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہ ہم مغرب کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے ساتھ پڑھتے تھے۔ پس واپس ہوتا ہم میں سے کوئی۔ اور دیکھ سکتا تھا وہ اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو۔ (بخاری اور مسلم)

یعنی

نمازِ شام اتنی سویرے پڑھتے تھے کہ نماز سے فارغ ہو کر اتنا ابھی اجالا ہوتا تھا۔ کہ اگر کمان سے تیر مارا جائے تو اس تیر کے گرنے کی جگہ نظر آتی تھی۔

ساتویں حدیث

عَنْ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا اَلصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْاَيِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفُوًا - رواہ الترمذی)

ترجمہ:- حضرت علی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے فرمایا۔ اے علی! تین کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیئے ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ میں جبکہ تیار ہو جائے۔ اور تیسرے غیر منکوحہ عورت کے نکاح میں۔ جب کہ اس کا کفو (ہم قوم مرد) پایا جائے۔ (ترمذی)

آٹھویں حدیث

عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ قَالَ نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ يُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ - متفق علیہ

ترجمہ:- حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہا۔ ہم نماز عصر پڑھا کرتے تھے، ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پھر اونٹ ذبح کیا جاتا تھا۔ پھر اس کے گوشت کے دس حصے کئے جاتے تھے۔ پھر پکایا جاتا تھا۔ پھر ہم وہ بھنا ہوا گوشت کھایا کرتے تھے۔ سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ (بخاری ومسلم)

اندازہ کیجئے!

کہ اس کام میں کتنی دیر لگتی ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نماز عصر آپ بہت سویرے اوّل وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

(اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو بھی آپ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔)

نماز کے فضائل

پہلی حدیث

عن عمارۃ بن رویبۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا یعنی الفجر والعصر رواہ مسلم

ترجمہ:- حضرت عمارہ بن رویبہ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم سے سُنا ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں داخل ہو گا آگ میں کوئی ایک جس نے نماز پڑھی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ یعنی فجر اور عصر۔ اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من صلی البردین دخل الجنۃ- متفق علیہ

ترجمہ:- حضرت ابی موسیٰ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ یعنی صبح اور عشا کی نماز۔ اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تیسری حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل و ملائکۃ بالنھار و یجتمعون فی صلوٰۃ الفجر و صلوٰۃ العصر ثم یعرج الذین باتوا فیکم فیسألھم ربھم وھو اعلم بھم کیف ترکتم عبادی فیقولون ترکناھم و ھم یصلون و اتیناھم و ھم یصلون متفق علیہ

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آتے رہتے ہیں تم میں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے۔ اور جمع ہوتے ہیں یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں۔ پھر جب واپس جاتے ہیں وہ فرشتے جو تم میں رہے تھے۔ پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے اور وہ رب ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ پس وہ کہتے ہیں۔ کہ ان کو ہم نے نماز پڑھتے چھوڑا ہے۔ اور جب ہم ان کے پاس پہنچے

مجلس میں قرینے کے ساتھ اکٹھے بیٹھنا چاہیے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے اور صحابہ متفرق الگ الگ (ٹکڑیاں بنائے) بیٹھتے تھے، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں الگ الگ بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔(یعنی بجائے اس طرح الگ الگ بیٹھنے کے مل کر قرینے سے بیٹھو۔) سنن ابو داؤد

تھے۔ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے (بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔)

چوتھی حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیہ لاستھموا ولو یعلمون ما فی التھجیر لاستبقوا الیہ ولو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوھما ولو حبوا۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آذان دینے میں کتنا ثواب ہے اور جماعت کی پہلی صف میں کھڑے ہونے میں کیا اجر ہے۔ تو اس کو نہ پانے کی صورت میں وہ قرعہ ڈال کر اس کو حاصل کریں۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کو سویرے جانے کا کتنا ثواب ہے۔ تو وہ دوڑ کر جائیں۔ اور اگر عشاء اور صبح کی فضیلت معلوم ہو جائے۔ تو وہ ان نمازوں میں آنے کے لئے قوت نہ ہونے کی حالت میں سرین کے بل چل کر بھی آئیں۔ (بخاری و مسلم)

کچھ دھوپ میں اور کچھ سائے میں نہیں بیٹھنا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سایہ کی جگہ میں بیٹھا ہو پھر اس پر سے سایہ ہٹ جائے اور پھر اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ سائے میں ہو جائے تو اس چاہئے کہ وہ اس جگہ سے اُٹھ جائے۔ سنن ابو داؤد

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۱ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ر اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم والا

روحانی مرض میری قوم میں بھی پایا جاتا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم والا روحانی مرض میری قوم میں بھی پایا جاتا ہے۔ خدانخواستہ ایسے لوگوں کا انجام بھی ان کی طرح نہ ہو۔ میرا فرض اطلاع دینا ہے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کہہ سکیں۔ کہ ہمیں تو اس انجام بد کا پتہ ہی نہ تھا۔

وہ مرض یہ تھا۔ کہ دام پورے لینا اور تول یا ناپ میں کم کرکے دینا۔

(وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝ وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَا اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝)

ترجمہ:- اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ناپ اور تول کو نہ گھٹاؤ۔ میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں۔ اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم انصاف سے ناپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ اللہ (تعالیٰ) کا دیا جو باقی بچ جائے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف سے جواب۔

(قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ)

ترجمہ:- انہوں نے کہا۔ اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں۔ بیشک تو البتہ بردبار نیک چلن ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کی گفتگو کا جواب

(قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ط وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ط اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۝ وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْٓ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ط وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ ۝)

ترجمہ:- کہا۔ اے میری قوم دیکھو تو سہی۔ اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آگئی ہے۔ اور اس نے مجھے عمدہ روزی دی ہے۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تجھے منع کروں۔ میں اس کے خلاف کروں۔ میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں۔ اور مجھے تو صرف اللہ (تعالیٰ) ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا۔ کہ جس سے وہی مصیبت نہ آ پڑے۔ جیسی کہ قوم نوح (علیہ السلام) یا قوم ہود (علیہ السلام) یا قوم صالح (علیہ السلام) پر پڑی تھی۔ اور (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا ایک اور مشورہ

(وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ط اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ ۝)

ترجمہ:- اور اللہ (تعالیٰ) سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے۔

قوم کا حضرت شعیب علیہ السلام کو جواب

(قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا ج وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ز وَمَآ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ۝)

ترجمہ:- انہوں نے کہا۔ اے شعیب ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے۔ جو تم کہتے ہو۔ اور بیشک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں۔ اور اگر تیری برادری نہ ہوتی۔ تو تجھے ہم سنگسار کر دیتے۔ اور ہماری نظر میں تیری کوئی عزت نہیں ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو جواب

(قَالَ یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْٓ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا ط اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ۝ وَیٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ط سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لا مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ط وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِیْبٌ ۝) سورۂ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲۔

ترجمہ:- حضرت شعیب (علیہ السلام) نے کہا۔ اے میری قوم کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ (تعالیٰ) سے زیادہ ہے۔ اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ۔ میں بھی کام کرتا ہوں۔ آئندہ معلوم کر لوگے۔ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے۔ اور جھوٹا کون ہے۔ اور انتظار کرو۔ بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

عذاب الٰہی کا آنا اور حضرت شعیب علیہ السلام اور ایمانداروں کا خدا تعالیٰ کے (فضل سے بچ جانا)

وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝

(سورۃ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور جب ہمارا حکم آ گیا۔ تو ہم نے شعیب (علیہ السلام) کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ان ظالموں کو کڑک نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ گویا کہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ خبردار مدین والوں پر پھٹکار ہے۔ جیسے ثمود پر پھٹکار ہوئی تھی۔

حاصل

اس قصہ سے حاصل یہ نکلا۔ کہ ماپ اور تول میں کمی کرنے والے عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ وجمیع المسلمین عن ھذا المرض۔

برادران اسلام

اگر مسلمانوں کی کسی جماعت میں حضرت شعیب (علیہ السلام) والی قوم کی بیماری پائی جائے گی۔ تو اس کے حق میں بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔ قانون الٰہی اٹل ہے۔ خواہ کوئی قوم اس جرم کی مرتکب ہوگی۔ تو اس کے لئے بالآخر تباہی ہوگی۔

مثلاً

کیا یہ واقعہ نہیں ہوتا۔ کہ بعض کپڑا فروش یہ حرکت کرتے ہیں۔ کہ تھان کے اوپر ایک روپیہ آٹھ آنے گز والی دو چار تہ رکھدیں۔ اور اندر ایک روپیہ گز والا لٹھا رکھ لیا اور گاہک کو اتنی تمیز نہیں۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ اوپر کی تہ والا لٹھا اندر نہیں ہے۔ اور کیا ایسی وارداتیں لاہور میں نہیں ہوتیں کہ پہلے گاہک کو کھرا سونا دکھایا۔ اور پھر دیا پیتل۔ اور گاہک دیہاتی بھولا بھالا لیکر چل دیا۔ اور اناج بیچنے والے یہ حرکت کرتے ہیں۔ کہ پہلے دس بوریاں اس گیہوں کی ڈال دیں، جو بھیگ گئی ہے۔ اور اس کے اوپر پانچ بوریاں اس گیہوں کی ڈال دیں جو بالکل صاف ستھری ہے۔ نمونہ دکھایا اوپر والی گیہوں کا اور تول کر دی نیچے والی گیہوں اور گاہک اس فریب کو سمجھتا نہیں ۲۲

ایسے مسلمانوں کو

۲۲ اس قسم کی فریب دہی سے باز آ جانا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ گاہک کو دھوکہ دے کر جتنا نفع کمائیں گے۔ وہ مال حرام ہوگا۔ البتہ گاہک نے جو نفع انہیں خوشی سے دیا ہے۔ وہ تو حلال ہوگا۔ اور جو گاہک کو دھوکہ دے کر کمایا ہے۔ وہ حرام ہوگا۔

اور

پھر اپنی فطرت سے خود اپنے متعلق فیصلہ لیں۔ کہ آیا ایسے حرام خوروں کو اللہ تعالیٰ جنت میں بھجوائے گا۔ یا کسی اور جگہ۔

پھر نہ کہنا

کہ ہمیں تو اس فریب سے کمائے ہوئے مال کے حرام ہونے کا علم نہیں تھا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

شعر وشاعری کے بارے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سامنے شعر کے بارے میں ذکر آیا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: شعر بھی کلام ہے۔ اس میں جو اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو برا ہے وہ برا ہے۔ سنن دار قطنی

خطبۂ یوم الجمعۃ ۸ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

قرآن مجید بابرکت کتاب ہے اس کا اتباع کرو

اور خدا تعالےٰ سے ڈرو تاکہ تم پر (اللہ تعالیٰ) کی رحمت ہو

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب برکت والی ہم نے اتاری ہے سو اس کا اتباع کرو۔ اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی توراۃ تو تھی ہی جیسی کچھ تھی۔ لیکن ایک یہ کتاب ہے۔ (قرآن کریم) جو اپنے درخشاں اور ظاہرو باہر حسن وجمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اس کی ظاہری و باطنی برکات اور صوری اور معنوی کمالات کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ؎

بہار عالم حسنش دل وجان تازہ می دارد
بہ رنگ اصحاب صورت را بہ بو ارباب معنی را

اب دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر خدا (تعالیٰ) کی رحمت سے حظ و اثر لینا چاہتے ہو۔ تو اس آخری اور مکمل کتاب پر چل پڑو۔ اور خدا (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو۔ کہ اس کتاب کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہونے نہ پائے۔

ایک عذر کا رفع ہو جانا

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ تاکہ تم یہ نہ کہو۔ کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی تھی۔ اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اس مبارک کتاب (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب کے امیین کے لئے کہنے کا کا بھی موقعہ نہیں چھوڑا گیا۔ کہ بیشتر جو آسمانی کتابیں شرائع الہیہ کو لے کر اُتریں۔ وہ تو ہمارے علم کے موافق اُنہی دو فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر اُتریں۔ بے شک وہ لوگ آپس میں اسے پڑھتے پڑھاتے تھے اور بعضے اس کا ترجمہ بھی عربی میں کرتے تھے۔ مثلاً ورقہ بن نوفل وغیرہ اور بہت سے مدت تک اس دھن میں لگے رہے۔ کہ عرب کو یہودی یا نصرانی بنالیں۔ لیکن ہمیں ان کی تعلیم و تدریس سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ اس سے بحث نہیں۔ کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ پڑھتے پڑھاتے تھے۔ وہ چیز کہاں تک اپنی اصلی سماوی صورت میں محفوظ تھی مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ ان شرائع وکتب کی اصلی مخاطب فقط قوم بنی اسرائیل تھی۔ خواہ اس تعلیم کے بعض اجزاء مثلاً توحید اور اصول دینیہ کی دعوت کو وسعت دے کر بنی اسرائیل کے سوا دوسری اقوام کے حق میں بھی عام کر دیا گیا ہو۔ تاہم جو شریعت اور کتاب سماوی بحیثیت مجموعی کسی خاص قوم پر اسی کے مخصوص فائدہ کے لئے اتری ہو اس کے درس و تدریس سے اگر دوسری اقوام خصوصاً عرب جیسی غیور و خوددار قوم کو دلچسپی اور لگاؤ نہ ہو۔ تو کچھ مستبعد نہیں۔ بنابریں وہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی آسمانی کتاب و شریعت ہماری طرف نہیں آئی۔ جو مخصوص قوم کے لئے آئی۔ اس سے ہم نے چنداں واسطہ نہیں رکھا۔ پھر ہم ترک شرائع پر کیوں ماخوذ ہوں گے۔ مگر آج ان کے لئے اس طرح کے حیلے حوالوں کا موقع نہیں رہا۔ خدا (تعالیٰ) کی حجت اس کی روشن کتاب اور ہدایت و رحمت عامہ کی بارش خاص اُن کے گھر میں اتاری گئی۔ تاکہ وہ اولاً اس سے مستفید ہوں۔ پھر اس امانت الہیہ کو تمام احمر و اسود اور مشرق و مغرب کے باشندوں تک حفاظت اور احتیاط کے ساتھ پہنچادیں۔ کیونکہ یہ کتاب کسی خاص قوم و ملک کے لئے نہیں اتاری گئی اس کا مخاطب تو سارا جہان ہے۔ چنانچہ خدا (تعالیٰ) کے فضل و توفیق سے عرب کے ذریعے سے خدا (تعالیٰ) کا یہ عام اور آخری پیغام آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا۔ والحمد للہ علی ذالک

تمہارا دوسرا یہ عذر ہو سکتا تھا

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ۔

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی۔ تو ہم ان سے بہتر راہ پر چلتے۔ سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے اب اس سے زیادہ کون ظالم ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ) کی آیتوں کو جھٹلائے۔ اور ان سے منہ موڑے جو لوگ ہماری ایتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ ہم انہیں ان کے منہ موڑنے کے باعث بڑے عذاب کی سزا دیں گے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ یہ لوگ اس کے منتظر ہیں۔ کہ ان کے پاس فرشتے آویں۔ یا تیرا رب آئے۔ یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی۔ تو کسی شخص کا ایمان کام نہ آئے گا۔ جو پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو۔ کہدو انتظار کرو۔ ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

دین میں فرقہ بندوں اور گروہ بندوں کا ساتھ نہ دیں اور اصل دین پر قائم رہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ ۚ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ تحقیق جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کئی جماعتیں بن گئے۔ تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا کام اللہ (تعالیٰ) ہی کے حوالہ ہے۔ پھر وہی انہیں تبلائیگا۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی تورات والوں نے کئی راہیں نکالیں۔ تو

ان میں تحقیقات نہ کرے۔ کہ صحیح کون اور غلط کون۔ اپنی راہِ صحیح پر قائم رہ۔ دین میں جو باتیں یقین لانے کی ہیں۔ ان میں فرق نہ چاہیے۔ اور جو کرنے کی ہیں۔ اس کے طریقے کئی ہوں۔ تو برا نہیں۔

اسی طرح مسلمان بھی کئی راہیں نکالیں گے

ان سب میں فقط ایک صحیح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا

ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذٰلك وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی۔ رواہ الترمذی

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئیگا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ٹھیک اور درست جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی تھی۔ تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ جو ایسا کریں گے اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں منقسم ہوگئی تھی۔ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ یا رسول اللہ جنتی فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ فرقہ جس میں میں ہوں۔ اور میرے اصحاب (رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین ہیں)

قیامت کے دن میں فیصلہ یہ ہوگا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ جو کوئی ایک نیکی کرے گا۔ اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔ اور جو بدی کرے گا۔ سو اسے اسی کے برابر سزا دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملۃ ابراہیمی کے متبع ہیں

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ کہدو۔ میرے رب نے مجھے ایک راستہ بتلا دیا ہے۔ کہ ایک صحیح دین ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا دستور العمل ملاحظہ ہو

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ کہدو۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (تعالیٰ) ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ اپنی زندگی کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا بنائے

اچھے اور حکمت والے اشعار حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو پسند تھے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: بعض شعر (اپنے مضمون کے لحاظ سے) سراسر حکمت ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری

خطبۂ یوم الجمعۃ ۵ر ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ر اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

اللہ تعالےٰ کو پکارنا ٹھیک اور غیر کو پکارنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی پانی کو کہے۔ کہ اے پانی میرے منہ میں آ پانی ناممکن ہے کہ خود بخود اس کے منہ میں آئے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو پکارنا ایسا ہی ہوتا ہے

مذکور الصدر عنوان کا ثبوت

قولہ تعالیٰ (لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (سورة الرعد رکوع ۲ پارہ ۱۳)

ترجمہ - اور اسی (اللہ تعالےٰ) کو پکارنا بجا ہے اور اس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے۔ مگر جیسا کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ کہ اس کے مونہہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور کافروں کی جتنی پکار ہے۔ سب گمراہی ہے۔

حاصل

اس ارشاد الٰہی کا حاصل یہ ہے۔ کہ مومن تو فقط ایک اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں۔ مگر کافر غیر اللہ (تعالیٰ) کو بھی پکارتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان کی پکار ایسی ہی ہے۔ جیسے پیاسا پانی کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ اور کہے۔ کہ اے پانی میرے مونہہ میں آ۔ اس طرح سے کبھی پانی اس کے مونہہ میں نہیں آئے گا۔ اور بلانے والا خائب و خاسر رہے گا۔ اسی طرح غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارنے والا خائب و خاسر رہے گا

فقط ایک اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے قرآن مجید سے شواہد

پہلا شاھد

قولہ تعالیٰ (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (سورة البقرة رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ:۔ اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پھر چاہیے۔ کہ میرا حکم مانیں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

حاصل

یہ ہے کہ میں اپنے بندوں سے بالکل قریب رہتا ہوں۔ اور ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب میں ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں اس لئے انہیں چاہئے۔ کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت یافتہ ہوجائیں۔

اللھم اجعلنا من عبادك الصلحين

دوسرا شاھد

قولہ تعالیٰ (وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

(سورة یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن مجید میں سے کچھ پڑھتے ہو۔ یا تم لوگ کوئی کام کرتے ہو تو ہم وہاں موجود ہوتے ہیں۔ جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو۔ اور تمہارے رب سے ذرہ بھر بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے۔ نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر کتاب روشن میں ہے۔

غرضیکہ

کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت تمہارے پاس رہتا ہے۔ تو پھر اس مالک الملک خالق الخلق کے سوا اور کسی کو پکارنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ھذا ھو الحق

تیسرا شاھد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (سورة یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ جو نہ تیرا بھلا کرے۔ اور نہ بُرا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بیشک ظالموں میں سے ہوجائے گا۔ اور اگر اللہ (تعالیٰ) تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے۔ تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے۔ اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے

مذکورۃ الصدر

آیت کے ترجمہ میں غور کرکے دیکھئے۔ کیا کسی غیر کے قبضہ میں کسی سے بھلائی کرنا یا دُکھ پہنچانا ہے

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

چوتھا شاھد

(فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (سورة المومن رکوع ۲ پارہ ۲۴)

پس اللہ (تعالیٰ) کو پکارو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے۔ اور اگرچہ کافر بُرا منائیں۔

غور سے پڑھئے

اے مسلمانوں۔ اس ایت کو ذرا غور سے پڑھئے کہ اس آیت میں یہ حکم ہو رہا ہے۔ کہ جب ضرورت پیش آئے۔ تو فقط اللہ تعالیٰ کو پکارو۔

پانچواں شاھد

(وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ) سورة المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بیشک جو لوگ میری

عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے

حاصل

یہ ہے کہ فقط مجھ ہی کو حاجت روائی کے لئے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور جو لوگ غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکاریں گے۔ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

ایسے

صریح اعلان کے بعد بھی تم غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارو۔ اور دوزخ میں جاؤ۔ یہ تمہاری مصیبت اپنے ہاتھوں خود مول لی ہوئی ہوگی۔ (ما علینا الا البلاغ

چھٹا شاھد

(وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ سورۃ الاحقاف رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ) کے سوا اسے پکارتا ہے۔ جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکے۔ اور انہیں ان کے پکارنے کی انہیں خبر بھی نہ ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جنہیں تم پکارتے ہو۔ وہ قیامت تک تمہیں جواب نہیں دیں گے۔ اور تمہارے پکارنے کی انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے سلام پڑھا جائے۔ تو آپ بھی دور سے نہیں سنتے بلکہ ہر جگہ جو فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ وہ آپ تک آکر پہنچا دیتے ہیں۔ لہٰذا دوسرے مقربین کب سن سکتے ہیں۔ اور کہیں ثابت نہیں کہ انہیں فرشتے پہنچاتے ہیں

ثبوت

وعنہ (عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للّٰہِ ملائکہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی والدارمی

ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں جو میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں

ساتواں شاھد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ اور اللہ (تعالیٰ) کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار اور جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بیشک ظالموں میں سے ہو جائیگا

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن چیزوں کے ہاتھ میں نہ تیرا نفع ہے اور نہ نقصان۔ اور اگر تو نے ایسی بے بس چیزوں کو اپنی مدد کے لئے پکارا۔ تو اللہ تعالیٰ کے نافرمان کے ہونے کے باعث تو ظالم ہو جائے گا (یہ یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تیرا نفع کسی کے قبضہ میں ہے۔ اور نہ تجھے نقصان پہنچانا۔ لہٰذا غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارنے میں نفع تو نہیں ہوگا۔ البتہ نقصان ضرور اٹھائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہوجائیگا اور یہ یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے۔ تو اس نقصان سے تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور اگر نفع پہنچانا چاہے۔ تو اس کی مہربانی کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

مزید براں سن لیجئے

قولہ تعالیٰ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ سورۃ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ:- اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

قولہ تعالیٰ (وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ سورۃ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ اور بے شک مسجدیں اللہ (تعالیٰ) کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی - امّا بعد :-

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت یافتہ کون لوگ ہیں

حضرت اقدس بدھ ۲۶ اپریل ۱۹۶۱ء کی شام کو بذریعہ طیارہ کراچی تشریف لے گئے تھے پروگرام کے مطابق جمعہ کی صبح کو آپ کی واپسی کی توقع تھی - مگر اہل کراچی کے شدید اصرار پر آپ کو جمعہ کا دن وہیں گزارنا پڑا اور ہم خدام کو بذریعہ فون اس تبدیلی کی اطلاع جمعہ کی صبح کو ملی چنانچہ اپنے دوسرے پروگرام کے مطابق حضرت اقدس ہفتہ کی صبح بخیر وعافیت لاہور واپس تشریف لے آئے - آپ کی عدم موجودگی میں آپ کا تحریر فرمودہ خطبۂ جمعہ احقر عبیداللہ انور نے پڑھ کر سنایا

اس کے شواہد

پہلا شاھد

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ قف وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ○

(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ :- وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے - تو کہتے ہیں - ہم تو اللہ کے ہیں - اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں - یہ لوگ ہیں - جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں - اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں -

حاصل

یہ ہے - کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو جزع فزع نہیں کرتے - کہ ہائے ہم پر ظلم ہوگیا - کیونکہ ہر کام اللہ تعالےٰ کے حکم سے دنیا میں ہوتا ہے -

لہذا

جزع فزع کرنے اور واویلا کرنے کا الزام تو اللہ تعالےٰ پر لگتا ہے - کیونکہ سب کچھ اسی کے حکم سے دنیا میں ہوتا

لہذا

کسی مصیبت کے آنے کا الزام اللہ تعالیٰ پر ناشکرے لوگ لگاتے ہیں - اور سمجھتے نہیں - مثلاً بیٹا کسی کا مرگیا - اور کہا - ہائے ہائے بڑا ظلم ہوگیا - مرا تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہے - لیکن ان جاہلوں کا یہ کہنا - کہ بڑا ظلم ہوگیا - گویا کہ ان جاہلوں نے اللہ تعالیٰ کو ظالم بنایا -

بلکہ

اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا مومنین کا شیوہ ہے - بلکہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس کے مرجانے میں ہماری کوئی بہتری ہے - شاید وہ بڑا ہوکر ایسے کام کرتا کہ دوزخ میں جاتا - مثلاً ماں باپ کا نافرمان ہوتا - اور دوزخ میں جاتا - وہ بہتر کہ یہ بہتر ہوا - بچپن میں مرگیا نہ ماں باپ کو ستایا - نہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی کی اور نابالغ ہونے کے باعث غیر مکلف بھی تھا - اس لئے گناہوں کے کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی -

دوسرا شاھد

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷)

ترجمہ :- جو لوگ ایمان لائے - اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا - امن انہیں کے لئے ہے - اور وہی راہ راست پر ہیں -

حاصل

جو لوگ ایمان لائے - اور ایمان میں ظلم نہیں کیا - یعنی اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک نہیں بنایا - ان کے لئے بارگاہ الٰہی میں امن ہے - اور وہ ہدایت یافتہ ہیں -

ایمان میں ظلم کرنے

کا مطلب یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کی صفات میں کسی کو شریک نہیں بنایا - اور وہ صفات ننانوے ہیں - جنہیں اسماء اللہ الحسنیٰ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - ننانوے اسماء الحسنیٰ کو فقط اللہ تعالےٰ ذات کے ساتھ مخصوص کرنے والے توحید پرست کہلاتے ہیں - اور ننانوے اسماء اللہ الحسنیٰ میں کسی اور کو بھی شریک بنائے - تو وہ آدمی مشرک ہوجاتا ہے -

اَللّٰھُمَّ اعذنا من الشرك یا ارحم الراحمین امین یا اله العالمین -

تیسرا شاھد

مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹)

ترجمہ :- جسے اللہ تعالےٰ ہدایت دے وہی راہ پاتا ہے - اور جسے گمراہ کردے پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں -

حاصل

جسے اللہ تعالےٰ ہدایت عطا فرمادے - وہی سیدھے راستہ پر چلتا ہے - اور جس شخص سے اللہ (تعالےٰ) ناراض ہو - اور اسے سیدھی راہ پر نہ چلائے - وہ نقصان اٹھانے والے ہیں - اللھم انی اعوذ بك من غضبك

چوتھا شاھد

وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ○ اِذْھَبْ اَنْتَ وَاَخُوْکَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ○ اِذْھَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی ○ فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ○ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ○ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ○ فَاْتِیٰہُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَلَا تُعَذِّبْھُمْ ط قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ ط وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ○

(سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ :- اور میں نے تجھے (اے موسیٰ علیہ السلام) خاص اپنے واسطے بنایا ہے - تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ - اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرو - فرعون کے پاس

جاؤ۔ بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ کہا اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے۔ کہ وہ ہم پر زیادتی کرے۔ یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرے۔ فرمایا ڈرو مت میں تمہارے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔ تو تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ بے شک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دو۔ اور انہیں تکلیف نہ دو۔ ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آئے ہیں۔ اور سلامتی اس کے لئے ہے۔ جو سیدھی راہ پر چلے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُس کے بھائی کو فرعون کا جواب

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى

(سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) پھر تمہارا رب کون ہے۔ ہمارا رب وہ ہے۔ جس نے ہر چیز کو (اس کی صورت عطا کی پھر راہ دکھائی)

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوسرا سوال

(قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝

(سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ کہا پھر پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى (سورۃ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا اُن کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے۔ اور نہ بھولتا ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں۔ کھاؤ۔ اپنے مویشیوں کو چراؤ۔ بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

حاصل

جواب کا یہ ہے۔ کہ پہلی جماعتوں کا علم اللہ تعالےٰ کے ہاں ہے۔ ایسی کتاب میں محفوظ ہے۔ کہ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔ اسی اللہ تعالےٰ نے تو تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ہے۔ اس زمین میں تمہارے لئے راستے بنا دئے ہیں۔ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے ہو۔ اور اللہ تعالےٰ ہی آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ پھر اس بارش کی برکت سے اللہ تعالےٰ کے حکم سے طرح طرح کی سبزیاں پیدا کرتا ہے۔ اور اجازت دے رکھی ہے۔ کہ خود بھی کھاؤ۔ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ اس تفصیلی بیان میں عقلمندوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی قدرت کی عجیب نشانیاں ہیں۔

ضرب المثل

ہے۔ کہ اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا زیان۔

اسی طرح

فرعون جو اپنی خدائی کا دعویدار ہے۔ اس کے سامنے سب اللہ تعالےٰ کی قدرت کی نشانیاں بے کار ثابت ہوتی ہیں۔

بالآخر

جب فرعون غرق ہونے لگتا ہے۔ تب کہتا ہے۔

(حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا۔ کہا میں ایمان لایا۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا۔

ایمان منظور وہ ہے

جو اپنی خوشی سے لایا جائے۔ نہ یہ کہ جب عذاب الٰہی بے ایمانی کے باعث سر پر آ کھڑے۔ اس وقت ایمان لایا جائے۔ اسی قانون کے مطابق فرعون کا ایمان قبول نہیں ہوا۔ اور غرق کر دیا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پانچواں شاھد

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۲ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا۔ اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو۔ ان کی پیروی کرو۔ جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں اور میرے لئے کیا ہے۔ کہ میں اس کی عبادت نہ کروں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں۔ کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے۔ تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے۔ اور نہ مجھے چھڑا سکیں۔ بے شک تب میں صریح گمراہی میں ہونگا۔ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا۔ کہا گیا۔ جنت میں داخل ہوجا۔ اس نے کہا۔ اے کاش میری قوم بھی جان لیتی۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جب شہر میں اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نبی گئے تھے۔ اس شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں کی بات یعنی تعلیم مان لو۔ اور وہ تم سے اس تبلیغ کا کوئی معاوضہ بھی نہیں چاہتے۔ اور حالانکہ خود ہدایت یافتہ ہیں۔ اور میں کیوں اس خدا تعالیٰ کی بندگی کرنے کا پیغام نہ مانوں۔ اور یاد رکھو۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۹ ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - اما بعد -

اللہ تعالیٰ کی مخالفت کے باعث تباہ ہونیوالی قومیں

سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف بھیجا جانا

قولہ تعالیٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- بے شک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا - پس اس نے کہا - اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں -

حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کے سرداروں کی طرف سے جواب

(قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- اس کی قوم کے سرداروں نے کہا - ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں -

حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کے سرداروں کو جواب

(قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ - فرمایا - اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں - لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے -

---

کیا تمہیں یہ تعجب خیز بات معلوم (ہوتی ہے)

(اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے - تاکہ وہ تمہیں ڈرائے - اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ - اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ -

قوم کا حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے قوم کا غرق ہونا اور حضرت نوح علیہ السلام کو بچانا

(فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- پھر انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا - پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - انہیں غرق کر دیا - بے شک وہ لوگ اندھے تھے -

کس معنی میں اندھے تھے

ظاہری آنکھیں تو سؤر اور کتے کو بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا شدہ ہیں - وہ باطن کی آنکھیں اور ہیں - جو اللہ تعالےٰ اپنے مخلصین کو عطا فرماتا ہے - جن سے وہ لوگ کھرے اور کھوٹے انسان کو پہچان لیتے ہیں -

---

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت سے دوسری قوم کا ہلاک ہونا

یعنی ہود علیہ السلام کی قوم عاد کا ہلاک ہونا

(وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ:- اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم اللہ تعالےٰ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - سو کیا تم ڈرتے نہیں - اس قوم کے کافر سردار بولے - ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں - اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں - فرمایا - اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں - لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں -

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں -

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸ ترجمہ اور میں تمہارا امانت دار خیرخواہ ہوں -

حاصل

پیغمبر سے بڑھ کر ساری امت کا خیرخواہ کوئی نہیں ہو سکتا - ان کو ذاتی طور پر کسی شخص سے عداوت نہیں ہوتی - ان کی حالت اس مقولہ کے موافق ہوتی ہے - (اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ)

ترجمہ - ان کی محبت جس سے ہوتی ہے محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہوتی ہے اور ان کی ناراضگی بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے کے باعث ہوتی ہے -

کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہو رہا ہے

قولہ تعالیٰ (اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ - کیا تمہیں تعجب ہوا - کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو - جب کہ تمہیں قوم نوح (علیہ السلام) کے بعد جانشین بنایا - اور ڈیل ڈول میں پھیلاؤ

زیادہ دیا۔ سو اللہ (تعالیٰ) کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

قوم کی طرف سے حضرت ہود علیہ السلام کو جواب

(قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۤؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○)

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے۔ کہ ہم ایک اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے۔ انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

(قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَاۤءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَاۤؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ)

ترجمہ۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

اس ساری بحث اور جھگڑنے کا نتیجہ

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور مومن نہیں تھے۔

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت کے باعث تیسری قوم ثمود کا تباہ ہونا

قولہ تعالیٰ۔ (وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَاۤءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۤءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ (تعالیٰ) کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا

حضرت صالح علیہ السلام کا بقیہ وعظ

(وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۤءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْۤا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور یاد کرو۔ جب کہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا۔ اور زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ (تعالیٰ) کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔

قوم کے سرداروں کا حضرت صالح علیہ السلام کو جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ)

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالح (علیہ السلام) کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا اے صالح (علیہ السلام) لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے

حضرت صالح علیہ السلام کا قوم کی تباہی پر اظہار افسوس

(فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

پھر صالح (علیہ السلام) ان سے مونہہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

برادران اسلام

تمہاری خیر خواہی کے لئے تمہیں صحیح بات سناتا ہوں۔ اچھی طرح سوچ لیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے روبرو قیامت کے دن پھر نہ کہنا۔ کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔

میرے معزز دوستو

اے انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانو۔ تمہارے ہاں اسلام کے عالموں کی کوئی عزت نہیں ہے۔ بلکہ تم میں بعض لوگ علماء اسلام کا نام حقارت سے ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً یہ ملانوں کی باتیں ہیں یہ ملا ازم ہے۔

بھائی جان

علماء دین کے متعلق یہ توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا تمہارے لئے قیامت کے دن سخت مضر ہوں گے۔ کنجریوں کے گانے سننے کے لئے تو روز رات کو فراغت پا کر جاتے ہو۔ کنجریوں کو دیکھ بھی آتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور انہیں دیکھنے اور ان کے گانے سننے کی فیس بھی دے آتے ہو۔ یعنی روزانہ ٹکٹ لے کر سینما میں جاتے ہو۔ جہاں کنجریاں ناچ کرتی ہیں۔ اور گانے گا کر سناتی ہیں۔

کیا تمہیں خدا تعالےٰ نے

اسی کام کے لئے پیدا کیا تھا۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) سورۃ الذٰریات رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

پیدا تو کئے گئے ہو

فقط خدا تعالیٰ کی بندگی کے لئے

اور تم یہ کام کرتے ہو

کہ دن کو کمانا۔ اور رات کو کنجریوں کو دے

کر آنا۔ اور میرا یہ کہنا دینداروں کے لئے نہیں ہے۔

بلکہ

ان بے دینوں کے لئے ہے۔ جو دن کو کسی نہ کسی ذریعہ سے کماتے ہیں۔

اور رات

کو کچھ آپ کھا لیتے ہیں۔ کچھ کنجریوں کے گانے سننے میں ضائع کر آتے ہیں۔

اے میرے بھائیو

یہ میرا طعنہ سمجھو۔ یہ واقعہ ہے۔ اور تمہارے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے اور ہوش میں لانے کے لئے یہ اطلاع دے رہا ہوں۔

تا کہ

تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے پاؤ۔ کہ اے اللہ ہمیں تو ان باتوں کا علم ہی نہیں تھا۔ کیونکہ ہم نے تو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یعنی حدیث شریف پڑھی ہی نہیں تھی۔ ہم نے تو انگریز کا تجویز کردہ نصاب تعلیم پڑھا تھا۔ اور پھر ہمارے ماں باپ کا قصور ہے۔ کہ انہوں نے ہمیں تیرے نصاب تعلیم یعنی قرآن شریف اور تیرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی حدیث سے جاہل رکھا۔

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں

ماں باپ کی شکایات (وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝) سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲ ترجمہ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ اور اگر ماں باپ چاہیں تو بیٹوں کی اس شکایت سے بچ سکتے ہیں۔ جیسے ہماری

انجمن حمایت اسلام لاہور کے کالج

میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی عالم دین رکھا جاتا ہے چنانچہ میرے قیام لاہور کے زمانہ میں کسی زمانہ حضرت مولانا اصغر علی صاحب روحی مرحوم تھے اور ان کے بعد آج تک دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل جید عالم حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب اسلامیہ کالج لاہور کے طلبہ کو تعلیم دین دیتے ہیں ماشاء اللہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح بہت سی تصنیفات کے مصنف بھی ہیں۔ اللھم ایدہ بنصرہ۔ آمین یا الہ العالمین

انجمن حمایت اسلام میں

خواجہ صاحب کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

اس لئے

کہ پہلے خواجہ صاحب میرٹھ کالج میں پڑھاتے تھے۔ اور پھر انہیں اللہ تعالےٰ لاہور میں اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو تعلیم دین کے لئے لے آیا فالحمد للہ

اراکین اسلامیہ کالج

خواجہ صاحب کے انتخاب کے لئے مستحق مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے نظر غائر سے دیکھ کر خواجہ صاحب کو انتخاب فرمایا۔ واللہ علی ما نقول وکیل

لمبی باتیں کرنے کی بجائے مختصر بات کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ ایک شخص نے (ان کی موجودگی میں) کھڑے ہو کر (وعظ و تقریر کے طور پر) بات کی اور بہت لمبی بات کی، تو آپ نے فرمایا کہ: اگر یہ شخص مختصر بات کرتا تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں یہ مناسب سمجھتا ہوں۔ یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لوں کیوں کہ بات میں اختصار ہی بہتر ہوتا ہے۔ سنن ابو داؤد

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۶ ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲ر مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:-

موجودہ زمانہ میں انسانوں کی دو قسمیں ہیں

پہلی وہ قسم ہے جنہیں دنیا مقصود ہے آخرت میں فیل ہونے اور جہنم میں جانے کا انہیں کوئی ڈر نہیں۔
دوسری قسم وہ ہے جنہیں آخرت کے امتحان میں فیل ہو جانے اور جہنم میں جانے کا ڈر ہے اس لئے فیل کرانے والے کاموں سے بچتے ہیں۔

پہلی قسم کے متعلق قرآن مجید سے شہادات

پہلی شہادت

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ پارہ ۲)

ترجمہ۔ بعض انسانوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے۔ (یعنی دنیا میں ہماری حاجات پوری کر) اور ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ چونکہ یہ لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہی نہیں۔ اس لئے تمنا کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ جو کچھ ہمیں دینا ہے۔ وہ دنیا میں دیدے جب یہ لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہی نہیں ہیں۔ تو اس لئے ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسری شہادت

(وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝) سورۃ الانعام رکوع ۳ پارہ ۷ ترجمہ۔ کاش کہ تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے۔ جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے۔ اس وقت کہیں گے۔ کاش کوئی صورت ایسی ہو۔ کہ ہم واپس بھیجدئے جائیں۔ اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں۔ اور ایمان والوں میں ہوجائیں۔ بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے۔ وہ ظاہر ہوگئی۔ اور اگر یہ واپس بھیجدئے جائیں۔ تب بھی وہی کام کریں گے۔ جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس دنیا کی زندگی کے سوا ہمارے لئے اور کوئی زندگی نہیں۔ اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے۔

تیسری شہادت

(وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝) (سورۃ ص رکوع ۲ پارہ ۲۳)

ترجمہ اور کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے

چونکہ یہ لوگ

آخرت کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اس لئے تو اپنا حصہ دنیا میں مانگتے ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے

جنہیں آخرت کے امتحان میں فیل ہو جانے اور جہنم میں جانے کا ڈر ہے۔ اس لئے فیل کرانے والے کاموں سے بچتے ہیں۔

پہلا شاہد

(وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝) (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ پارہ ۲)

ترجمہ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک قسم مومنوں کی ایسی ہے۔ جو دنیا اور آخرت کی دونوں قسم کی بھلائیاں چاہتے ہیں اور یہی دعا اللہ تعالےٰ سے مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

دوسرا شاہد

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہوگی۔ ہم اسے دور کردیں گے ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ (تعالیٰ) ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئیگی کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہوگئے ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ اسی لئے جنت کے وارث بنائے گئے ہو اور ان کے دلوں میں اگر ایک دوسرے کے خلاف دنیا میں کوئی ناراضگی ہوگی۔ تو اسے دور کردیں گے

تیسرا شاھد

اِنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ○ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا

اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹)

ترجمہ تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ سو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی امی ہے جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور قیدیں اتارتا ہے۔ جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی۔ اور اسے مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

چوتھا شاھد

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ○

(سورۃ الاعراف پارہ ۹ رکوع ۲۱)

اور آخرت کا گھر (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں کے لئے اچھا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں۔ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے۔

خیر اور بھلائی کی بات کی قدر و قیمت اور برائی کی بات کا وبال

بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: آدمی کی زبان سے کبھی خیر اور بھلائی کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی پوری برکت اور قدر و قیمت وہ خود بھی نہیں جانتا، مگر اللہ تعالیٰ اسی ایک بات کی وجہ سے اپنے حضور میں حاضری تک کے لئے اس بندہ کے واسطے اپنی رضا طے فرما دیتا ہے۔ اور (اسی طرح) کبھی آدمی کی زبان سے شر کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی برائی اور خطرناکی کی حد وہ خود بھی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس آدمی پر آخرت کی پیشی تک کے لئے اپنی ناراضی اور اپنے غضب کا فیصلہ فرما دیتا ہے۔ شرح السنہ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۳ ذی الحجۃ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ر مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد

اللہ تعالٰے کے مسلمانوں کے درمیان فرمودہ

آداب صحبت

پہلا

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔ سوائے اس کے نہیں۔کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے یعنی اسلام میں سب مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ذات پات کا سوال بحیثیت مسلمان ہونے کے کوئی معنی نہیں رکھتا سب کلمہ گو اسلام ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہاں ذات پات کے لحاظ سے

فرق کرنا یہ ہندوانہ ذہنیت ہے۔چونکہ پاکستان کے مسلمان دراصل ہندؤں کی اولاد ہیں سوائے سادات کرام اور انصاری حضرات کے ان کا نسب نامہ مدینہ منورہ والوں سے جا ملتا ہے سادات کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں۔جو ان کے آباء و اجداد مدینہ منورہ سے اس ملک میں تشریف لائے ہیں۔ اور علی ہذا القیاس انصاری حضرات کے آباء و اجداد بھی مدینہ منورہ سے آئے ہیں۔ باقی سب مسلمان یہاں کے ہندؤں کی اولاد ہیں۔کسی برادری کو اپنے آباء و اجداد کا مسلمان ہونا یاد ہے۔اور کسی کو یاد نہیں ہے

لہذا

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔البتہ ذات پات کا کسی فرقے کو اگر شرف ہے تو وہ سادات کرام یا انصاری حضرات کو۔

لہذا

اب نتیجہ یہ ہے۔کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔اور کوئی بیرونی شرف قابل توجہ ہے۔تو سادات کرام اور انصاری حضرات کا اور وہ باقی مسلمانوں میں آٹے میں نمک کے مقدار بھی نہیں ہیں۔

وَاِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا) سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں۔تو ان کے درمیان صلح کرادو

حکم تو وہی ہے جو آپ سن چکے

لیکن موجودہ مسلمانوں کا عمل اس کے خلاف ہے مثلاً اگر کہیں دو پارٹیوں میں لڑائی ہوجائے توجس جماعت کو جس دھڑے کے ساتھ پہلے سے ہی دشمنی ہے۔اس کے خلاف دوسرے دھڑے میں شامل ہوجائے۔بہانہ تو یہ ہے۔کہ اس جماعت کا ساتھ دے رہے ہیں۔اور حقیقت یہ ہے کہ اپنا بدلہ لے رہے ہیں۔

اللھم اعذنا من ھذا المکر الدنی

تیسرا

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔اے ایمان والو۔ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

حاصل

یہ ہے کہ کوئی مرد کسی دوسری قوم کے مرد کو ذلیل سمجھ کر ٹھٹھا نہ کرے۔مثلاً ایک شخص زمیندار گھرانے سے ہے۔اور دوسرا حجاموں کے گھرانے سے ہے۔تو زمیندار برادری والا حجام کے گھرانے والے پر ٹھٹھا کرے اور ٹھٹھے کرنے کی علت فقط یہی ہے۔کہ وہ شخص حجام ہے۔کیوں ٹھٹھا نہ کرے ممکن ہے بارگاہ الہی میں وہ حجام مقبول ہو۔اور تم چوہدری برادری میں ہونے کے باعث مقبول بارگاہ الہی حجام پر ٹھٹھا کر رہے تھے۔اس لئے مردود ہو۔اور یہ مرض پنجاب کے مسلمانوں میں عام ہے۔اللہ تعالٰے انہیں ہدایت دے۔ آمین یا الہ العالمین

چوتھا

(وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو

مثلاً

ایک شخص کسی گاؤں کا امام مسجد تھا۔اس نے اپنے بیٹے کو پڑھایا۔اور وہ تھانہ دار ہو کر اسی گاؤں میں آگیا۔جہاں اس کا باپ امامت کرتا تھا۔

طعنہ

کل تو اس تھانہ دار کا باپ ہمارے دروازوں سے روٹیاں مانگ کر کھاتا تھا۔اب اسی کا بیٹا ہم پر تھانہ دار ہوکر آگیا ہے۔

یہ طعنہ

بیجا ہے۔اللہ تعالٰے جس کو چاہے حکمرانی اور عزت دیتا ہے۔اور جس متکبر کو چاہے ذلیل کردیتا ہے۔اور یہ انقلاب کرنا اللہ تعالٰے کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

پانچواں آداب صحبت

یہ ہے۔(وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ اور دوسرے کے نام نہ دھرو چڑانے کو ایک دوسرے کے۔

حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اول مسلمانوں میں نزاع اور اختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی تھیں۔پھر بتلایا۔کہ اگر اتفاقاً اختلاف رونما ہوجائے۔تو پرزور اور مؤثر طریقہ سے اس کو مٹایا جائے۔لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو۔کوشش ہونی چاہیے۔کہ کم از کم جذبات منافرت و مخالفت زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہو۔بس ایک دوسرے کا تمسخر استہزاء کرنے لگ جاتا ہے ذرا سی بات ہاتھ لگ گئی۔اور ہنسی مذاق اڑانا شروع کردیا حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ شاید جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔وہ اللہ (تعالٰے) کے نزدیک اس سے بہتر

ہو۔ بلکہ یہ خود بھی اختلاف سے پہلے اس کو بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔ مگر ضد و نفسانیت میں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے۔ اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس طریقہ سے نفرت و عداوت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی رہتی ہے۔ اور قلوب میں اس قدر بُعد ہو جاتا ہے۔ کہ صلح اور ائتلاف کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ آیہ ہذا میں خداوند قدوس نے اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے۔ یعنی ایک جماعت دوسری جماعت کیساتھ نہ مسخراپن کرے۔ نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں۔ نہ کھوج لگا کر عیب نکالے جائیں اور نہ بُرے ناموں اور بُرے القاب سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے۔ کیونکہ ان باتوں سے دشمنی اور نفرت میں ترقی ہوتی ہے۔

چھٹا آداب صحبت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ الآیۃ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مخالف کی کوئی بات ہو۔ اس کا محال اپنے خلاف نکال لیتا ہے۔ اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں۔ اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو۔ ہمیشہ اس کی طبیعت بُرے پہلو کی طرف چلے گی۔ اور اسی بُرے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دے کر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دے گا۔ پھر نہ صرف یہ ہی کہ ایک بات حسب اتفاق پہنچ گئی۔ بدگمانی سے اس کو غلط معنی پہنا دئے۔ نہیں۔ اس جستجو میں رہنا ہے۔ کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں۔ جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں۔ اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس کو گرم کریں ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں۔ تو جو اختلافات بدقسمتی سے پیش آجاتے ہیں۔ وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں۔ اور ان کا ضرر بہت محدود ہو جائے۔ بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

ساتواں آداب صحبت

(وَلَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶ اور کسی کا بھید نہ ٹٹولا کرو۔ مثلاً یہ کہو۔ کہ مخالف نے الفاظ تو یہ کہے ہیں وہ اگرچہ سنگین نہیں ہیں۔ مگر ان الفاظ سے مراد اس مخالف نے یہ لی ہے۔ حالانکہ یہ مراد اگرچہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو لیکن اپنی گمانی سے وہ مراد متعین کرلی اس طرح پر مت کیا کرو۔ تا کہ اپنی بدگمانی سے سیدھی بات کا بتنگڑ کر کے پھر اس پر دشمنی کی بنیاد رکھو

آٹھواں آداب صحبت

قولہ تعالیٰ (وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا) (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے

یعنی

کسی کے پس پشت ایسی بات نہ کہے۔ کہ اس شخص کو معلوم ہونے پر وہ بُرا منائے۔

نواں آداب صحبت

تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں

اس کا ثبوت

(یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ) (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں۔ تا کہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ (تعالیٰ) کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ (تعالیٰ) سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کا فرمان ہے۔ کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی مخلوقات پرند و چرند طبعاً نر اور مادہ ایک جگہ اکٹھے تو رہتے ہیں۔ نہ کہ بستیاں بنا کر رہنے کے سوا انہیں چارہ کار نہ ہو

بخلاف انسان کے

اس کی ضروریات سوائے ایک دوسرے کے تعاون کے پوری نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے کے سوا چارہ کار نہیں۔ مثلاً جانور تو کچا دانہ کھا کر بھی گزارہ کر سکتے ہیں۔ اور پرند چرند۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا بنایا ہے۔ کہ سردی اور گرمی میں ایک ہی لباس خداداد میں گزر اوقات کر سکتے ہیں کیونکہ اُن کے بدن پر پروں کا لباس ہے۔ جو کہ سردی اور گرمی میں یکساں گزارہ کر سکتے ہیں۔

بخلاف

انسان کے اس کا بدن بالکل ننگا ہے۔ اسے گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے الگ الگ لباس چاہئے۔

مثلاً

انسان کا لباس بنانے کے لئے کپاس چاہئے۔ کپاس پیدا کرنے کے لئے کاشت چاہئے۔ کاشت کے لئے ہل چاہئے۔ ہل بنانے کے لئے لوہا چاہئے لوہا لانے کے لئے کان کنی کا فن چاہئے۔ کان کنی کے لئے موجودہ زمانہ کے لحاظ سے ایٹم بم چاہئے جو پہاڑ کو پاش پاش کر کے اڑا دے۔ اور یہ سب کام جو اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔ ایک آدمی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایک دوسرے سے تعاون کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ تو کہیں ایک دوسرے کی ضروریات پوری ہوں گی۔

اس لئے

یہ انسان ہی کی ضروریات کے متعلق ہے۔ یعنی مدنی الطبع ہونا یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا۔

بخلاف

باقی حیوانات اور پرند و چرند کے۔ گھاس کھانے والوں کو کچی گھاس مل گئی۔ تو وہ کھا کر پیٹ بھر لیا۔ اور دانہ چگنے والوں کو کچا دانہ مل گیا۔ تو وہ چگ لیا

اس لئے

گزشتہ معروضات عرض کرنے سے حاصل یہ نکلتا ہے۔ کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اس لئے ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے کے سوا اس کے لئے کوئی چارہ کار نہیں اور مل کر رہنے کے لئے ایک قانون چاہئے اسی قانون صحبت کو آداب صحبت کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اور وہ قانون جو بیان کیا ہے وہ من جانب اللہ تعالیٰ نازل شدہ ہے۔ اب اس کی پابندی ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے

وما علینا الا البلاغ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔

حصہ اوّل

دنیا کی بے ثباتی اور اسباب دنیاوی پر مغرور ہونیوالوں کے لئے تازیانہ

قولہ تعالیٰ (وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۝

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور انہیں دو شخصوں کی مثال سُنا دو۔ ان دونوں میں سے ایک کے لئے ہم نے دو باغ تیار کئے۔ اور ان کے گرداگرد کھجوریں لگائیں۔ اور ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی۔ دونوں باغ اپنا پھل لاتے ہیں۔ اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے۔ اور ان دونوں کے درمیان ہم نے ایک نہر بھی جاری کر دی ہے۔ اور اسے پھل مل گیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی زیادہ معزز ہوں۔ اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے حال میں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا۔ کہا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا۔ اور میں قیامت کو ہونے والی نہیں خیال کرتا۔ اور البتہ اگر میں اپنے رب کے ہاں لوٹایا بھی گیا۔ تو اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا۔

اپنی غیر منقولہ جائداد پر مغرور شخص

کو اس کے دیندار دوست کی تبلیغ

(قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝

سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اسے اس کے ساتھی نے گفتگو کے دوران میں کہا۔ کیا تو اس کا منکر ہوگیا ہے۔ جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا۔ پھر تجھے پورا آدمی بنایا۔

حاصل

کہ کیا تم اس خدا تعالےٰ کا انکار کرتے ہو جس نے مٹی سے غذا بنا کر تمہارے ماں باپ کے پیٹ میں ڈالا۔ پھر اس غذا سے نطفہ بنایا۔ پھر تمہیں نطفے سے انسان بنایا۔ میں تو ان تبدیلیوں کے کرنے والے اور انسانی شکل میں لانے والے خدا تعالیٰ کو مانتا ہوں۔ اور اس رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ تم سے یہ کیوں نہ ہوسکا۔ کہ جب باغ میں داخل ہوئے۔ تو اس وقت قدرت الٰہیہ کا اقرار کرتے۔ اور کہتے۔ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ کہ اللہ تعالےٰ اس باغ کو اپنی قدرت کاملہ سے جیسا چاہا بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کے سوا کوئی قوت بھی کام نہیں کرسکتی۔

قولہ تعالیٰ (إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝) (سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اگر تو مجھے دیکھتا ہے۔ کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں۔ پھر امید ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر دے۔ اور اس پر لُو کا ایک جھونکا آسمان سے بھیج دے۔ پھر وہ چٹیل میدان ہو جائے۔

نتیجہ

(وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝)

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور اس کا پھل سمیٹ لیا گیا۔ پھر وہ اپنے ہاتھ ہی ملتا رہ گیا۔ اس پر جو اس باغ میں خرچ کیا تھا۔ اور وہ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا تھا۔ اور کہا۔ کاش کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔

عبرت

آج کل کے دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے مسلمانوں کے لئے مذکورۃ الصدر قرآن مجید کے واقعہ میں عبرت ہے۔ دنیادار یہ نہ خیال کریں۔ کہ دولت ہمیشہ ان کا ساتھ دے گی۔ کوئی عجب ہے کہ حالات پلٹا کھائیں۔ اور امیر غریب ہو جائیں۔ اور نان شبینہ سے محتاج ہو جائیں۔

مثلاً

ایک امیر نے خون کیا۔ خیال تو یہ تھا۔ کہ کسی کو پتہ نہیں لگے گا۔ مگر

خدا کی قدرت

غالب آئی۔ اور قتل ناحق کا کسی طرح پتہ پولیس کو لگ گیا۔ اب قاتل نے ساری جائداد (جس پر ناز تھا) پھانسی سے بچنے کے لئے مقدمہ پر لگا دی۔ جان تو بچ گئی۔ لیکن روٹی سے بھی محتاج ہوگیا۔ اَللّٰهُمَّ أَعِذْنَا مِنْ هٰذِهِ الْمُصِيبَةِ

صحیح طریقہ

انسان کی زندگی کا فقط یہ ہے کہ مرنجان مرنج ہو۔ یعنی نہ کسی کو ستائے اور نہ کسی کے دل سے آہ نکلنے پائے۔ اور نہ غضب الٰہی جوش میں آئے۔ اور نہ اس سے بدلہ لیا جائے۔

کسی نے سچ کہا ہے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

اے دنیا دارو

اللہ تعالےٰ کے سابقہ ارشادات کو کھیل نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے۔ جو عرض کی گئی ہے۔ کہ جو کرے گا۔ وہ بھرے گا۔ خواہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو۔ مگر کبھی نہ کبھی پھنسے گا۔ اور سب بھید آشکارا ہو جائے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

کسی کے سامنے اس کی بہت تعریف نہیں کرنی چاہیے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے ایک صاحب نے ایک دوسرے صاحب کی تعریف کی (اور اس تعریف میں بے احتیاطی کی) تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: تم نے اپنے اس بھائی کی (اس طرح تعریف کرکے) گردن کاٹ دی (یعنی ایسا کام کیا جس سے وہ ہلاک ہو جائے) یہ بات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین بار ارشاد فرمائی۔ (اس کے بعد فرمایا) تم میں سے (کسی بھائی کی) تعریف کرنا ضروری ہی سمجھے اور اس کو اس تعریف و مدح کا مستحق سمجھے تو یوں کہے کہ میں فلاں بھائی کے بارے میں ایسا گمان کرتا ہوں (اور میری اس کے بارے میں یہ رائے ہے) اور اس کا حساب کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے (جس کو حقیقت کا پورا علم ہے) اور ایسا نہ کرے کہ خدا پر کسی کی پاکیزگی کا حکم لگائے (یعنی کسی کے حق میں ایسی بات نہ کہے کہ وہ بلاشبہ اور یقیناً عنداللہ پاک اور مقدس ہے، کیوں کہ یہ خدا پر حکم لگانا ہے اور کسی بندہ کو اس کا حق نہیں ہے)۔ صحیح بخاری

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

گذشتہ تباہ شدہ قوموں کیلئے سب سے بڑا خیر خواہ

پیغمبرِ وقت ہی ہوتا تھا۔ اور اسی پیغمبرِ وقت ہی کی مخالفت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا تھا

اس عنوان کے شواہد

پہلا شاہد

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے ربّ کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور تاکہ رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے

آپ نے نوح علیہ السلام کا ارشاد سنا

فرماتے ہیں۔ کہ تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ (تعالےٰ) کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔

نصیحت کرتا ہوں

یعنی تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ تمہیں وہ راستہ بتاتا ہوں۔ کہ تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ۔

نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن کی خیر خواہی سے فائدہ نہ اٹھایا

اور غرق کردی گئی

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی غرقابی کا باعث

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانا تھا

اور ارشاد ہوتا ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

کیا حضرت نوح علیہ السلام کے آدمی سارے کے سارے ظاہری آنکھوں کے اندھے تھے

نہیں

یہ ظاہر کی دو آنکھیں تو سوئروں اور کتوں اور بلیوں کی بھی ہیں۔

بلکہ

وہ لوگ دل کی آنکھوں کے اندھے تھے۔ کہ حق اور باطل میں تمیز نہیں کر سکتے تھے

عبرت

اب بھی دل کی بصیرت والے تو اسلام کی سچائی کو فوراً مان جاتے ہیں۔ کہ ایسا جامع اور مانع قانون عالم الغیب والشہادۃ کی طرف سے نازل ہو سکتا ہے۔ اور جو عقل کے اندھے ہیں۔ ان کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سمجھائے تو بھی نہیں مانتے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

دوسرا شاہد

دوسری قوم جو عذاب الٰہی سے تباہ ہونیوالی ہے

قوم عاد ہے

اس قوم کی طرف نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۹)

ترجمہ - اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا - فرمایا اے میری قوم اللہ (تعالےٰ) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - سو کیا تم ڈرتے نہیں - اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں - اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں - لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں -

قوم کا ہود علیہ السلام کو جواب

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ - انہوں نے کہا - کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے - کہ ہم ایک اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے - انہیں چھوڑ دیں - پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے - وہ لے آ - اگر تو سچا ہے -

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ - پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - ان کی جڑ کاٹ دی - اور وہ مومن نہیں تھے -

عذاب کی کیا صورت ہوئی

ہود علیہ السلام کی قوم - قوم عاد کی تباہی

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝

(سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ - اور لیکن قوم عاد - سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی - (اگر تو موجود ہوتا - تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا - کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں - سو کیا تمہیں ان میں کا بچا ہوا نظر آتا ہے -

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

ای میری قوم) ہود علیہ السلام کی قوم سے عبرت حاصل کرو - اگر تم بھی اپنے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کروگے - تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی سزا کا آنا بعید از قیاس نہیں

لہٰذا ڈرو

اور احکام الٰہی کی مخالفت کرنے سے بچو -

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

تیسرا شاہد

یعنی تیسری قوم جو عذاب الٰہی سے تباہ ہونیوالی ہے وہ قوم صالح علیہ السلام ہے

(وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ - اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - تمہیں تمہارے ربّ کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے - یہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے - سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ (تعالیٰ) کی زمین میں کھائے اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ - ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا -

سرداران قوم کا غرباء سے سوال

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ - اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا - جو ایمان لا چکے تھے - کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) کو اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا - جو وہ لے کر آیا ہے - ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں - متکبروں نے کہا - جس پر تمہیں یقین ہے -

قوم کے متکبر لوگوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دئے - اور کہا - کہ اے صالح (علیہ السلام) لا تو وہ جس کی ہمیں دھمکی دیا کرتا تھا یعنی عذاب

(فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ - پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -

قوم کی تباہی کے بعد

حضرت صالح علیہ السلام وہاں سے چلے گئے اور فرمایا

(وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ اور فرمایا - اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا - اور تمہاری خیر خواہی کی - لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے -

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر وقت کی مخالفت کے باعث قوم کو تباہ کر دیا

اے میری مسلم قوم

سابقہ قوموں کے حالات تمہارے لئے تازیانہ عبرت ہیں - اگر تم بھی اپنے (خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کروگے - تو تمہارا انجام تباہی پر ہوگا - خواہ کسی صورت میں ہو -

وما علینا الا البلاغ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۴ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ر جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:-

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تین قسم کی خیانتوں سے منع فرمایا ہے

(۱) بندے کا جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اس تعلق میں جو ذمہ داریاں ہیں ان کو نہ نباہنا یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہے

(۲) بندے کا جو تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس تعلق کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ نباہنا یہ بھی ایک قسم کی خیانت ہے

(۳) بندے کا جو تعلق دوسرے انسانوں سے ہے اس کو مرضی الٰہی کے مطابق نہ نباہنا یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہے

پہلے قسم کی خیانت کی تشریح

(هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ○ فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○)

(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ وہ وہی ہے۔ جو تمہیں جنگل اور دریا میں سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں بیٹھتے ہو۔ اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں۔ اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں۔ تو ناگہاں تیز ہوا چلتی ہے۔ اور ہر طرف سے ان پر لہریں چھانے لگتی ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بے شک وہ لہروں میں گھر گئے ہیں۔ تو سب خالص اعتقاد سے اللہ (تعالیٰ) ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ کہ اگر تو ہمیں اس مصیبت سے بچا دے۔ تو ہم ضرور شکر گزار رہیں گے پھر جب اللہ (تعالیٰ) انہیں نجات دے دیتا ہے۔ تو ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں۔

خیانت ثابت ہوگئی

کہ جب غرق ہونے کے قریب ہوتے ہیں۔ تو ایک اللہ تعالیٰ کو اپنے بچاؤ کے لئے پکارتے ہیں۔ اور وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ (تعالیٰ) اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے بچا لیا۔ تو ہمیشہ تیرے شکرگزار رہیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اس خطرے سے بچا لیتا ہے۔ تو پھر وہ معاہدہ جو اللہ تعالیٰ سے کیا تھا وہ بھلا دیتے ہیں

معاملہ الٰہی میں انسان کی خیانت کا دوسرا ثبوت

(فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِکُوْنَ ○ (سورۃ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ تو خالص اعتقاد سے اللہ (تعالیٰ) ہی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے۔ فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔

معاملہ الٰہی میں انسانی خیانت کا تیسرا ثبوت۔

(وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَی الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ ○

(سورۃ لقمٰن رکوع ۴ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ اور جب انہیں سائبانوں کی طرح موج ڈھانک لیتی ہے۔ تو خالص اعتقاد سے اللہ (تعالیٰ) ہی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے۔ تو بعض ان میں سے راہ راست پر رہتے ہیں۔ اور ہماری نشانیوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں۔ جو بد عہد ناشکر گزار ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جب سائبان کی طرح موج انہیں ڈھانک لیتی ہے۔ تو ایک اللہ (تعالیٰ) کو خالص کرکے پکارتے ہیں۔ اور کوئی یاد نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے خشکی پر لے آتا ہے۔ تو بعض لوگ ہماری عنایات کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور وہ وہی ہوتے ہیں۔ جو بد عہد ناشکرے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں خیانت کا پہلا ثبوت

(اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ○) (سورۃ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ کیا اس بات سے لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی کہ سب آدمیوں کو ڈرائے اور جو ایمان لائیں۔ انہیں یہ خوشخبری سنائے۔ کہ انہیں اپنے رب کے ہاں پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا۔ کافر کہتے

ہیں ۔ کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے ۔

خیانت

کس کو کہتے ہیں ۔ امانت تو یہ تھی ۔ کہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی کہتے ۔ اس کو جادوگر کہنا منصب نبوت میں خیانت نہیں ہے ۔ تو اور کیا ہے ۔ اَللّٰھُمَّ اعِذْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْخِیَانَۃِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

خیانت کا دوسرا ثبوت

(فَلَمَّا جَآءَتْھُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَۃً قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِھَا وَ اسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

(سورۃ النمل رکوع ۲ پارہ ۱۹)

ترجمہ ۔ پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھولنے والی ہماری نشانیاں آئیں ۔ تو کہنے لگے ۔ یہ تو صاف جادو ہے ۔ اور انہوں نے ان کا ظلم اور تکبر سے انکار کر دیا ۔ حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے ۔ پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیسا ہوا ۔

خیانت نہیں ہے تو اور کیا ہے

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔ کہ ان کے دل تو مان چکے تھے ۔ مگر ظلم اور تکبر سے انکار کیا ۔ دل میں یقین آنے کے بعد تکبر سے نہ ماننا یہ خیانت نہیں ہے ۔ تو اور کیا ہے ۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا عَنْ ھٰذَا الْمَرَضِ الْخَبِیْثِ

آپس کی خیانت کا ذکر مندرجہ ذیل

آیت میں ملاحظہ ہو

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) سورۃ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو اللہ (تعالیٰ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت نہ کرو) اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو ۔

اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں خیانت کرنے کی تفصیل پہلے عرض کی جا چکی ہے ۔ اب فقط آپس میں خیانت کرنے کی توضیح باقی ہے ۔

اب وہ عرض کرتا ہوں

مثلاً بجز چند نیک دل حضرات کے جو یہ خیال رکھتے ہیں ۔ کہ خواہ میرا نقصان کچھ ہو جائے ۔ لیکن میرے بھائی کو نقصان نہ پہنچنے پائے ۔ ان حضرات کے علاوہ معاملہ برعکس ہے اور وہ یہ ہے ۔ کہ مجھے نفع ضرور ہو ۔ خواہ دوسرے مسلمان بھائی کا نقصان ہی ہو جائے ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

سوائے خوف خدا والے حضرات کے
کیا باقی مسلمان یہ حرکتیں نہیں کرتے

یہ چیزیں اس لئے واضح کرتا ہوں ۔ تاکہ عام مسلمان خدا تعالےٰ سے ڈریں ۔ اور ان ناشائستہ حرکات سے باز آجائیں ۔

مثلاً

اناج منڈی کے سوداگر

بھیگی ہوئی گیہوں کی سات بوریاں نیچے ڈال دیتے ہیں ۔ اور پانچ بوریاں سوکھی گیہوں کی اوپر ڈال دیتے ہیں ۔ گاہک اوپر سے نمونہ دیکھتا ہے اور پھر دوکاندار نیچے سے بھر کر دیتا ہے ۔ گاہک نے دیکھی گیہوں خشک ۔ اور لی بھیگی ہوئی ۔ کیا یہ

خیانت نہیں ہے

دوسری مثال سُنئے

تھان کے اوپر تین روپے گز والے لٹھے کی چار تہہ ڈال دیں ۔ گاہک نے اوپر والا نمونہ دیکھا اور لٹھے کا تھان چار تہوں کے اندر دو روپے گز والا لٹھا رکھا ہوا ہے ۔ اور سادہ لوح مسلمان اس چالاکی کو نہیں سمجھتا ۔ اور وہ خوشی خوشی جو لٹھا دیکھا تھا ۔ وہی سمجھ کرے چلتا ہے ۔ اور دوکاندار یہ سمجھتا ہے ۔ کہ میں نے خوب نفع کما لیا حالانکہ یہ چالاکی شرعًا حرام ہے کہ دکھایا اور مال ۔ اور دیا اور مال ۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ایسی چالاکیوں سے بچائے ۔ تاکہ حرام نفع نہ کمائیں

تیسری مثال سُنئے

کیا تم نے لاہور میں رہتے ہوئے ایسی داستانیں کبھی نہیں سنیں ۔

کہ

سونے چاندی کے سوداگر یہ حرکتیں کرتے ہیں ۔ کہ دکھایا تو خالص سونا ۔ اور دیتے وقت دیا پیتل ۔ اور دیہاتی لے کر چل دیتا ہے اور سونا فروش یہ خیال کرتا ہے ۔ کہ میں نے دیہاتی کو چکمہ دے دیا ہے اور یہ نہیں سمجھتا ۔ کہ میں نے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے ۔ اور حرام کما لیا ہے ۔

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں ۔ کہ مسلمانوں کو ایسی حرکتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خدا سے حیا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ یَوْمٍ لِاَصْحَابِہٖ اسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ قَالُوْا اِنَّا نَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ قَالَ لَیْسَ ذٰلِكَ وَلٰکِنْ مَنِ اسْتَحْیٰ مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ فَلْیَحْفَظِ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰی وَلْیَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰی وَلْیَذْکُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰی وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ تَرَكَ زِیْنَۃَ الدُّنْیَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْیٰ مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہؓ سے فرمایا ۔ کہ اللہ سے شرم و حیا کرنے میں شرم و حیا کا حق ادا کرو ۔ صحابہ نے عرض کیا ۔ اے خدا کے نبی خدا کا شکر ہے ۔ ہم خدا سے اسی طرح شرم و حیا کرتے ہیں ۔ یعنی اس سے ڈرتے ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ حیا کرنا یہ نہیں ہے ۔ جس کو تم کہتے ہو ۔ بلکہ خدا سے حیا کرنے کا مطلب یہ ہے ۔ کہ سَر اور جو سَر کے اندر ہے ۔ اس کی حفاظت کرے ۔ اور پیٹ اور جو کچھ پیٹ کے اندر ہے ۔ اس کی حفاظت کرے ۔ (سَر کی حفاظت سے مراد غرور اور تکبر سے باز رہنا اور سر کے اندر کی چیزوں سے مراد زبان آنکھ اور کان کو بُری باتوں سے بچانا ہے ۔ پیٹ سے مراد حرام اور شُبہ کی چیزیں نہ کھانا اور پیٹ کے اندر کی چیزوں سے مراد سَتر ہاتھ ۔ پاؤں اور دل کی حفاظت ہے اور چاہیے ۔ کہ موت کو یاد رکھے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کو نہ بھولے ۔ اور جو شخص آخرت کی بھلائی کا خیال رکھتا ہے وہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دیتا ہے ۔ پس جس نے ان باتوں پر عمل کیا ۔ اس نے خدا سے حیاء کی اور حیا کا حق ادا کیا ۔

(احمد و ترمذی)

خُطْبَة يَوْمُ الجُمُعَة ۲ر محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ر جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ہوئی ہے

اس کا ثبوت

(وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۵ پارہ ۱)

ترجمہ۔ اور جب ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے (فرما رہے تھے)۔ اے ہمارے رب ہم سے قبول کر بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمیں ہمارے حج کے طریقے بتادے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اے ہمارے رب اور ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے۔ اور انہیں پاک کرے۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

گزشتہ آیات کو غور سے پڑھیے

آیا ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے ثابت ہوتا ہے۔ یا نہیں یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ اور کوئی پیغمبر اس دعا کا مصداق بن ہی نہیں سکتا

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض جو سابقہ آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں

(۱) اور ان میں ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے

(۲) اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے

(۳) اور انہیں پاک کرے۔

تین قسم کے حضرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے تین قسم کے حضرات نے آپ کی تینوں ذمہ داریاں اپنے ذمہ لی ہوئی ہیں۔

سنئے

پہلی ذمہ داری۔ قرآن شریف کی آیتوں کو محفوظ رکھنا۔ اور خلق خدا تک پہنچانا۔ یہ ذمہ داری قرآن مجید کے حفاظ کرام نے اپنے ذمے رکھی ہے۔

ہر رمضان شریف

میں حفاظ کرام ہی کی برکت سے مسلمان سارے قرآن شریف کو سرو قد ہو کر تراویح میں سن لیتے ہیں۔

علاوہ

قرآن شریف کے کوئی آسمانی کتاب، حفاظ کرام کے ذریعہ سے کوئی امت نہیں سن پاتی

کیا

کوئی انجیل کا حافظ آپ نے دیکھا۔ اور کیا کوئی توراۃ کا حافظ آپ نے دیکھا

الحمد للہ ثم الحمد للہ

کہ تمام ممالک اسلامیہ کے حفاظ قرآن مجید کی اگر گنتی جمع کی جائے تو یقیناً ہزارہا تک ہوگی

اس کا ایک باعث

یہ ہے کہ ہر رمضان شریف میں سارے شہر کے لوگوں کو ہر مسجد میں تراویح پڑھانے والا حافظ چاہیے۔

اور دوسرا بڑا سبب یہ بھی ہے

کہ شریعت اسلامیہ میں ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حافظ قرآن کے ماں باپ کو تاج پہنائیگا۔ اور وہ

تاج

جو اللہ تعالیٰ حافظ کے ماں باپ کو پہنائیگا وہ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کس قیمت کے موتیوں سے مرصّع ہوگا۔

اور حافظ قرآن مجید کو

یہ اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا۔ کہ ایک ایک آیت پڑھتا جا۔ اور ایک ایک مرتبہ چڑھتا جا۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ذمہ داری کے حامل

علماء کرام

ہیں۔ اور وہ آپ کی ذمہ داری۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے

یہ ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت علمائے کرام ہی نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

آج مسلمانوں میں = قرآن مجید کے معانی

اور مطالب کی اشاعت سوائے علماء کرام کے اور کون کر رہا ہے۔

مسلمانوں میں سوائے علماء کرام کے اور کوئی طبقہ ہے۔ تو سامنے آئے۔ اسلام کی اشاعت و ترویج کا باعث فقط علماء کرام ہی تو ہیں۔

ان علماء کرام

کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے درجہ جتنا ہے۔ آپ کا ارشاد سنئے۔

مشکوٰۃ شریف

کتاب العلم میں یہ روایت موجود ہے

وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما و انما ورثوا العلم الحدیث رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی)

ترجمہ۔ اور تحقیق علماء وارث انبیاء علیہم السلام کے ہیں۔ اور تحقیق انبیاء علیہم السلام نے انہیں دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا اور سوائے اس کے نہیں کہ علم کا (جو ان کے ہاں تھا) وارث بنایا ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا کام یہ تھا

انہیں پاک کرے۔ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کے بعد

صوفیائے کرام

کر رہے ہیں۔ جو ان مبارک ہستیوں کی صحبت میں آیا۔ اور ان سے بیعت کی۔ اسے اپنی بداعمالیوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ مشاہدہ پر مبنی ہے۔ میں نے ایسی بابرکت ہستیوں کی صحبت میں یہ رنگ چڑھتے دیکھا ہے۔ اور پھر جوں جوں صحبت لمبی ہوتی گئی۔ زیادہ تیز رنگ ہو گیا۔

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی صحبت میں یہ مبارک رنگ بے ساختہ رنگ چڑھ جاتا تھا۔ ویسے آج کل یہ رنگ چڑھتے دیکھا ہے۔ کہ بے نمازی ان کی صحبت میں پنجوقت کے نمازی ہوگئے۔ اور چور نیک ہوگئے۔ اور ڈاکوؤں کو دیکھا۔ کہ باخدا ہوگئے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

میں اپنے حضرات علماء کرام کی خدمت میں صوفیائے کرام کی صحبت کی ضرورت محسوس کرانے کے لئے دوستانہ عرض کرتا ہوں

کہ آپ حضرات خواہ علماء کرام کی صحبت میں رہ کر صدرا۔ شمس بازغہ۔ شرح چغمینی جیسی اعلیٰ کتابیں رٹ لیں۔ اور ادھر ملا حسن۔ حمد اللہ۔ قاضی مبارک جیسی کتابیں یاد کریں اور بیٹھکر پڑھائیں۔ لیکن صوفیائے کرام کی صحبت سے فیض نہیں اٹھایا۔ تو آپ جیسے سو میں سے سو حضرات کو چیز کے حرام یا حلال ہونے کی تمیز پیدا نہیں ہوگی۔

یہ ٹھیک ہے

کہ آپ اس تمیز کے مکلف تو نہیں ہیں۔ مگر حرام چیز کا خاصہ لازمہ ہے۔ کہ طبیعت کو مکدر کر دے اور طبیعت کو اس چیز کے کھانے کے باعث وساوس شیطانی کا نماز میں غلبہ رہے گا نماز میں رکوع اور سجود تو کرتے رہیں گے۔ لیکن رجوع الی اللہ نہیں ہوگا۔

اور حلال چیز کے استعمال سے

رجوع الی اللہ اور خضوع و خشوع کے خیالات پیدا ہوں گے۔ اور نماز میں غیر متعلقہ خیالات آ آکر نماز کو خراب نہیں کریں گے۔

اس کے علاوہ

اور بہت سی چیزیں ہیں۔ جو تطویل کے باعث عرض نہیں کرسکتا اور نہ وہ چیزیں آپ کی خدمت میں عرض کرنے کے قابل ہیں۔

کیونکہ

آپ علماء کرام ان چیزوں کے سمجھنے کے اہل ہیں اور ماشاء اللہ آپ کے سمجھ لینے کے باعث عوام الناس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

تزکیہ وھبًا حاصل ہوتا تھا

جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کتاب وسنۃ کے معانی ومطالب سمجھنے کے لئے قواعد عربیۃ مثلاً صرف و نحو کے قواعد سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی زبان ہی مادری فصیح عربی تھی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تزکیہ وھبًا ہوجاتا تھا۔ انہیں لطائف ستۃ وغیرہ اشتغال کے کمانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ جن کا نام حنظلہ تھا۔ وہ ایک دن شور مچاتے ہوئے گھر سے آرہے تھے۔ اور یہ لفظ بلند آواز سے کہ رہے تھے۔ نافق حنظلہ۔ نافق حنظلہ۔ آگے حضرت ابوبکر صدیق راستہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ حنظلہ آدمی بڑا نیک ہے انہوں نے فرمایا۔ کہ ہماری تو بھی یہی حالت ہے۔ کہ آپ کے حضور میں بہشت اور دوزخ کا نارائی عین۔ ترجمہ گویا کہ بہشت اور دوزخ آنکھوں کے سامنے نظر آرہے ہوتے ہیں۔ اور جب آپ کی صحبت سے دور ہو جاتے ہیں۔ تو وہ حالت نہیں رہتی پھر دونوں حضرات آپ کے حضور میں گئے۔ چنانچہ آپ نے اس قسم کے الفاظ فرمائے کہ کوئی حالت کیسی۔ کوئی حالت کیسی۔ گویا کہ آپ نے اس اعتراض کو مان لیا۔ کہ واقعی کوئی حالت کیسی کوئی حالت........ کیسی ہوتی ہے یعنی آپ کے حضور میں اور آپ سے پس پشت حالت یکساں نہیں ہوسکتی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے جو چیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وھبًا حاصل ہوتی تھی۔ اب اسے کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

مناقب اہل بیت

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی ماں سے کہا۔ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز جا کر پڑھوں۔ اور حضورؐ سے درخواست کروں۔ کہ وہ میرے اور تمہارے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مغرب کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی پھر نوافل پڑھے۔ اور اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ آپ نے میرے قدموں کی آواز سن کر پوچھا۔ کون ہے۔ کیا تو حذیفہؓ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے فرمایا۔ کیوں کیا کام ہے۔ خدا تجھ کو اور تیری ماں کو بخشے۔ دیکھ۔ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس حاضر ہونے اور سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ چنانچہ اس کو اجازت مل گئی۔ اس فرشتے نے مجھ کو یہ بشارت دی ہے۔ کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حسنؓ و حسینؓ نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں

خُطْبَةُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ ۹ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

ہر ضرورت کے وقت فقط اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیئے

مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو پکارنا بالکل گمراہی ہے

عنوان مذکور پر قرآن مجید کی شہادت

حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حاجتوں کے پورا کرانے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں

قولہ تعالیٰ۔ (لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○)

(سورۃ الرعد) رکوع ۲ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اسی کو پکارنا بجا ہے۔ اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے۔ مگر جیسا کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے کہ اس کے مونہہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ اس کے مونہہ تک نہیں پہنچتا۔

یعنی

جس طرح پانی کو کوئی شخص پکارے۔ کہ اے پانی میرے مونہہ میں آ۔ ناممکن ہے۔ کہ پانی اس کے مونہہ میں آئے۔ اسی طرح جو شخص اپنی حاجت روائی کے لئے کسی شخص کو پکارے۔ وہ صاحب کبھی بھی حاجت روائی کے لئے نہیں آئے گا۔ کیونکہ مصیبت زدہ لوگوں کی حاجت روائی کا کام اللہ تعالیٰ نے فقط اپنے ذمہ رکھا ہے۔ اور کسی کو یہ ذمہ داری سپرد نہیں کی۔ خواہ کتنا ہی بڑا بزرگ کیوں نہ ہو۔ خواہ پیغمبر ہو۔ یا کوئی اور بزرگ ہو۔

میں

تمام پیغمبروں کی پیغمبری کو مانتا ہوں۔ اور تمام اولیاء کرام کی ولایت کا بفضلہ تعالیٰ قائل ہوں۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ علی ہذہ النعمۃ۔

شیطان کا دھوکہ دینا

وہ کس طرح

جو شخص یہ کہے۔ کہ تمام انسانوں کی ضروریات کا ٹھیکہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے۔ کہ میں پوری کروں گا۔ اور بزرگ کتنا ہی بڑا بزرگ کیوں نہ ہو۔ وہ لوگوں کے کام نہیں آسکتا۔ تو شیطان انسانوں کو یہ دھوکہ دیتا ہے۔ کہ یہ شخص بزرگوں کی بزرگی کا قائل نہیں ہے۔ حالانکہ یہ دھوکہ دہی ہے۔ کوئی شخص جو کتاب و سنۃ سے واقف ہو۔ وہ کبھی اولیاء اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا مخالف نہیں ہوسکتا۔

حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی فقط خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں

پہلا شاہد

قولہ تعالیٰ (فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ○)

(سورۃ القصص رکوع ۳ پارہ ۲۰)

ترجمہ۔ پھر ان دونوں (لڑکیوں) کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا۔ کہا اے میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے بہت بڑے پیغمبر ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے محتاج ہونے کا اظہار فرما رہے ہیں۔

نتیجہ

برادران اسلام آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اولیائے کرام تو بجائے خود رہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے محتاج ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں

چنانچہ

دوسرا شاھد

حضرت زکریا علیہ السلام اپنے لئے اولاد حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں

قولہ تعالیٰ (هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○)

(سورۃ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳)

ترجمہ۔ زکریا (علیہ السلام) نے وہیں اپنے رب سے دعا کی۔ کہا۔ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے

حاصل

یہ کہ زکریا علیہ السلام اپنے لئے پاکیزہ اولاد کی دعا فرما رہے ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ صالح اولاد پیدا ہونے کے لئے انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ

تیسرا شاھد

حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی شفایابی کے لئے

اللہ تعالےٰ سے دُعا کی۔ اور شفایاب ہوئے اور ان کو دوبارہ اللہ تعالےٰ نے اہل و اولاد عطا فرمایا۔

قولہ تعالیٰ (وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝)

(سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷)

ترجمہ۔ اور جب کہ ایوبؑ نے اپنے رب کو پکارا۔ کہ مجھے روگ لگ گیا ہے حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اور جو اُسے تکلیف تھی ہم نے دور کردی۔ اور اسے اس کے گھر والے دئے۔ اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا۔ اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ ملاحظہ ہو

حضرت ایوب علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا۔ کھیت مولیشی لونڈی غلام اولاد صالح اور عورت طبیعت کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوبؑ بڑے شکر گزار بندے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا کھیت جل گئے۔ مویشی مرگئے۔ اور اولاد اکٹھی دب کر مری۔ دوست آشنا الگ ہوگئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک بیوی رفیق رہی۔ آخر میں وہ بچاری بھی اکتانے لگی۔ مگر ایوب جیسے نعمت میں شاکر تھے۔ ویسے بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی۔ بلکہ دوست بھی کہنے لگے۔ کہ یقیناً ایوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے۔ جس کی سزا ایسی ہی سخت ہوسکتی تھی۔ تب دعا کی۔ "رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ" رب کو پکارنا تھا۔ کہ دریائے رحمت امنڈ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی زمین سے چشمہ نکالا۔ اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب کچھ درست کردیا۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے مصیبت کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی۔ اور دور ہوئی۔ اسی طرح ہر کلمہ گو کے لئے لازمی ہے۔ کہ جب مصیبت آئے۔ فقط اللہ تعالےٰ کو پکارے۔ نہ کسی اور کو۔

چوتھا شاھد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی ہر حاجت روائی کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کرنا

قولہ تعالیٰ (فَسَقٰی لَھُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝)

(سورۃ القصص رکوع ۳ پارہ ۲۰)

ترجمہ۔ پھر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا۔ کہا اے میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں اس کا محتاج ہوں

برادران اسلام

میں نے اپنے دعویٰ پر (کہ ہر انسان اپنی ضروریات میں اللہ تعالےٰ کا محتاج ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام جو تقرب الی اللہ میں باقی تمام انسانوں سے اقرب الی اللہ ہیں۔ وہ اپنی مصیبت کے وقت فقط اللہ تعالےٰ ہی کو امداد کے لئے پکارتے ہیں۔ اور اس عنوان پر فقط ایک مرتبہ قرآن مجید سے شہادت کافی تھی۔ چہ جائیکہ قرآن مجید سے چار مرتبہ شہادت پیش کرچکا ہوں۔ اب تو ہر بھائی مسلمان کو یقین آجانا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ

برادران اسلام

اگر قرآن مجید سے اتنے گواہ دینے پر بھی اپنی ضد سے باز نہیں آؤگے۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ کی طرف سے

یہ اعلان واجب الاذعان

سُن لیجئے

قولہ تعالیٰ (قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَھْوَآءَکُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ۝)

(سورۃ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں۔ ان کی جنہیں (اللہ تعالےٰ) کے سوا پکارتے ہو۔ کہدو۔ میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا۔ کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہوجاؤں گا۔ اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

خُطْبَةُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ ۱۶ر محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ر جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

بارگاہ الٰہی میں متکبر کون لوگ ہیں

قولہ تعالیٰ (اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝)

(پ ۱۴ رکوع ۳ سورۃ النحل)

ترجمہ۔ تمہارا معبود اکیلا معبود ہے۔ پھر جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل نہیں مانتے۔ اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ ضرور اللہ (تعالیٰ) جانتا ہے۔ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان سے کہا جائے۔ کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے کہتے ہیں۔ پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

یعنی

منکرین کا قیامت کے آنے پر ایمان نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اِن کے پوشیدہ حالات اور جو باتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جانتا ہے۔ اور وہ ان متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان سے پوچھا جائے۔ کہ تمہارے رب سے کیا نازل ہوا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ (اس قرآن مجید میں اور کیا ہے۔ گزشتہ قوموں کے قصے ہی تو ہیں۔ اور کیا ہے۔

آخرت میں ان تکبر کرنے والوں کا کیا نتیجہ نکلیگا

قولہ تعالیٰ (لِیَحْمِلُوْآ اَوْزَارَھُمْ کَامِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ تا کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ ان کے بوجھ جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے ہیں خبردار برا بوجھ ہے۔ جو اٹھاتے ہیں۔

یعنی

قیامت کے دن دُگنا بوجھ اُٹھائینگے ایک اپنا گمراہ رہنے کا بوجھ اور دوسرا بوجھ دوسروں کو گمراہ کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے حق میں فرماتا ہے۔ انہوں نے بہت بُرا بوجھ اُٹھایا۔

عبرت

کاشکے کہ ایسے نالائق اپنی ماں کے پیٹ سے نہ ہی پیدا ہوتے۔ تو بہتر تھا۔ نہ پیدا ہوتے۔ اور نہ جہنم میں جاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تذکیر بایام اللہ (تعالیٰ)

یعنی پہلی قوموں نے جب ایسی حرکت کی تو نتیجہ کیا نکلا۔

قولہ تعالیٰ (قَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَھُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْھِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَاَتٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے ان کی عمارت کو جڑوں سے ڈھا دیا۔ پھر ان پر اوپر سے چھت گر پڑی۔ اور ان پر عذاب آیا۔ جہاں سے انہیں خبر بھی نہ تھی۔

یہ انجام

تو مذاق کرنے والوں کا دنیا میں ہوا۔ آگے آخرت میں ان متکبرین کا کیا انجام ہوگا۔

ان متکبروں کا آخرت میں بُرا انجام ہوگا

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

قولہ تعالیٰ (ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُخْزِیْھِمْ وَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِیْھِمْ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْیَ الْیَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا کُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا۔ اور کہے گا۔ میرے شریک کہاں ہیں۔ جن پر تمہیں ضد تھی جنہیں علم دیا گیا تھا۔ وہ کہیں گے۔ بے شک آج کافروں کی رسوائی اور برائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ فرشتوں نے ان کی ایسی حالت میں روح نکالی تھی۔ کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن متکبرین کو یہ حکم دیں گے

قولہ تعالیٰ (فَادْخُلُوٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہو۔ پس متکبرین کا کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

مذکورۃ الصدر متکبرین کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کا حال ملاحظہ ہو

متقیوں کا قرآن مجید کے متعلق عقیدہ

قولہ تعالیٰ (وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں۔ اچھی چیز۔ جنہوں نے نیکی کی ہے۔ (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے۔ اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ۔ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو چاہیں گے۔

سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقین کے اوصاف حمیدہ

قولہ تعالیٰ (ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ) (سورۃ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا آپ پر۔ اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

متقین کی پانچ صفتیں یہاں مذکور ہیں

ایمان بالغیب۔ اقامۃ الصلوۃ۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ ایمان بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ بالآخرۃ ہم یوقنون

مذکور الصدر پانچ صفات کے متعلق شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

متقین

یعنی جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں۔ ان کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے۔ کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہوگا۔ اس کو امور مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت معصیت کی ضرور تلاش ہوگی۔ اور جس نافرمان کے دل میں خوف ہی نہیں۔ اس کو اطاعت کی کیا فکر اور معصیت سے کیا اندیشہ۔

(از موضح القرآن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پر حاشیہ

یعنی جو ان کے عقل و حواس سے مخفی ہیں۔ (جیسے دوزخ۔ جنت۔ ملائکہ وغیرہ) ان سب کو اللہ اور رسول کے ارشاد کی وجہ سے حق اور یقینی سمجھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان امور غائبہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے۔

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ پر حاشیہ

"اقامت صلوۃ کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ پر حاشیہ

سب طاعتوں کی اصل تین ہیں۔ اول جو باتیں دل سے تعلق رکھتی ہیں اور دوسری بدن سے تیسری مال سے۔ سو اس آیت میں ہر سہ اصول کو ترتیب وار لے لیا۔

۲۔ کا فاصلہ ایک بالشت کم ہے خدا نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری مسلم)

خطبۃ یوم الجمعۃ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۷ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی امابعد

آج ظلم پر خطبہ دینے کی کیوں ضرورت پیش آئی ہے

اس لئے

کہ مسلمانوں میں بعض گروہ ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ شریفوں پر ظلم کرنا انہوں نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے

مثلاً

چور = شریفوں کا مال لوٹ کر لے جانا اور مزے سے کھانا۔ اور شریفوں کی آہ سے نہ ڈرنا۔

ڈاکو = چور تو شریفوں کا مال چوری لے جاتے ہیں۔ اور ڈاکو شرفاء کے سامنے زوروزوری لے جاتے ہیں۔ بیچارے شریف ان ڈاکوؤں کا منہ تکتے رہ جاتے ہیں۔

ٹھگ = کئی لوگ ٹھگ ہوتے ہیں۔ وہ بھی غریبوں کا مال ظلم سے کھا جاتے ہیں۔ مثلاً آپ نے کئی مرتبہ اخباروں میں پڑھا ہوگا۔ کہ گاہک کو دکھایا سونا اور دیا پیتل۔ یا مثلاً

مرد ظالم = مثلاً خاوند کو جوا کھیلنے کی عادت ہے۔ بیوی کے زیور جا کر جوا میں ہار آیا۔ اور وہ بیچاری روتی رہ گئی علیٰ ہذا القیاس اور کتنی ظلم کے چکر چل رہے ہوں گے جن پر میں حاوی نہیں ہوں۔ البتہ کسی قسم کا ظلم ہو۔ ظالم کو اللہ تعالےٰ کے ہاں سے سزا مل کر رہیگی

وما علینا الا البلاغ

اور ہر ظالم کو اللہ تعالےٰ نے سمجھ ضرور دی ہے۔ وہ دل میں جانتا ہے۔ کہ میں ناحق یہ مال کھا رہا ہوں۔

ظالموں کو بارگاہ الٰہی سے سزا مل کر رہے گی۔ اور کوئی ان کو اس سزا سے بچا نہیں سکیگا

پہلا شاھد

(وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ) (سورۃ البقرہ پارہ ۳ رکوع ۳۷)

ترجمہ۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

مطلب

بالکل واضح ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کو ستانے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے سزا معین شدہ ہے۔ اور ان کو اس سزا سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ملے گا۔

دوسرا شاھد

(وَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡھِمۡ اُجُوۡرَھُمۡ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ) (سورۃ آل عمران رکوع ۶ پارہ ۳)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ انہیں ان کا حق پورا دے گا۔ اور اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

مطلب

بالکل واضح ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ جب پسند نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان سے ناراض ہے۔ جب ناراض ہے۔ تو انہیں سزا دے گا۔

اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا شاھد

(یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡیَھُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ وَمَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝) (سورۃ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بیشک اللہ تعالےٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

یعنی

اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے سے منع فرمایا۔ ہاں یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ہی گمراہ ہیں۔ دونوں گمراہوں کی آپس میں دوستی نبھ سکتی ہے جیسے کسی نے کہا ہے۔ مصرعہ۔ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز۔ اور مسلمان چونکہ توحید پرست ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کا ان کے ساتھ گٹھ جوڑ نہیں ہوسکتا۔ یا پھر مسلمان نے اگر دوستی رکھی۔ تو پھر مسلمان کا اسلام سلامت نہیں رہے گا۔ لہٰذا نہ مسلمان نے اسلام چھوڑنا ہے۔ اور نہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مسلمان کی دوستی نبھ سکتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

چوتھا شاھد

(یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَکُمۡ وَاِخۡوَانَکُمۡ اَوۡلِیَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡکُفۡرَ عَلَی الۡاِیۡمَانِ وَمَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝) (سورۃ التوبۃ رکوع ۳ پارہ ۱۰)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنے باپوں اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو۔ اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں۔ اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا۔ سو وہی لوگ ظالم ہوں گے۔

خلاصہ

مذکورۃ الصدر شاہد کا یہ ہے۔ کہ تم میں

سے جو ایسے باپ یا بھائیوں سے دوستی رکھے گا۔ جو ایمان کے بجائے کفر کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ تو وہ بھی ظالم ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس سے بھی ناراض ہو جائے گا۔
(اللھم لا تجعلنا منھم)

پانچواں شاھد

(وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا)
(سورۃ الفرقان رکوع ۴ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ اور نوح (علیہ السلام) کی قوم کو بھی جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ تو ہم نے غرق کر دیا۔ اور ہم نے انہیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے

خلاصہ

یہ ہے۔ کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ کیونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا گویا کہ سب کو جھٹلانا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آئندہ آنے والی قوموں کے لئے انہیں نشانی بنا دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی جو مخالفت کرے گا۔ وہ ایسے عذاب کا مستحق ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چھٹا شاھد

(وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝)
(سورۃ لقمان رکوع ۲ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ بیٹا اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا۔ بیشک شرک کرنا بڑا بھاری جرم ہے۔

خلاصہ

کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا سب جرموں سے بڑا بھاری جرم ہے۔ یہ جرم اتنا سخت ہے۔ کہ ۲۴۰ اللہ تعالےٰ ہر گناہ چاہے۔ تو معاف کر دے۔ مگر اس گناہ کو معاف کرنا۔ اللہ تعالےٰ کی غیرت گوارا ہی نہیں کرتی کہ مجرم کو معاف کیا جائے۔

ساتواں شاھد

(وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ)
(سورۃ الزمر رکوع ۳ پارہ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ایسے ظالموں کو ہوگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ اس کا مزہ چکھو۔
اللھم اعذنا منہ

آٹھواں شاھد

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝)
(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں۔ کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔ فسق کے نام یعنی ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں۔ جو باز نہ آئیں۔ سو وہی ظالم ہیں ۲۴۲

نواں شاھد ۲۴۳

(وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝)
(سورۃ الدھر رکوع ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ اور ظالموں کے لئے تو اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مطلب

بالکل واضح ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم یا ارحم الراحمین۔

لوگوں کی بہت تعریفیں کرنے والوں کے منہ پر خاک

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بہت زیادہ تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر خاک ڈال دو۔ صحیح مسلم

خُطبۃ یومِ الجُمعۃ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

کاروباری لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کاروبار کے سلسلہ میں پیغمبرِ خدا (تعالیٰ) کا صحیح راستہ بتلانا۔ اور کاروباری قوم کا پیغمبرِ خدا (تعالیٰ) کی پرواہ نہ کرنا اور ہلاک ہونا

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف بھیجا جانا

قولہ تعالیٰ (وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا ط قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ط وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ اِنِّیۡۤ اَرٰىکُمۡ بِخَیۡرٍ وَّاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ مُّحِیۡطٍ ۝ وَیٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَھُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ۝ بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ) سورۂ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲

ترجمہ:۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ تول کو نہ گھٹاؤ۔ میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں۔ اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم انصاف سے ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ اللہ (تعالیٰ) کا دیا جو باقی بچ رہے۔ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

قوم کا پیغمبرِ خدا کو جواب دینا

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ اَصَلٰوتُکَ تَاۡمُرُکَ اَنۡ نَّتۡرُکَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط اِنَّکَ لَاَنۡتَ الۡحَلِیۡمُ الرَّشِیۡدُ ۝

(سورہ ہود م

انہوں نے کہا۔ اے شعیب (علیہ السلام) کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے۔ کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں۔ بیشک تو البتہ نیک چلن ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قوم شعیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان کو مشورہ دے رہے ہیں۔ وہ تو نہیں مانتے۔ البتہ حضرت شعیب علیہ السلام پر مذاق اڑاتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جن معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کی عبادت چھوڑ دیں۔ اور تو ہمیں مشورہ دیتا ہے کہ ہم اپنے مالوں میں جو مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ نہ کریں۔ مذاقاً کہتے ہیں۔ تو بڑا بردبار اور نیک چلن ہے۔

پیغمبر کا جواب

قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَرَزَقَنِیۡ مِنۡہُ رِزۡقًا حَسَنًا ط وَمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَاۤ اَنۡھٰکُمۡ عَنۡہُ ط اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ط وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ط عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡہِ اُنِیۡبُ ۝۔

(سورہ ہود۔ رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ کہا اے میری قوم دیکھو تو سہی۔ اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آ گئی ہے اور اس نے مجھے عمدہ روزی دی ہے اور میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ جس کام سے تمہیں منع کروں۔ میں اس کے خلاف کروں۔ میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے تو صرف اللہ (تعالیٰ) ہی کی طرف سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پیغمبر علیہ السلام کے جواب کا حاصل یہ ہے

اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور تمہاری مخالفت کرنے کے باوجود میرا خدا تعالیٰ مجھے بڑا عمدہ رزق دیئے جا رہا ہے۔ حالانکہ تمہارے معبودوں کی مخالفت کر رہا ہوں۔ تب بھی تمہارے معبود میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے۔ اور جس چیز سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں۔ میں خود بھی نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ میں اسی راستے کو صحیح سمجھتا ہوں۔ جس کی تمہیں تلقین کرتا ہوں۔ میں تمہاری مخالفت کرنے میں تمہاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔ تمہاری اصلاح ہی کروں گا۔ اور مجھے کسی کام کرنے میں فقط اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور میرے ہر کام کا نتیجہ اللہ تعالیٰ راضی کرتا ہے۔

شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو پھر دوسری مرتبہ متنبہ کرنا

وَیٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ ھُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ط وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ ۝ وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ط اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ۝

(سورہ ہود۔ رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور اے قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا کہ جس سے وہی مصیبت نہ آ پڑے۔ جیسی کہ قوم نوح قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھی۔ اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو مشورہ دینا

قولہ تعالیٰ (وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ط اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ۝)

(سورہ ہود۔ رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ :- اور اللہ (تعالیٰ) سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم اب بھی اگر اللہ تعالیٰ سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ لو۔ اور اسی طرف لوٹ آؤ۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں گناہ معاف کر دے گا۔ وہ بڑا مہربان ہے۔

قوم کا شعیب علیہ السلام کو جواب دینا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ج وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (سورہ ہود رکوع ۸۔ پارہ ۱۲)

ترجمہ :- انہوں نے کہا۔ اے شعیب ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے۔ جو تم کہتے ہو۔ اور بیشک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں۔ اور اگر تیری برادری نہ ہوتی۔ تو تجھے ہم سنگسار کر دیتے اور ہماری نظر میں تیری کوئی عزت نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر تیری برادری نہ ہوتی کیونکہ ہم ان کی طرف سے بحیثیت برادری ہونے کے ذرا ساتھ دبی گئے۔ ورنہ تجھے سنگسار کر دیتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ط اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ط سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ط وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝

ترجمہ :- کہا۔ اے میری قوم کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ (تعالیٰ) سے زیادہ ہے۔ اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں بھی کام کرتا ہوں۔ آئندہ معلوم کر لو گے۔ کس پہ رسوا کرنے ۴۴۵ والا عذاب آتا ہے۔ اور جھوٹا کون ہے۔ اور انتظار کرو۔ بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

مزاح میں بھی حق بات کے علاوہ کوئی بات نہ کیجیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں (مزاح میں بھی) حق ہی کہتا ہوں (یعنی اس میں کوئی بات غلط اور باطل نہیں ہوتی)۔ جامع ترمذی

عذابِ الٰہی کا آنا

اور

شعیب علیہ السلام کا مع اپنے ایمانداروں کے بچ جانا

اور

باقی ساری قوم کا فنا ہو جانا

قولہ تعالیٰ ؕ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۔

سورہ ہود رکوع ۸

پارہ ۱۲

ترجمہ :- اور جب ہمارا حکم آ گیا۔ تو ہم نے شعیب (علیہ السلام) کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بچا لیا۔ ۴۴۴ ۴۴۵

نتیجہ

چنانچہ شعیب علیہ السلام کی مخالفت کے باعث نتیجہ وہی نکلا جو میں نے ابتداء میں ذکر کیا تھا۔

عبرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حضرت شعیب علیہ السلام کی امت کا واقعہ کیوں سنایا۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے۔ کہ اگر ہم نے اپنے وقت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ تو ہمارے لیے تباہی ہوگی اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں پر دنیوی عذاب نہ بھی آتے۔ تو بھی آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

شعر

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

معاشرتی نظام کے متعلق احکامِ الٰہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب امت کس طرح کرے

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ بعزم عمرہ عازم بیت اللہ شریف ہو گئے ہیں۔ اُن کے بعد آپ کے صاحب زادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے حضرت مدظلہٗ کا لکھا یہ خطبہ پڑھا۔
نائب مدیر

پہلا ادب

قولہ تعالیٰ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝)

(سورۃ الحجرات پ ۲۶ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ (تعالیٰ) سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

یعنی جس معاملہ میں اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو۔ اس کا فیصلہ پہلے آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو۔ بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشاد فرمائیں۔ خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ ان کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم ادھر سے ملے۔ اس پر بے چون و چرا اور بلا پس و پیش عامل بن جاؤ اپنی اغراض اور اہواء و آراء کو ان کے احکام پر مقدم نہ رکھو۔ بلکہ اپنی خواہشات و جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ (تنبیہ) اس سورت میں مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب و حقوق اور اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اصول پر کار بند ہونے سے مضبوط و مستحکم رہ سکتا ہے۔ اور اگر کبھی اس میں خرابی اور اختلال پیدا ہو۔ تو اس کا علاج کیا ہے۔ تجربہ شاہد ہے۔ کہ بیشتر نزاعات و مناقشات خود رائی اور غرض پرستی کے وقت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جس کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں۔ ظاہر ہے۔ کہ اللہ (تعالیٰ) اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے میں خود وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اٹھانا پڑے۔ لیکن اس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی اور کامیابی ہے۔

دوسرا ادب

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

(اور اللہ (تعالیٰ) سے ڈرتے رہو۔ اللہ (تعالیٰ) سنتا ہے جانتا ہے۔

سابقہ آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ

"یعنی اللہ (تعالیٰ) و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم اسی وقت میسر ہو سکتی ہے۔ جب خدا (تعالیٰ) کا خوف دل میں ہو۔ اگر دل میں ڈر نہیں۔ تو بظاہر دعویٰ اسلام کا نباہنے کے لئے اللہ (تعالیٰ) اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام بار بار زبان پر لائے گا۔ اور بظاہر ان کے احکام کو آگے رکھے گا۔ لیکن فی الحقیقۃ ان کو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لئے ایک حیلہ اور آلۂ کار بنائے گا۔ سو یاد رہے۔ کہ جو زبان پر ہے۔ اللہ (تعالیٰ) اسے سنتا اور جو دل میں ہے۔ اسے جانتا ہے۔ پھر اس کے سامنے یہ فریب کیسے چلے گا چاہیے۔ کہ آدمی اس سے ڈر کر کام کرے

تیسرا ادب

قولہ تعالیٰ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝)

(سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ رکوع ۱۰)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو

اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"یعنی حضور کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف جھک کر یا تڑاخ کر بات کرتے ہو۔ حضور کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے آپ سے خطاب کرو۔ تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے" لائق شاگرد استاد سے مخلص مرید پیر و مرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے۔ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو تکدر پیش آئے۔ تو حضور کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ (تنبیہ) حضور کی وفات کے بعد حضور کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب چاہئے۔ اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو۔ وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے نیز آپ کے خلفاء علماء ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہئے۔ تا جماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

چوتھا ادب

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ)

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں دھیمی کر لیتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ کہ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں تواضع اور ادب و تعظیم سے بولتے اور نبی کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جن کے دلوں کو اللہ (تعالیٰ) ادب کی تخم ریزی کے لئے پرکھ لیا ہے۔ اور مانجھ کر خالص تقویٰ اور طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔ کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ (تعالیٰ) سے ہیں۔ قرآن۔ پیغمبر کعبہ۔ نماز ان کی تعظیم وہ ہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالامال ہو۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ○

(سورۃ الحج پارہ ۱۷ رکوع ۱۲)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ جب حضور کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا خلاف ادب ہے۔ تو آپ کے احکام و ارشادات سننے کے بعد ان کے خلاف آواز اٹھانا کس درجہ کا گناہ ہوگا۔

(لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ)

یعنی اس اخلاص و حق شناسی کی برکت سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہونگی اور بڑا بھاری ثواب ملے گا۔

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ)

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ صبر کرتے۔ یہاں تک کہ آپ ان کے پاس نکل کر آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ (تعالیٰ) بخشنے والا نہایت رحم کو ہے

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

بنی تمیم ملنے کو آئے۔ حضور حجرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے۔ کہ یا محمد اخرج الینا (اے محمد باہر آئیے) یہ بے عقلی اور بے تہذیبی کی بات تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا معلوم ہے۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ یا کسی اور اہم کام میں مشغول ہوں۔ آپ کی ذات منبع البرکات تو مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی امور کا مرکز و ملجأ تھی۔ کسی معمولی ذمہ داری کے لئے بھی کام کرنا سخت مشکل ہو جائے۔ اگر اس کا کوئی نظام الاوقات نہ ہو۔ اور آخر پیغمبر کا ادب و احترام کوئی چیز ہے۔ چاہئے تھا۔ کہ کسی کی زبانی اندر اطلاع کراتے اور آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر کرتے۔ جب آپ تشریف لاتے اور اُن کی طرف متوجہ ہوتے۔ اس وقت خطاب کرنا چاہئے تھا۔ ایسا کیا جاتا تو ان کے حق میں بہتر اور قابل ستائش ہوتا تاہم بے عقلی اور نادانستگی سے جو بات اتفاقاً سرزد ہو جائے۔ اللہ (تعالیٰ) اس کو اپنی مہربانی سے بخشنے والا ہے چاہئے کہ اپنی تقصیر پر نادم ہو کر آئندہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں۔ حضور کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے۔ جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ ہی وہ ایمانی رشتہ ہے۔ جس پر اسلامی اخوۃ کا نظام قائم ہے۔

قولہ تعالیٰ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ○

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے۔ تو اس کی تحقیق کیا کرو کہ کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو۔ پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

> حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ بعزم عمرہ عازم بیت اللہ شریف گئے ہوئے ہیں اُن کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے حضرت مدظلہ کا لکھا ہوا یہ خطبہ پڑھا
> نائب مدیر

باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

مذکور الصدر مضمون کی تائید میں یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ وَمَا نَھٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَھُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۝

(سورۃ الحشر پارہ ۲۸ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے۔ اسے لے لو اور جس سے منع کرے۔ اس سے باز رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں عطا فرمائی ہیں

پہلی کتاب اللہ (تعالیٰ) یعنی قرآن مجید دوسری حدیث شریف۔ جو در اصل کتاب اللہ (تعالیٰ) کی شرح ہے۔ بلکہ مزید براں ہے۔ بہر حال ہر مسلمان کو اتباع کتاب اللہ کے ساتھ اتباع حدیث شریف بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی (وما اٰتٰکم) میں اہل علم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ما موصولہ کا لفظ ہے۔ کہ جو کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو سمجھائیں۔ خواہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے حکم پہنچائیں یا خود فرمائیں۔

لہذا

تحریر سابق سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ جو کچھ فرمائیں۔ اس کا اتباع لازمی ہے

تحریر سابق

سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کے ارشادات بھی من جانب اللہ تعالیٰ ہی القاء شدہ ہیں۔ جس ارشاد میں لفظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوں۔ وہ قرآن مجید کہلاتا ہے۔ اور جس ارشاد میں معنی کا القاء اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو۔ اور الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں۔ وہ حدیث شریف کہلاتی ہے۔

جب آپ سابقہ تحریر

سے سمجھ چکے ہیں۔ کہ مآ اٰتٰکم میں حدیث شریف بھی داخل ہے۔ اس لئے اب اگر حدیث شریف پر عمل نہیں کرینگے تو قرآن مجید کے مخالف ہونے کے باعث مستحق عذاب الٰہی کے ہوں گے وما علینا الا البلاغ۔

آج تک حدیث شریف کی حفاظت

اسی لئے تو ہوتی آئی ہے۔ کہ حدیث شریف قرآن شریف کی شرح ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ اسی طرح حدیث شریف کی حفاظت کی ذمہ داری بھی آجاتی ہے۔ کیونکہ ما کا لفظ قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کو شامل ہے۔

اور قرآن شریف

کی حفاظت کا ذمہ در اصل اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لیا تھا۔
ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔

ترجمہ۔ تحقیق ہم نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے۔ اور ہم بے شک اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور منکرین

حدیث شریف نے کسی جید محدث سے تو حدیث پڑھی ہی نہیں۔ ان کو یقین کون دلائے۔ اور یہ ان لوگوں کی بد نصیبی ہے۔ اللھم اعذنا منه واعذ جمیع المسلمین۔ عن فتنه انکار الحدیث

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خصوصیت ہے۔ کہ آپ کے ارشادات محفوظ ہیں۔ ورنہ آپ سے پہلے کسی نبی کے ارشادات طیبہ محفوظ نہیں ہیں

چنانچہ

حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی کلام میں سے فقط ایک فقرہ محفوظ رہا ہے۔ اور وہ فقرہ (اذا لم یستحي فاصنع ما شئت) ہے۔ جس کا ترجمہ فارسی میں ہے
بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔
اس کا ترجمہ یہ ہے۔ بے حیا ہو جا۔ پھر جو چاہے۔ وہ کر۔

سابقہ تمہید کے بعد

ارشادات نبویہ ملاحظہ ہوں

پہلی حدیث

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیۡ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ اَبٰی قِیۡلَ وَمَنۡ اَبٰی قَالَ مَنۡ اَطَاعَنِیۡ دَخَلَ الۡجَنَّۃَ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَقَدۡ اَبٰی (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ (حضرت) ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی گئی ہے میری امت کے سب آدمی بہشت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کیا۔ آپ سے عرض کی گئی اور کس نے انکار کیا۔ آپ نے

فرمایا۔ جس شخص نے میری فرمانبرداری کی۔ وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ پس تحقیق انکار کیا بخاری شریف کی یہ روایت ہے۔

یعنی

جس شخص نے آپ کے فرمان پر عمل کرنے سے پہلو تہی کی۔ اس نے گویا کہ انکار کیا۔ اللھم اعذنا منه یا ارحم الراحمین۔

دوسری حدیث شریف

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما مثلی و مثل ما بعثنی اللہ به کمثل رجل اتی قوما فقال یقوم انی رأیت الجیش بعینی وانی انا النذیر العریان فالنجاء النجاء فاطاعه طائفة من قومه فادلجوا فانطلقوا علی مهلهم فنجوا وکذبت طائفة منهم فاصبحوا مکانهم فصبحهم الجیش فاهلکهم واجتاحهم فذلك مثل من اطاعنی فاتبع ما جئت به و مثل من عصانی وکذب ما جئت به من الحق متفق علیه

دوسری حدیث شریف کا ترجمہ

ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور اس چیز کی مثال جس کو مجھے عطا فرما کر اللہ (تعالےٰ) نے بھیجا ہے۔ اس شخص کی سی ہے۔ جو ایک قوم کے پاس آیا ہو۔ اور اس سے کہا ہو۔ کہ اے قوم میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر کو دیکھا ہے۔ اور میں ایک ننگا (بے غرض) ڈرانے والا ہوں۔ پس تم کو چاہئے۔ کہ تم اپنی نجات ڈھونڈو۔ اپنی نجات تلاش کرو۔ پس اس کی قوم کے ایک گروہ نے تو اس کی اطاعت کر لی اور راتوں رات آہستہ آہستہ نکل گئے اور نجات پالی۔ اور ایک جماعت نے اس کی بات نہ مانی۔ اور وہ اپنے گھروں ہی میں رہی۔ صبح کو لشکر نے آکر پکڑ لیا۔ اس کو مار ڈالا۔ اور اس کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ پس یہی کیفیت ہے۔ اس شخص کی۔ جس نے میری اطاعت قبول کی۔ اور جو (احکام) لایا ہوں۔ ان کی پیروی کی۔ اور یہی مثال ہے۔ اس کی جس نے میری نافرمانی کی۔ اور جو حق بات میں لے کر آیا ہوں۔ اس کو نہ مانا۔ (بخاری اور مسلم)

تیسری حدیث شریف

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعی الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ینقص ذلك من اجورهم شیئا ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ینقص ذلك من آثامهم شیئا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی۔ اس کے لئے اجر ہوگا۔ جتنا ان لوگوں کا اجر ہوگا۔ جو اس ہدایت کے پیچھے چلیں گے۔ اور ان لوگوں کے اجروں میں سے بھی کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا۔ اس پر اتنا گناہ ہو گا۔ جتنا ان لوگوں کو ہو گا۔ جو اس کے تابع ہوں گے۔ اور ان کے گناہوں میں سے بھی کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

(رواہ مسلم)

چوتھی حدیث شریف

عن ربیعة الجرشی قال اتی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیل له لتنم عینك ولتسمع اذنك ولیعقل قلبك قال فنامت عینی و سمعت اذنای وعقل قلبی قال فقیل لی سید بنی دارا فصنع فیها مادبة وارسل داعیا فمن اجاب الداعی دخل الدار واکل من المادبة و رضی عنه السید ومن لم یجب الداعی لم یدخل الدار ولم یاکل من المادبة و سخط علیه السید قال فاللہ السید ومحمد الداعی والدار الاسلام والمادبة الجنة

(رواہ الدارمی)

ترجمہ۔ ربیعۃ الجرشی سے روایت ہے۔ کہا۔ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پس آپ کے متعلق کہا گیا۔ البتہ اس کی آنکھیں تو سوتی ہوتی ہیں۔ اور البتہ اس کے کان سنتے ہیں اور البتہ اس کا دل سب باتوں کو سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر میری آنکھیں تو سو رہی تھیں اور میرے کان سن رہے تھے۔ اور میرا دل سمجھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مثال کے طور پر فرشتوں نے میرے سامنے بیان کیا۔ کہ ایک سردار نے گھر بنایا اور کھانا تیار کیا۔ اور ایک بلانے والے کو بھیجا۔ پس جس شخص نے اس بلانے والے کی دعوت کو قبول کیا۔ وہ گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان پر کھانا کھایا۔ اور سردار اس سے خوش ہوا۔ اور جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی۔ وہ نہ تو گھر میں داخل ہوا۔ نہ دستر خوان سے کھانا کھایا۔ اور سردار اس پر ناراض ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اس مثال میں سردار سے مراد خدا (تعالےٰ) ہے۔ اور بلانے والے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں گھر سے مراد اسلام ہے۔ اور دستر خوان سے مراد جنت ہے

(رواہ الدارمی)

پانچویں حدیث شریف

عن المقدام بن معد یکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن و مثله معه الا یوشك رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاهلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطة معاهد الا ان

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۴ر اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں متعدد اعلانات کہ

عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے

ایمان کے ساتھ عمل صالح ہونا ضروری ہے

پہلا اعلان

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلا اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

وہی نکلا۔ کہ عذاب الٰہی سے نجات پانے کے لئے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔

دوسرا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ○

(سورۃ النساء رکوع ۸ پارہ ۵)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی۔ اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ہوں گے۔ تب یہ نعمتیں نصیب ہوں گی۔

تیسرا

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ○

(سورۃ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے۔

حاصل

وہی ہے۔ کہ ایمان اور عمل صالح پر اس نعمت کے مستحق ہوں گے۔

چوتھا

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ○

(سورۃ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے۔ وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے۔ آپس میں دعاء خیر ان کی سلام ہوگی۔

حاصل

وہی نکلا۔ کہ ایمان اور عمل صالح پر بہشت کا داخلہ موقوف ہے۔ وما علینا الا البلاغ

پانچواں

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(سورۃ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کئے۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

حاصل

جس کے اعمال نامہ میں ایمان کے ساتھ نیک عمل بھی ہوں گے۔ تب انہیں اللہ (تعالیٰ) اچھی زندگی بسر کرائے گا۔

چھٹا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ○

(سورۃ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انہیں باغوں کی رہائش ایمان اور اچھے کاموں کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم امین یا الہ العالمین۔

ساتواں

(اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا ۝)

(سورۃ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ مگر جس نے توبہ کی۔ اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے سو وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی قید لگائی ہے۔ اور یہی پیش کرنا مقصد تھا۔

آٹھواں

(فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ ۚ وَاِنَّا لَہٗ کٰتِبُوْنَ ۝) (سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷)

ترجمہ۔ پھر جو کوئی اچھے کام کرے گا۔ اور وہ مومن بھی ہوگا۔ تو اس کی کوشش رائگاں نہ جائے گی۔ اور بیشک ہم اس کے لکھنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جس کی کوشش رائگاں نہ ہونے کی اطلاع دی گئی ہے۔ ان کے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی شرط بھی لگائی گئی ہے۔

نواں

(فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ ۝)

ترجمہ۔ پس جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے سو وہ بہشت میں خوشحال ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہشت میں داخل ہونے کے لئے ایمان اور عمل صالح کرنا دونوں چیزیں ضروری ہیں۔

دسواں

(اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝) (سورۃ السجدۃ رکوع ۲ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔ مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔

حاصل

یہی نکلا کہ ایمان اور عمل صالح کے سبب سے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں داخل کیا گیا ہے۔

گیارہواں

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝)

(سورۃ فاطر رکوع ۱ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ انہیں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حاصل

اس مذکورۃ آیت سے حاصل یہ نکلا۔ کہ ایمان اور عمل صالح پر مغفرۃ کا دار و مدار ہے۔

گیارہ گواہ

جس مدعی نے اپنے دعویٰ کے ثبوت پر گیارہ ایسے گواہ عدالت میں پیش کر دئے ہوں۔ جن کو عدالت نے تسلیم کر لیا ہو۔ اس مدعی کے دعویٰ ثابت ہونے کیا کوئی شک رہ سکتا ہے۔ اسی طرح میں نے اپنے دعویٰ (کہ نجات آخرۃ یا بہشت کا داخلہ کیلئے کے لئے ایمان اور عمل صالح۔ دو شرطیں ہیں) پھر میں نے قرآن مجید سے جس کا ایک ایک حرف سچا ہے۔ اور مسلمانوں کے ہاں مسلم ہے۔ اس میں سے گویا گیارہ گواہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر دئے ہیں۔ کیا اس کے بعد "خدام الدین" پڑھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ بہشت میں داخلہ کے لئے ایمان اور عمل صالح دونوں چیزیں ضروری نہیں اور اگر شیطان یہ خیال کسی کے دل میں ڈالے۔ کہ اس سے تو بہتر تھا۔ کہ "خدام الدین" ہی نہ پڑھتے۔ اور نہ ہم پر یہ شرطیں واضح ہوتیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق ہے۔ کہ بہت سے مردوں اور عورتوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ ورنہ یہ یاد رکھئے۔ کہ غافل مسلمان مردوں یا عورتوں پر یہ مقدمہ بنا بنایا ہے۔ کیا تمہارا یہ ایمان تھا۔ یا نہیں۔ کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی کلام پاک ہے۔ اور جب یہ ایمان تھا۔ تو پھر اس کا مطلب کسی سے کیوں نہ پڑھا۔ نہ پوچھا۔ کیا اس کے مضامین کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا میرا قصور ہے یا تمہارا۔ الحمد للہ۔ میرے بھائیو اور بہنو۔ اللہ تعالےٰ کا شکر کرو۔ کہ تمہیں قرآن مجید کے مضامین سے آگاہی گھر بیٹھے ہوئے ہو رہی ہے۔ "خدام الدین" کے جاری کرنے میں ہمیں جلب زر مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر عائد شدہ ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے ہاں یہ نہ کہنے پائیں۔ کہ اے اللہ ہمیں تو ان ذمہ داریوں کا علم ہی نہیں تھا۔ اس وقت یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو میری معروضات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین یا الہ العالمین

دو چیزیں

انسان کو اللہ تعالےٰ کے فرایض پر عمل کرنے کے لئے دو چیزیں مجبور کر سکتی ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۸ پر)

(بقیہ صفحہ ۶ سے آگے)

ایک خوف اور دوسرا محبت ۔ یعنی اللہ (تعالیٰ) کا ڈر ہو۔ کہ اگر اس کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی ۔ تو وہ سزا دے گا۔ چنانچہ اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے اور دوسری چیز اللہ تعالےٰ سے محبت ہے۔ کہ اگر حکم الہٰی کی تعمیل نہ کی ۔ تو محبوب ناراض ہو جائے گا ۔ اس قسم کے افراد بہت ہی قلیل ہیں۔
اللھم اجعلنا منھم

تکلیف دہ مزاح کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کہ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو، اور اس سے مزاح نہ کرو (جس سے اسے تکلیف ہو) اور اس سے ایسا وعدہ نہ کرو جس کی تم وعدہ خلافی کرو۔ جامع ترمذی

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک بڑھیا کو مزاح کے انداز میں جواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ: کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ اس (بے چاری) نے عرض کیا کہ ان میں (یعنی بوڑھیوں میں) کیا ایسی بات ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں نہیں جا سکیں گی؟ وہ بوڑھی قرآن خواں تھی، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھتی ہو: إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا (جس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی عورتوں کی ہم نئے سرے سے نشوونما کریں گے اور ان کو نوخیز دوشیزائیں بنا دیں گے)۔ مسند رزین

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد

بہشتیوں اور دوزخیوں کے اوصاف

۱

بہشتیوں کے اوصاف

قولہ تعالٰی (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○)

(سورۃ البقرۃ۔ رکوع ۹ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

ایمان کی معنی جو

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود ارشاد فرمائی ہے۔

(اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ ۔

(از مشکوٰۃ شریف حدیث جبرئیل علیہ السلام)

ترجمہ:- ایمان یہ ہے کہ تو (اللہ تعالٰی) پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر ایمان لائے۔ اور اس کی تمام کتابوں (جو آسمان سے نازل کی گئی ہیں) پر ایمان لائے۔ اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ تعالٰی کی تقدیر پر ایمان لائے خواہ اچھی تقدیر ہو۔ یا (سزا کے طور پر) بُری تقدیر ہو

نیک عمل

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا)

ترجمہ:- کہ تو گواہی دے اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تحقیق محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالٰی کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور رمضان (مبارک) کے روزے رکھے اور بیت الحرام کا حج کرے اگر تمہیں توفیق ہو کہ وہاں تک جا سکے۔

جس شخص

کے دل میں ایمان ہو جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمایا ہے۔ تب تو وہ شخص ایماندار ہے اور اگر ایمان کی معنی اس کے دل میں نہیں ہیں تو اسے مومن کہنا خلاف واقع ہوگا۔

عام طور پر

مُسلمان بچوں کو مذکور الصدر ایمان کی تعریف کب سمجھائی جاتی ہے۔ نہ پرائمری کے کورس میں۔ نہ مڈل کے کورس میں۔ نہ ہائی کورس میں۔ نہ ایف اے کے کورس میں نہ بی اے کے کورس میں نہ ایم اے کے کورس۔ نہ ایل ایل بی کے کورس میں۔

انگریز نے

کب کہا تھا۔ کہ ہمارے مسلمانوں میں تمہارے بچوں کو مذہبی تعلیم دونگا۔ وہ تو اپنے نوکر بنانے والی تعلیم دیتا تھا۔ خواہ مسلمان ہو یا ہندو یا سکھ

اور

واقعی وہ اس نظریۂ تعلیم میں کامیاب رہا اس کے دفتر کے کلرک مسلمان بھی تھے۔ ہندو بھی تھے۔ سکھ بھی تھے۔

اب اس انگریز

کی تعلیم کا یہ اثر ہے کہ مسلمان تعلیم یافتہ مگر مذہب اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ۔ اور مسلمان عام طور پر خوش ہے کہ میرا بیٹا تعلیم یافتہ ہو گیا ہے۔

حالانکہ

مسلمان بچے کو ابتدائی تعلیم سے لے کر انتہائی تعلیم تک اسلام کی تعلیمات سے بے بہرہ رکھا گیا ہے۔ شعر

واے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اور اس جہالت کا نتیجہ یہ ہے

کہ عموماً تعلیم یافتہ نوجوان علماء کرام کی اور تو اور داڑھیوں پر مذاق اڑاتے ہیں۔ حالانکہ ان جاہلوں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کا اتباع ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے نہ کبھی داڑھی کترائی ہے نہ منڈائی ہے۔ بظاہر تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ لیکن کس تعلیم کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انگریز کی تعلیم کے۔ نہ کہ اسلام کی تعلیم کے اور ان کی اس تعلیم میں تو ہندو بھی شامل ہیں اور سکھ بھی۔ یعنی انگریز کے سکھے ہوئے نوکر ہوتے ہیں۔ اے اللہ ان مدہوشوں کو ہوش عطا فرما۔ وما علینا الا البلاغ۔

اب آیئے

نیک عملوں کی بنا پر مسلمان کے اعمال کو جانچئے۔ کیا ہر کہلانے والا مسلمان ان اعمال (نبویؐ) کا پابند ہے۔

کیا ہر کہلانے والا مسلمان

نماز پنجوقتہ بالالتزام پڑھتا ہے اور کیا ہر کہلانے والا مسلمان اپنے خداداد مال کی زکوٰۃ نکالتا ہے۔ یہ میں مانتا ہوں۔ کہ زکوٰۃ نکالنے والے بھی ہیں۔ لیکن کیا زکوٰۃ فرض ہو جانے کے باوجود زکوٰۃ نہ نکالنے والے اور مسلمان کہلانے والے مسلمان موجود نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ اللہ تعالٰی کی زکوٰۃ دینے والے مسلمانوں سے زیادہ نکلینگے

اور زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمانوں کو

مسلمان کہنا - چشم پوشی سے ہو تو ہو مگر حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں

چنانچہ انہیں کافر سمجھ کر ہی ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کا ارادہ کیا تھا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکرؓ آپ کے خلیفہ قرار پائے اور عربوں میں سے جن لوگوں نے کافر ہونا تھا۔ کافر ہوئے اور ابوبکرؓ نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ تو عمر بن الخطابؓ نے ان سے کہا۔ تم لوگوں سے کیوں لڑو گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں۔ جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ پس جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا یعنی اسلام قبول کر لیا۔ اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال کو بچا لیا مگر اللہ تعالیٰ اور اسلام کا حق اس پر باقی رہا ابوبکرؓ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی قسم میں اس شخص سے لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ جیسے نماز نفس کا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم اگر مجھ کو بکری کا بچہ دینے سے لوگ منع کریں گے۔ جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اس انکار کرنے پر ان سے لڑوں گا۔ عمرؓ نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بات کچھ نہ تھی۔ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ابوبکر کے سینہ کو کھول دیا ہے لڑنے کے لئے پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کی رائے درست تھی اور وہ حق پر تھے (بخاری و مسلم)

لہذا

گذشتہ بیان کردہ واقعہ دور خلافت اسلامیہ کا یہ اطلاع دیتا ہے کہ مسلمان کہلانے والا شخص جس پر بحیثیت مالدار ہونے کے اگر اپنے مال کی زکوٰۃ نہ نکالے تو وہ شخص مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ کافر ہو جاتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اطلاع

اس مسئلہ میں صحیح فیصلہ کی اطلاع کر دی گئی ہے تاکہ کوئی مالدار مسلمان یہ کہنے نہ پائے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے تو اس مسئلہ کی اطلاع ہی نہیں ہوئی تھی۔

اس

گذشتہ بحث سے مسلمانوں پر واضح ہو گیا کہ اسلام کے پانچوں رکن بجا لانے پر آدمی مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ نہ کہ مسلمانوں کا سا نام رکھوانے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

دوزخیوں کے اوصاف

پہلا شاہد

قولہ تعالےٰ (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

لہذا

مسلمانوں کو حکم الٰہی کے عمل میں لانے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسرا شاہد

(بَلٰي مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗـــــَٔــتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱)

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

گھیر لیا

کا مطلب یہ ہے کہ ایسی اس گناہ کی چاٹ پڑ گئی ہے کہ اب چھوٹ نہیں سکتا مثلاً زنا کی ایسی چاٹ لگ گئی ہے کہ کبھی عورت کے ورثاء کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں تو خوب جوتے کھاتے ہیں۔ لیکن اس گناہ کی چاٹ نہیں جاتی وہ بالفرض اگر چھوڑ بھی دے تو اور کسی سے یارانہ گانٹھ لیا۔ غرض کہ زنا کی ایسی چاٹ پڑی۔ کہ اب باز نہیں آتے۔ ایسے لوگ بالآخر جہنم میں جائیں گے۔ پھر ہوش ٹھکانے لگیں گے لیکن پھر ہوش آئی تو کس کام کی اللھم اعذنا منہ

تیسرا شاہد

قولہ تعالیٰ۔ (اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پارہ ۳)

ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا۔ جو پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

چوتھا شاہد

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝)

(سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالےٰ) کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئینگے اور یہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

پانچواں شاہد

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنیکے بعد توڑتے ہیں اور اس چیز کو توڑتے ہیں جسے اللہ (تعالیٰ) نے حکم فرمایا اور ملک میں فساد کرتے ہیں ان کیلئے لعنت ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ۔

مُتعدِّد عنوان

۱- انسان کے پیدا کئے جانے کا مقصد

۲- جس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اس کے اوصاف

۳- بارگاہِ الٰہی سے کن لوگوں کو اجر عظیم اور مغفرۃ حاصل ہوگی

۴- دوزخ میں کون لوگ جائیں گے۔

۵- قیامت کے دن اگر کافر بالفرض زیادہ سے زیادہ فدیہ بھی دے تو بھی ان سے قبول نہ کیا جاتا

۶- مومن مسلم اور مومن فاسق اور کافر میں کیا فرق ہے

۷- قیامت کے دن منافقین سے کیا سلوک ہوگا

پہلا عنوان

انسان کے پیدا کئے جانیکا مقصد

یہ ہے

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورۃ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قرآن مجید میں یہی ارشاد ہے

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ بیشک میری نماز میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں

جب

آپ کا مقصد یہی ہے۔ جو مذکور الصدر ہے۔ تو آپ کی امت کے ہر فرد و بشر کا مقصد حیات بھی یہی ہونا چاہئے پھر شیطان یہ دل میں خیال ڈالے گا۔ پھر کہاں سے کھائیں گے۔ اس وسوسہ کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

(وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (سورۃ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اسکو کافی ہے

دوسرا عنوان

جس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اس کے اوصاف کیا ہیں

(اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

(سورۃ ابراھیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں۔ تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کردیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کرسکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس نے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کردیں اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کردیا

اور جو چیز تم نے مانگی ۔ اس نے دی اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو ۔ انسان ان صفتوں والے محسن کی نافرمانی کرتا ہے۔

تیسرا عنوان

کن لوگوں کے لئے بارگاہ الٰہی سے اجر عظیم اور مغفرۃ حاصل ہوگی ۔

(لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۲ پارہ ۶)

ترجمہ۔ لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں ۔ اور مسلمان ہیں۔ سو مانتے ہیں۔ اس کو جو تجھ پر نازل ہوا ۔ اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائینگے

حاصل

مذکورۃ الصدر صفات سے متصف ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بہت بڑا اجر ملنے والا ہے ۔ امید ہے کہ انہیں جنت کا دخول اور دیدار الٰہی نصیب ہوگا ۔

چوتھا عنوان

نیکو کاروں کیلئے فقط اجر ہی نہیں بلکہ اپنے فضل سے زیادہ دینے کا وعدہ

(فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ) الآیۃ (سورۃ النساء رکوع ۲۴ پارہ ۶)

ترجمہ۔ پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے ۔ انہیں تو ان کا پورا ثواب دے گا ۔ اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا

حاصل

نیکو کار حضرات کو اپنے اعمال صالحہ کا اجر اور مزید براں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور فضل کے زیادہ ملے گا ۔

اللھم اجعلنا منھم

پانچواں عنوان

قیامت کے دن اگر کافر بالفرض زیادہ سے زیادہ فدیہ بھی دیتے تو بھی ان سے قبول نہ کیا جاتا

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

(سورۃ المائدۃ رکوع ۶ پارہ ۶)

ترجمہ۔ جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں ۔ اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو ۔ تا کہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے بدلہ میں دیں ۔ تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ دنیا سے کافر رہ کر مرنے والوں کے لئے کوئی چیز قیامت میں فدیہ نہیں ہو سکتی ۔ اور نہ عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہیں ۔ چاہیں گے ۔ کہ دوزخ سے نکل جائیں ۔ لیکن وہ نکل نہیں سکیں گے

چھٹا عنوان

مومن مسلم اور مومن فاسق اور کافر میں کیا فرق ہے

مومن مسلم

تو وہ شخص ہے ۔ جو احکام الٰہی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دل سے مان جائے ۔ اس لحاظ سے وہ مومن ہے ۔ اور عمل بھی ان کے مطابق کرے ۔ اس لحاظ سے وہ مومن کے علاوہ مسلم بھی ہے ۔

مومن فاسق

وہ ہے ۔ جو احکام الٰہیہ کو نہ دل سے تو مانے ۔ اس لحاظ سے وہ مومن کہلائیگا مگر وہ سب کے سب احکام الٰہیہ پر عمل نہیں کرتا ۔ اس لحاظ سے اسے مومن فاسق کہا جائے گا ۔ مومن فاسق کو اگر اللہ تعالےٰ نے معاف نہ فرمایا ۔ تو سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جنت میں جا پہنچیگا

کافر

جو احکام الٰہیہ کے ماننے سے انکار کرے وہ ابدی دوزخی ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

ساتواں عنوان

قیامت کے دن منافقین کیساتھ کیا سلوک ہوگا

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (سورۃ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵)

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ۔ پھر کفر کیا ۔ پھر ایمان لائے ۔ پھر کفر کیا ۔ پھر کفر میں بڑھتے رہے ۔ تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا ۔ اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھائے گا منافقوں کو تو خوشخبری سنا دے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے تھے کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں ۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے ۔

یہی

منافقوں کے لئے سزا ہوگی ۔ جو ان سابقہ آیات کے ترجمہ سے واضح ہوتی ہے ۔ منافق بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہیں ۔ اور حقیقت میں کفار کی بہتری کے خواہاں ہوتے ہیں ۔ ان کو سزا اس لئے ملے گی ۔ کہ وہ مسلمان کہلا کر اور باطن میں کافروں کا ساتھ دیتے تھے

اللھم اعذنا منہ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

تقویٰ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہٗ امیر انجمن خدام الدین مورخہ ۲۳ر اگست بروز بدھ شاہین ایکسپریس سے ۱۰½ بجے لاہور تشریف لائے آپ ایک ماہ قبل عمرہ کے لئے حجاز تشریف لے گئے تھے ۔ آپ نے جدہ سے کراچی تک بذریعہ طیارہ سفر کیا ۔

آپ کے ہمراہ آپ کی حرم محترم ۔ آپ کے صاحب زادہ مولانا عبیداللہ انور (جو خدام الدین کے ایڈیٹر ہیں) اور محترم رانا شیر جنگ ریٹائرڈ ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان تھے ۔

حضرت امیر شریعت کی وفات حسرت آیات کی خبر آپ کو کراچی کے مطار (ایرپورٹ) پر ہی مل گئی تھی ۔ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے آپ ملتان نہ اتر سکے موصوف نے آتے ہی ایک تعزیتی تار مولانا سید عطاءالمنعم ابوذر بخاری کو دیا ۔

آپ کی صحت بتقاضائے عمر الحمد للہ اچھی ہے ۲۴ر اگست کی جمعرات کی شام کو آپ نے حلقہ ذکر کے بعد شکر نعمت اور کفران نعمت پر ارشادات فرمائے جو دوسری جگہ درج ہیں ۲۵ر اگست کو آپ نے جمعہ کا خطبہ دیا ۔ نائب مدیر

قال اللہ تعالیٰ ۔ اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیۡمٍ ۙ فٰکِہِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمۡ رَبُّہُمۡ ۚ وَ وَقٰہُمۡ رَبُّہُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ۙ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا ہَنِیۡٓئًۢا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۙ مُتَّکِـِٕیۡنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَۃٍ ۚ وَ زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اتَّبَعَتۡہُمۡ ذُرِّیَّتُہُمۡ بِاِیۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِہِمۡ ذُرِّیَّتَہُمۡ وَ مَاۤ اَلَتۡنٰہُمۡ مِّنۡ عَمَلِہِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ کُلُّ امۡرِیٴٍۭ بِمَا کَسَبَ رَہِیۡنٌ (سورۃ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ ۔ بیشک، پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے ۔ محظوظ ہو رہے ہوں گے اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کی ہے اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا دیا ہے ۔ مزے سے کھاؤ اور پیو ۔ بدلے ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں ۔ اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے ۔ اور جو لوگ ایمان لائے ۔ اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دینگے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے ۔

تقویٰ کی معنی

ہر اس چیز سے بچنے کا نام ہے جو تعلق باللہ میں خلل انداز ہو ۔

مثلاً

۱۔ اس شخص کے ہاں سے کھانا نہ کھائے ۔ جو گاہکوں سے جھوٹ بول کر نفع کماتا ہے ۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے ۔ جس شخص نے گاہک سے جھوٹ بول کر نفع کمایا ہے ۔ اس نے اتنا ہی حرام کمایا ہے ۔ جتنا کہ جھوٹ بولا ہے ۔ اور شریعت میں قاعدہ ہے ۔ کہ جب حرام اور حلال ایک جگہ مل جائے تو ساری چیز حرام ہو جاتی ہے اس کی ایک واضح مثال سنئے اگر سوئر کا گوشت بکرے کا گوشت ملا کر ایک ہنڈیا میں پکایا جائے ۔ تو بکرے کا گوشت بھی حرام ہو جائے گا ۔ یہ جائز نہیں ہے ۔ کہ آپ چن چن کر بکرے کی بوٹیاں کھا جائیں ۔ کہ یہ تو حلال تھیں ۔ حلال تو تھیں لیکن اب حرام کے ساتھ اکٹھا ہونے کے باعث یہ بھی حرام ہو گئی ہیں وما علینا الا البلاغ ۔

دوسری مثال

۲۔ جو ملازم تنخواہ کے سوا رشوت بھی لیتا ہے ۔ اگر معلوم ہو جائے تو اس کے ہاں دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے ۔ اور معلوم نہ ہونے کے باعث دعوت کھا بیٹھا ۔ تو اسے کھانے کے بعد اثر بد ضرور محسوس ہوگا ۔ مثلاً اگر نیک آدمی ہے ۔ تو اس کی روح میں بےچینی پیدا ہو جائے گی ۔

اور

اگر باطن کی صفائی کسی باخدا اللہ تعالیٰ کے بندے کی صحبت میں رہتے ہوئے کرائی ہوئی ہے ۔ تو متعین کر سکے گا کہ کھانا کھانے کے بعد یہ بےچینی آج فلاں شخص کے ہاں کھانا کھانے سے پیدا ہوئی ہے ۔

تیسری مثال

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ارشاد ہے
لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی

أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ) اِلیٰ آخر الاٰیۃ۔

ترجمہ۔ کوئی قوم کسی قوم سے مسخری نہ کرے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں۔ جن سے مسخری کی جا رہی ہے۔

قرآن شریف

کی اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ لوگوں سے مسخری کرنا بھی خلاف تقویٰ ہے۔ کیونکہ ہر آدمی اس سے مسخری کرتا ہے جس شخص کی اس کے دل میں کہتری کا جذبہ ہوتا ہے۔ اور جس بزرگ کی بزرگی کا دل میں احساس ہو یا اس کی طاقت کا یقین ہو۔ تو پہلے بزرگ کی بزرگی۔ اور دوسرے کے رعب کا ڈر مسخری کرنے سے مانع ہوتا ہے

چوتھی مثال

چوری پیشہ انسان کی دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے

کیونکہ چور غیر کا مال اس کی اجازت کے سوا لے آتا ہے۔ لہٰذا غیر کا مال بلا اجازت لے آنا اس چور کے لئے بھی حرام اور خلاف تقویٰ ہے اور وہ چور اس چوری کے مال میں سے کچھ خیرات کرے تو اور کسی کو بھی کھلانا بھی حرام اور خلاف تقویٰ ہے۔

کوئی

یہ تاویل نہیں کرسکتا کہ حرام تھا۔ تو چور کے لئے میرا اس میں کیا قصور۔

پانچویں مثال

لہو و لعب سے حاصل کردہ کمائی کے مال سے دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے مثلاً بھانڈوں کی کمائی جو لوگوں کو تماشا دکھاتے ہیں۔ جن کا اکثر کھیل مذاق اور بیہودہ گوئی ہوتا ہے۔ متقی آدمی ان بیہودوں کی مجلس میں بیٹھنا اپنی نیک نامی کو بٹہ لگانا سمجھتے۔ اور شریف آدمی ان کی دعوت قبول کرنا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی خلاف تقویٰ ہے۔ نیک آدمی ایسے یاوہ گو انسانوں کو منہ لگانا یا ان کے گھروں میں جانا خلافِ تقویٰ سمجھتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ کے متقی بندوں کی جزاء خیر ملاحظہ ہو

نمبر۱

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ

ترجمہ

بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

یعنی

عذاب الٰہی سے بچکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے باغوں میں نعمتوں میں ہوں گے۔

ان

باغوں اور نعمتوں کی پوری تفصیل ارحم الراحمین خدائے قدوس وحدہ لاشریک ہی جانتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك و كرمك۔ امین یا اله العالمین

نمبر۲

فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ

ترجمہ۔ محظوظ ہو رہے ہوں گے۔ اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کیا ہے۔

اللھم اجعلنا منھم بفضلك وكرمك یا ارحم الراحمین

نمبر۳

وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۝

ترجمہ اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا لیا ہے

اللھم اجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا...... بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ ترجمہ مزے سے کھاؤ۔ اور پیو بدلے ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے۔

ان پر رحمت کا مزید اظہار

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۝ سورہ الطور رکوع ۲ پ ۲۷

ترجمہ۔ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے۔

یہ

مزید براں انعامات کی تفصیل ہے۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك وكرمك یا ارحم الراحمین۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام کی معنی

الحدیث الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (رواہ البخاری)

ترجمہ (حضرت) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (پہلی) اس بات کی گواہی دینا۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تعالیٰ) کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنے۔ (یعنی بالالتزام) پڑھنے پر۔ اور زکوٰۃ دینے پر۔ اور حج کرنے پر اور رمضان (مبارک) کے روزے رکھنے پر۔

الحدیث الثانی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ رواہ البخاری

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مسلمان وہ شخص

ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے ۔ جو ان چیزوں کو چھوڑ دے ۔ جن سے اللہ (تعالیٰ) نے منع فرمایا ہے۔

الحدیث الثالث

ایمان کی لذت کس شخص کو حاصل ہوتی ہے

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ رواہ البخاری

ترجمہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تین چیزیں ہیں۔ وہ جس شخص میں ہوں۔ ایمان کی لذت پائے گا۔ یہ کہ ہو۔ اللہ (تعالےٰ) اور اس کا رسول اس کے ہاں پیارا ان دونوں کے ماسوی سے اور یہ کہ کسی انسان سے دوستی رکھے۔ نہیں دوستی رکھتا۔ مگر اللہ (تعالیٰ) کے لئے۔ اور یہ کہ ناپسند کرے اس بات کو کہ کفر میں لوٹے۔ جیسے ناپسند کرتا ہے اس بات کو۔ کہ اسے آگ میں ڈالا جائے

الحدیث الرابع

ہر مسلمان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام انسان سے بڑھ کر ہونی چاہئے

قال الامام البخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کوئی ایک تم میں سے ایماندار نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ میں اس کے دل میں اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزاح کا ایک واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ہاں میں تم کو سواری کے لئے ایک اونٹنی کا بچہ دوں گا، اس شخص نے عرض کیا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: اونٹ اونٹنیوں ہی کے تو بچے ہوتے ہیں۔ (یعنی ہر اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہی تو ہے جو اونٹ بھی دیا جائے گا وہ اونٹنی کا بچہ ہی ہو گا)۔ جامع ترمذی

ہمیشہ لوگوں سے مسکرا کر ملنا سنت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے مجھے اسلام نصیب ہوا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے (خدمت میں) حاضری سے روکا ہو، اور جب بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے دیکھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تبسم فرمایا (یعنی ہمیشہ مسکرا کر ملے)۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

قیامت کی آمد کیسے ہوگی

قولہ تعالیٰ: وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ○ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائیگا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے

پھر کیا کہیں گے

قولہ تعالیٰ:۔ قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ٜ ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَ صَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ○

ترجمہ۔ کہیں گے۔ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا۔ جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

قیامت ایک ہی زور کی آواز ہوگی

قولہ تعالیٰ:۔ اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ وہ تو صرف ایک ہی زور کی آواز ہوگی پھر وہ ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔

قولہ تعالیٰ:۔ فَالۡیَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا وَّ لَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ پھر اس دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور تم اسی کا بدلہ پاؤگے جو کیا کرتے تھے۔

جنتیوں کی جزاء

نمبر اول

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ○ ہُمۡ وَ اَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوۡنَ ○)

(سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔

نمبر دوم

قولہ تعالیٰ: (لَہُمۡ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ وَّ لَہُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ)

(سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ ان کے لئے وہاں میوہ ہوگا۔ اور انہیں ملے گا۔ جو وہ مانگیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سلامتی کا پیغام ملیگا

قولہ تعالیٰ:۔ (سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ○ (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ پروردگار نہایت رحم والے کی طرف سے انہیں سلام فرمایا جائے گا۔

یعنی

وہ حضرات ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رہیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلک وکرمک

اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں سے خطاب

قولہ تعالیٰ۔ وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّہَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ○ اَلَمۡ اَعۡہَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ○ وَّ اَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ؕ ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ○

(سورۃ یٰس رکوع ۴ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کردی تھی۔ کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی اسی دن کے لئے تم کو انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار سمجھایا گیا تھا کہ شیطان لعین کی پیروی مت کرنا جو تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ جہنم میں پہنچائے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اگر ابدی نجات چاہتے ہو۔ تو یہ سیدھی راہ پڑی ہوئی ہے۔ اس پر چلے آؤ۔ اور اکیلے ایک خدا کی پرستش کرو

قولہ تعالیٰ: وَ لَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ○ ہٰذِہٖ جَہَنَّمُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ○ اِصۡلَوۡہَا الۡیَوۡمَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ ○

(سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔

جو لوگ

احکام الٰہیہ کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ کہ یہ مسائل ملانوں (یہ لقب علماء دین کو دیا جاتا ہے) کے ہیں۔

وہ مذکور الصدر آیات کے ترجمہ کو غور سے پڑھیں - کیا یہ کہنا .... کہ یہ ملاؤں کی باتیں ہیں ...... یہ کفر نہیں ہے - اور پھر کیا اس کفر یعنی انکار کا نتیجہ یہی نہیں جو گزشتہ آیات میں ذکر کیا گیا ہے کہ تمہارے انکار آیات الٰہیہ کے باعث دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے -

خدا کے بندو

یہ دنیا سدا نہیں رہے گی - پھر تم ملاؤں کی باتیں کہکر علماء کرام کے ارشادات کو ٹالنے سے دوزخ سے کس طرح بچ سکوگے - وما علینا الا البلاغ

لو تمہارے اعضاء تم پر گواہ بن گئے

قولہ تعالیٰ: اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ - آج ہم ان کے مونہو پر مہر لگا دیں گے - اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے - اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے - اس پر جو وہ کیا کرتے تھے

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

یعنی آج اگر یہ لوگ اپنے جرموں کا زبان سے اعتراف نہ بھی کریں - تو کیا ہوتا ہے - ہم منہ پر مہر لگا دیں گے - اور ہاتھ پاؤں کان آنکھ حتیٰ کہ بدن کی کھال کو حکم دیا جائے گا - اور ان کے ذریعہ سے جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا - بیان کریں - چنانچہ ہر ایک عضو اللہ (تعالیٰ) کی قدرت سے گویا ہوگا - اور ان کے جرموں کی شہادت دے گا -

قولہ تعالیٰ - حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ط قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (حمٓ السجدۃ رکوع ۳)

ترجمہ - یہاں تک جب وہ دوزخ کے پاس آجائیں گے - گواہی دیں گے - ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے ان کے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور کہیں گے ہمیں قوت گویائی دی اس نے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی دی

قولہ تعالیٰ: وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ - اور اگر ہم چاہیں - تو ان کی آنکھیں مٹا ڈالیں - پس وہ راستہ کی طرف دوڑیں - پھر وہ کیونکر دیکھ سکیں - اور اگر ہم چاہیں - تو ان کی صورتیں ان کی جگہوں پر مسخ کردیں - پس نہ وہ آگے چل سکیں - اور نہ ہی پیچھے لوٹ سکیں -

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

یعنی جیسی انہوں نے ہماری آیتوں سے آنکھیں بند کر لی ہیں - اگر ہم چاہیں - تو دنیا میں بطور سزا کے ان کی ظاہری بینائی چھین کر چٹ اندھا کر دیں - کہ ادھر ادھر جانے کا راستہ بھی نہ سوجھے - اور جس طرح یہ لوگ شیطانی راستوں سے ہٹ کر اللہ (تعالیٰ) کی راہ نہیں چاہتے - ہم کو قدرت ہے - کہ ان کی صورتیں بگاڑ کر بالکل اپاہج بنادیں کہ پھر یہ کسی ضرورت کے لئے اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں - پر ہم نے ایسا نہ چاہا - اور ان کے جوارح اور قویٰ سے ان کو محروم نہیں کیا یہ ہماری طرف سے مہلت اور ڈھیل تھی - آج وہ ہی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے - کہ ان بیہودوں نے ہم کو کن نالائق کاموں میں لگایا تھا -

قولہ تعالیٰ - وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ اور ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں - بناوٹ میں اسے الٹا گھٹاتے چلے جاتے ہیں - کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے -

یعنی

جس طرح بچہ بے حد کمزور ہوتا ہے اور پھر اسے اللہ تعالےٰ توانا اور جوان کر دیتا ہے - اسی طرح اس اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے - کہ طاقتور نوجوان قوی ہیکل ہونے کے بعد اسے انحطاط کی طرف لے جائے اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ قوۃ اور ضعف کی باگ بھی اسی کے ہاتھ میں ہے -

قولہ تعالیٰ: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۵ پ ۲۳)

ترجمہ - اور ہم نے نبی کو شعر نہیں سکھایا - اور نہ یہ اس کے مناسب ہی تھا یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے -

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اوپر جو کچھ بیان ہوا - وہ حقائق واقعیہ ہیں - کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں اس پیغمبر کو ہم نے قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے معمور ہے - کوئی شعر و شاعری کا دیوان نہیں دیا - جس میں نری طبع آزمائی اور خیالی تک بندیاں ہوں - بلکہ آپ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فن شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا - کہ باوجود قریش کے اس اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کے جس کی معمولی لونڈیاں بھی اس وقت شعر کہنے کا طبعی سلیقہ رکھتی تھیں - آپ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا -

قولہ تعالیٰ - اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۵)

ترجمہ (یہ) تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے -

قرآن مجید اس غرض کے لئے ہے

قولہ تعالیٰ: لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ - تا کہ اس شخص کو ڈرائے جو زندہ ہے - اور کافروں پر الزام ثابت ہوجائے -

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ

یعنی زندہ دل آدمی قرآن سن کر اللہ (تعالیٰ) سے ڈرے۔ اور منکروں پر حجت تمام ہو جائے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ " جس میں جان ہو۔ یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدہ کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو"

قولہ تعالیٰ: (اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝)

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھوں سے چار پائے بنائے جن کے وہ مالک ہیں اور انہیں ان کے بس میں کر دیا ہے۔ پھر ان میں سے کسی پر چڑھتے ہیں۔ اور کسی کو کھاتے ہیں۔ اور ان کے لئے ان میں اور بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔ پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات میں جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا شکریہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادا کرنا چاہیے تھا۔ اور شکریہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو حکم دے۔ اس کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ حالت اس کے برعکس ہے۔ کہ جنہیں انعامات کی بہتات سے سرفراز فرماتے ہیں۔ وہ لوگ ہیں۔ جن میں سے اکثر بجائے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے ماتحت چلنے کے ناشکر گزار بن جاتے ہیں۔ اور خدا داد نعمتوں کو بے مصرف صرف کرتے ہیں۔ مثلاً اکثر دنیا دار لوگ ہی رات کو سینما میں ٹکٹ لے کر جاتے ہیں۔ اگر نادار ہوتے تو یہ حرکت نہ کرسکتے۔

وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت ۴

۴ (وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً ینصرون) (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۵)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) کے سوا انہوں اور معبود بنا رکھے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی مدد کریں۔

غیر اللہ سے مدد لینے کے متعلق خدائی فیصلہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لهم جند محضرون ۝)

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ وہ (معبود من دون اللہ تعالیٰ) ان کی مدد نہیں کرسکیں گے اور وہ ان کے حق میں ایک فریق مخالف ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قہقہہ نہیں لگاتے تھے، صرف تبسم فرماتے تھے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پوری طرح (کھل کھلاتے) ہنستا ہوا نہیں دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دہن مبارک کا اندرونی حصہ نظر پڑ جاتا۔ (یعنی آپ اس طرح کھل کھلا کر اور قہقہہ لگا کر کبھی نہیں ہنستے تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دہن مبارک کا اندرونی حصہ نظر آسکتا) بس تبسم فرماتے تھے۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں یہ تعلیم دی گئی ہے

کہ

اگر بالفرض ساری دنیا قرآن مجید سے بے نیاز ہو جائے

تو آپ اس قرآن مجید کو چھوڑنے نہ پائیں

عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس

ہمیں بھی یہی حکم ہوگا۔ کہ اگر آپ کے بعد ساری دنیا قرآن مجید سے بے نیاز بھی ہو جائے۔ تو بھی تمسک بکتاب اللہ ہی رکھیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اعلان الٰہی

(قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

سورۃ یونس

رکوع ۱۱ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ کہدو۔ اے لوگو۔ اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو اللہ (تعالیٰ) کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں اللہ (تعالیٰ) کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمہیں وفات دیتا ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایمانداروں میں رہوں۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کے مسلک سے نہ ہٹوں۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلک ومنک۔

بقیہ اعلان الٰہی

جو منجانب اللہ (تعالیٰ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوا

قولہ تعالیٰ (وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ج وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ○

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور یہ بھی کہ یکسو ہو کر دین کی طرف رُخ کئے رہو۔ اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے۔ اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ○ (سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ کہدو۔ اے لوگو۔ تمہیں تمہارے رب سے حق پہنچ چکا ہے۔ پس جو کوئی راہ پر آئے۔ سو وہ اپنے بھلے کی راہ پاتا ہے۔ اور جو گمراہ رہے گا۔ اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ○

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس پر چل۔ اور صبر کر۔ یہاں تک کہ

اللہ (تعالیٰ) فیصلہ کردے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ

انسان کو مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ (یعنی قرآن مجید سے روکنے والا کون ہے اس روکنے والے کا نام شیطان ہے چنانچہ۔

شیطان لعین کا اعلان قرآن مجید میں مذکور ہے وہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ: (فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (سورہ ص رکوع ۵ سپارہ ۲۳)

ترجمہ۔ پس (اے اللہ) تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں البتہ سب کو گمراہ کر دونگا مگر تیرے کوئی خالص بندے میری دام سے بچ جائیں گے، جو گمراہ نہیں ہوں گے۔

اللھم اجعلنا منھم

بارگاہ الٰہی سے اس امر کی شہادت کہ شیطان کا انسانوں کے متعلق جو گمان تھا وہ صحیح نکلا

قولہ تعالیٰ:۔ (تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹)

ترجمہ۔ یہ بستیاں ہیں۔ جن کے کچھ حالات ہم تمہیں سناتے ہیں۔ بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے۔ پھر اس بات پر ہرگز ایمان نہ لائے۔ جسے پہلے جھٹلا چکے تھے۔ کافروں کے دلوں پر اللہ تعالےٰ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے۔ اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا اور ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا۔

اب بھی اگر اکثر انسانوں پر نگاہ ڈالی جائے تو نتیجہ یہی نکلیگا

جب کہ پاکستان اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ اور روس اور افریقہ عربستان اور جاپان کے باشندے ایک ہی باپ (آدم علیہ السلام) اور ایک ہی ماں اسی حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں۔ پھر ان ممالک کے باشندوں پر نگاہ اُٹھا کر دیکھئے۔ کہ ان ممالک کے اکثر باشندے خدا تعالےٰ اور بنی آخر الزمان علیہ السلام (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابعدار ہیں یا نافرمان ہیں۔ تو یقیناً اسی نتیجے پر پہنچنا ہوگا۔ کہ اکثر بنی نوع انسان فاسق ہیں۔ یا کافر۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم بفضلك وكرمك

میرا خیال ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اکثریت کی طرف نہیں جانا چاہئے

بلکہ

ان حضرات کو اللہ تعالےٰ کے فرمان اُجب الاذعان یعنی قرآن مجید کو اپنا دستورالعمل بنانا چاہئے۔ اور قرآن مجید کی عملی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کو سامنے رکھیں۔ مثلاً دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نماز سے کیا مراد تھی۔ اور روزہ کس طرح رکھا جاتا تھا۔ اور زکوٰۃ کتنے روپیہ میں سے کتنی نکالنی لازم تھی۔ وما علینا الا البلاغ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اللھم اجعلنا من عبادك الصالحين آمين یا ارحم الراحمین۔

مذکور الصدر مشورہ کا ثبوت

اللہ تعالےٰ کا قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ملنے) اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرتا ہے۔

اللھم ارزقنا اتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین یا الہ العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ ۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین فرمائی

ہے اور سورۃ الانعام رکوع ۱۹ میں صراط مستقیم کی تشریح فرما دی ہے تاکہ کوئی آدمی غلطی نہ کر سکے

اور وہ تشریح یہ ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہ تعالیٰ (قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمۡ عَلَیۡکُمۡ اَلَّا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا) الآیۃ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸ آیت ۱۵۱)

ترجمہ۔ آؤ میں تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ

مثلاً

(۱) احیاء و اماتت مخلوقات فقط اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں سمجھو۔

(۲) نفع یا ضرر پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے۔ اور کسی کا اس میں اختیار نہیں

(۳) رزق کی تنگی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

(۴) غرضیکہ نظام عالم کے تمام تغیرات اسی کے حکم سے ہوتے ہیں۔

(۵) تمام جن و انس ہی نہیں۔ بلکہ سب حیوانات تک کے متعلقہ حالات اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا

ترجمہ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو

نیکی کرو

کہ کبھی کوئی ایسا کام نہ کرو۔ جس سے ماں باپ رنجیدہ خاطر ہوں۔ مثلاً چوری تو تم نے کی۔ اور اپنے ناجائز فعل کے باعث جیل میں گئے۔ اب ماں رو رہی ہے۔ کہ میرا بیٹا جیل میں گیا ہے خدا جانے اس کو کیا کیا دکھ دیا جاتا ہوگا۔

یا مثلاً

تم سفر میں گئے۔ اور گھر والوں کو اپنی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں دی۔ اب ماں بچاری رو رہی ہے۔ کہ ہائے میرے بیٹے کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ خدا جانے زندہ ہے۔ یا مر گیا ہے یہ بھی ایک طرح ماں باپ کو دکھ دیتا ہے

علیٰ ہذا القیاس

کوئی کام ایسا نہ کرو۔ جس سے ماں باپ کی دل آزاری ہو۔ نیک بخت اور سعادتمند اولاد وہی ہے۔ جو سابق الصدر نصائح کا خیال رکھے۔ اور اپنے کسی فعل سے بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائے۔

(وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ)

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ نَحۡنُ نَرۡزُقُکُمۡ وَاِیَّاهُمۡ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

ترجمہ۔ اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے

عرب میں زمانہ جاہلیت کا یہ دستور تھا

کہ اپنی اولاد کو بچپن میں زندہ در گور کر آتے تھے۔ اس رسم بد سے اللہ تعالیٰ منع کر رہا ہے۔

قتل اولاد کی

میرے خیال میں ایک اور صورت بھی ہے جو آج سے ۹۰ سال انگریز کی حکومت میں تمام قوموں بلکہ مسلمانوں میں بھی رائج رہی ہے۔ وہ یہ ہے۔

کہ اولاد کو روٹی نہ ملنے کے خوف سے

دین مطلق نہ پڑھانا۔ اور انگریزی پڑھانا

جن ماں باپ نے مذکورۃ الصدر۔ وتیرہ اختیار کیا۔ ان کی اولاد انگریزی میں تو بی۔ اے ایم۔ اے تک پڑھ گئی اور قرآن مجید کے ناظرہ پڑھنے سے بھی نابلد رہے

ایسی اولاد

قیامت کے دن جب بے دین رہنے کے باعث دوزخ میں انہیں اللہ تعالیٰ بھجوائے گا۔ تو ماں باپ پر لعنت ڈالیں گے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا) سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر

فاعتبروا یا اولی الابصار

عرب کے لوگ

اپنی اولاد زندہ قتل کر کے خود جہنم میں گئے تھے۔ لیکن یہ لوگ جنہوں نے اولاد کو تعلیم جدید تو پڑھائی۔ لیکن کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعے نہ پڑھا

کہ ان کو جہنم میں پہنچایا۔ اس لئے بارگاہ الٰہی میں ماں باپ کو ملزم بنا رہے ہیں کہ ماں باپ نے ہمیں غلط راستہ پر دنیا میں چلایا۔ تب ہی تو جہنم میں جا رہے ہیں۔

ہاں

اگر ماں باپ کو صحیح عقل ہوتی۔ تو دونوں تعلیمات دلاتے۔ روٹی کمانے کے لئے انگریزی تعلیم دلاتے۔ اور خدا تعالےٰ کے قرب میں پہنچ کر جنت کا داخلہ پانے کے لئے ہمیں دین بھی پڑھاتے۔

چنانچہ

اس کی مثالیں میرے سامنے ہیں۔ کہ قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم نے تعلیم جدید میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کرلی تھی۔ اور ادھر مرکز تعلیم اسلامی یعنی دارالعلوم دیوبند کے عالم تھے۔

دوسری مثال

ہمارے اسلامیہ کالج لاہو کے پروفیسر مولانا خواجہ عبدالحی صاحب کالج کے تعلیم یافتہ اور دیوبند کے عالم ہیں

چنانچہ

ان مثالوں سے واضح ہوگیا کہ اگر ماں باپ کو آخرت میں اولاد کو کامیاب بنانے کی فکر ہو۔ تو اولاد کو دونوں تعلیمات سے روشناس کرا سکتے ہیں

وما علینا الا البلاغ

قولہ تعالیٰ:۔ (وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ)

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور پاس نہ جاؤ۔ بےحیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پاس نہ جاؤ۔ شاید یہ مراد ہو۔ کہ ایسے کاموں کے مبادی و وسائل سے بھی بچنا چاہئے۔ مثلاً زنا کی طرح نظر بد سے بھی اجتناب لازمی ہے

قولہ تعالیٰ (وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ)

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو۔ جس کا قتل اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے۔ تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔ تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

تفصیل ملاحظہ ہو

اگر قاتل بارادہ مقتول کو قتل کر دیتا ہے۔ اور مقتول کا ارادہ قاتل کو قتل کرنے کا نہیں تھا۔ تو فقط قاتل دوزخی ہوگا۔ اور مقتول اپنے ارادہ کے صحیح ہونے کے باعث بچ جائے گا۔ اور اگر قاتل کو مقتول کے قتل کر دینے کا ارادہ تھا۔ اور مقتول کا بھی یہی ارادہ تھا۔ کہ قاتل کو قتل کردے۔ مگر اتفاق سے قاتل کی چوٹ مقتول کے لئے مہلک ثابت ہوگئی۔ اور مرگیا۔ تو دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے۔

(وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ)

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے

حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یتیم کے مال میں بیجا تصرف کرنا حرام ہے۔ ہاں جائز و مشروع طریقہ سے احتیاط کے ساتھ اس میں ولی یتیم تصرف کرسکتا ہے۔ جب یتیم جوان ہو جائے اور اپنے فرائض کو سنبھال سکے۔ تو اُس کے حوالے کر دیا جائے۔

قولہ تعالیٰ (وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا)

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے

یعنی

اللہ تعالیٰ جتنے احکام تجھے دے رہا ہے۔ انہیں اپنی طاقت کے مطابق نباہنا لازمی ہے۔ یعنی ہم کسی کو اس کی توفیق سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

قولہ تعالیٰ: (وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ) (سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور جب بات کہو۔ تو انصاف سے کہو۔ اگرچہ رشتہ دار ہی ہو۔

یعنی

مثلاً اگر تم سے کسی کے متعلق کسی معاملہ میں گواہی لی جائے۔ تو انصاف سے سچ بولو۔ خواہ رشتہ دار ہی ہو۔ یعنی رشتہ داری کے سبب سے انصاف کا خون نہ کرنا۔

قولہ تعالیٰ (وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ)

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس کے اوامر و نواہی پر پابندی سے عمل کرو۔ خدا (تعالیٰ) کے لئے جو نذر مانو یا قسم کھاؤ۔ بشرطیکہ غیر مشروع بات کی نہ ہو۔ اسے پورا کرنا چاہئے

قولہ تعالیٰ:۔ (وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ) (سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں اللہ (تعالیٰ) کے راستہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ۔

علم کس طرح اُٹھا لیا جائے گا

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اُٹھائے گا۔ کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اُس کو نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اُٹھائے گا کہ علماء کو اُٹھا لے گا (یعنی علماء وفات پا جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنائیں گے۔ ان سے (دین کی باتیں) پوچھی جائیں گی۔ اور وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے پس خود بھی گمراہ ہوں گے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری و مسلم)

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

سچے مومن کون ہیں

اس موضوع کیلئے

پہلا ثبوت

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُھُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡھُمۡ اِیۡمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ○ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَھُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ وَمَغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ○ (سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ۔ ایمان والے وہی ہیں جب اللہ (تعالیٰ) کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

دعا

ہر ایک مسلمان کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

دوسرا ثبوت

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَھَاجَرُوۡا وَجَاھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ اٰوَوۡا وَّنَصَرُوۡٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَھُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ○ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَھَاجَرُوۡا وَجَاھَدُوۡا مَعَکُمۡ فَاُولٰٓئِکَ مِنۡکُمۡ وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلٰی بِبَعۡضٍ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ○)

(سورۃ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے۔ اور گھر چھوڑے اور تمہارے ساتھ ہوکر لڑے سو وہ لوگ بھی تم میں سے ہیں۔ اور رشتہ دار آپس میں اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بے شک اللہ (تعالیٰ) ہر چیز سے خبردار ہے۔

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دور کے مسلمانوں کو بھی اگر کبھی کفار کا مقابلہ کرنا پڑے تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ ہوکر لڑیں۔

پکّے کافر کون لوگ ہیں

اس کا ثبوت

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّھِیۡنًا ○

(سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۶)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم بعضوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور بعضوں کے منکر ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مذکور الصدر آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ

یہاں سے ذکر ہے۔ یہود کا چونکہ یہود میں نفاق کا مرض بہت تھا۔ اور آپ کے زمانہ میں جو منافق تھے۔ وہ یہود تھے۔ یا یہودیوں سے ربط اور محبت رکھنے والے اور ان کے مشورہ پر چلنے والے تھے۔ اسلئے

قرآن شریف میں اکثر ان دونوں فریق کا ذکر اکٹھا فرمایا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو اللہ (تعالیٰ) کے اور اس کے رسولوں سے منکر ہیں اور اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں یعنی اللہ (تعالیٰ) پر ایمان لاتے ہیں۔ اور رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک نیا مذہب اپنے لئے نکالیں۔ ایسے ہی لوگ اصلی اور ٹھیٹ کافر ہیں۔ ان کے لئے خواری اور ذلت کا عذاب ہے۔

فائدہ۔ اللہ (تعالیٰ) کا ماننا جب ہی معتبر ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کی تصدیق کرے۔ اور اس کا حکم مانے۔ بدون تصدیق نبی کے اللہ (تعالیٰ) کا ماننا غلط ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ بلکہ ایک نبی کی تکذیب اللہ (تعالیٰ) کی اور تمام رسولوں کی تکذیب سمجھی جاتی ہے۔ یہود نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ تو حق تعالیٰ کی اور تمام انبیاء (علیہم السلام) کی تکذیب کرنے والے قرار دئے گئے۔ اور کٹے کافر سمجھے گئے (انتہیٰ)

دعا

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مرض سے بچائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر مسلمان کہلانے والا آپ کے ہر ارشاد کو عملی جامہ پہنا کر سچا مسلمان بن جائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

نہ یہ کہ

مسلمانوں کی ایک جماعت مقابلہ کر رہی ہو۔ اور مسلمانوں کی دوسری جماعت تماشہ بین بن کر کھڑی رہے بلکہ سنت طریقہ پر عمل کرنے سے ہی مسلمانوں کو فتح ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مبارک زمانہ کی فتوحات میں بھی یہی عمل رہا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

مسلم نما کافر کون لوگ ہیں

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مبارک ترین زمانہ میں مسلمانوں میں ایک فرقہ مسلم نما کافر بھی تھا۔ اور انہیں

منافق کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا

ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵)

ترجمہ۔ منافق اللہ (تعالیٰ) کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب کا بدلہ دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت کم یہ لوگ یاد کرتے ہیں۔ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف ہیں۔ اور نہ پورے اس طرف۔ اور جسے اللہ (تعالیٰ) گمراہ کردے۔ تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائے گا۔ اے ایمان والو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنے اوپر اللہ (تعالیٰ) کا صریح الزام لینا چاہتے ہو بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے اور تو ان کے لئے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائے گا

اللھم اعذنا منہ

دعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کلمہ گو کو مذکورالصدر مصیبت سے بچائے۔ آمین۔ اور ہمیشہ مسلمان کو ایسے موقع پر مسلمانوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہمیشہ لوگوں سے مسکرا کر ملا کرتے تھے

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

(اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسان پر بیشمار ہیں لیکن اکثر انسان بے انصاف ور ناشکرے ہیں)

قولہ تعالیٰ۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ ۚ وَاٰتٰىکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ ۚ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ۝

(سورۃ ابراھیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ (تعالیٰ) وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے۔ اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کردیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کردیا۔ جو ہمیشہ چلنے والے ہیں۔ اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا۔ اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ (تعالیٰ) کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کرسکو بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے

اکثر انسان کے متعلق مذکور الصدر فرمان واجب الاذعان ٹھیک ہے۔ البتہ بعض افراد انسانی خود اللہ تعالیٰ کی نظر میں مستثنیٰ بھی ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قولہ تعالیٰ (وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ) (سورۃ السبا رکوع ۲ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ اور میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔ انتہیٰ

ثابت

ہوا۔ کہ جب شکر گزار تھوڑے ہیں تو کفران نعمت کرنے والے بندے زیادہ ہیں

اس پاکیزہ کلام

کی حفاظت کس نے کی۔ اگر اس سوال کا جواب خود قرآن شریف سے طلب فرماویں۔ تو قرآن شریف

یہ جواب دیتا ہے

قولہ تعالیٰ۔ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝)

(سورۃ حجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قرآن مجید اپنے نزول کے وقت سے لیکر آج تک محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے اس لئے اس وقت سے آج تک محفوظ ہے

حفاظت کے اندر

دو ذمہ داریاں خود بخود آجاتی ہیں۔ پہلی قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت کی ذمہ داری چنانچہ الفاظ کی حفاظت دنیا کے بسنے والوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے حفاظ نے کی۔ اس لئے قرآن مجید کے الفاظ پہلی صدی سے چودھویں تک محفوظ ہیں۔ اور معانی قرآن مجید کی حفاظت علماء کرام نے کی

چنانچہ

آج سے سو سال پہلے جو نماز کا مطلب سمجھا جاتا تھا۔ وہی آج بھی سمجھا جاتا ہے اور زکوٰۃ کا جو مطلب آج سے تین سو سال پہلے لیا جاتا تھا۔ وہی آج بھی لیا جاتا ہے۔

اگر علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم

کا وجود مسعود ہر دور میں نہ پایا جاتا اور اپنی زبان حق ترجمان کی تلوار سے باطل کا قلع قمع نہ کرتے۔ تو اس اسلام کی صورت بگاڑ کر کیا سے کیا بن جاتی؟

دعا

ہے۔ کہ ایسے علماء کرام کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ڈونگرے برسیں۔ آمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث شریف

کی ضرورت

اس لئے ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ اور انہیں اپنی کلام پاک کا مطلب بھی سمجھایا ہے۔ تاکہ اس کی کلام پاک کا مطلب لوگوں کو سمجھا سکیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیانی پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی) سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی

خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے - جو اس پر آتی ہے - عربی زبان میں ان دونوں آیتوں کا مطلب یوں بیان کیا جاسکتا ہے -

(اَیْ کُلُّ مَا نَطَقَ بِہٖ الرَّسُوْلُ فَھُوَ وَحْیٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی)

ترجمہ یہ ہے - یعنی جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - وہ سب وحی الٰہی ہوتا ہے -

وحی کی دو قسمیں ہیں

پہلا وحی جلی - اور وہ قرآن مجید ہے - اور دوسرا وحی خفی ہے - اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے

ابتدائے اسلام سے آج تک

سچے اور کھرے مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا ہے - اور اب بھی ہے - کہ جس طرح قرآن مجید من جانب اللہ نازل ہوا ہے اسی طرح حدیث شریف بھی آپ کے دل میں القاء کی گئی ہے - فرق اتنا ہوا - کہ قرآن مجید جبرئیل علیہ السلام آکر سنا جاتے ہیں - اور معانی کا آپ کے دل میں القاء کیا جاتا تھا - اور الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے تھے - اصل میں دونوں کو وحی کہا جاتا ہے

بقائے دین حق میں اگر مجاہدین اسلام کا ذکر نہ کیا جائے - تو بے انصافی ہے

اس سے پہلے علماء اسلام کا ذکر کر چکا ہوں - کہ ان حضرات کی جدوجہد نے اسلام کو اصلی صورت میں زندہ رکھا - اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان فرمودہ جو صورت نقل ہو کر آئی تھی - اسے محفوظ کر رکھا - اور

مجاہدین اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ

نے اپنی جاں بازیوں سے باطل پرستوں کو اس پیغمبر کی بیان فرمودہ صورت کو بدلنے نہ دیا - اور اپنی عزیز جانیں اسلام نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچانے کے لئے قربان کردیں -

غفر لھم اللہ مغفرۃً کاملۃً - آمین یا الٰہ العالمین

چھینکنے والے کو چھینک کا جواب دیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہئے کہ الحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ اور اس کا جو بھائی (یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس کا جو ساتھی اس کے پاس) ہو وہ کہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (تم پر اللہ کی رحمت) اور جب یہ بھائی یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (کا دعائیہ کلمہ) کہے تو چاہئے کہ چھینکنے والا (اس کے جواب میں یہ دعائیہ کلمہ) کہے یَھْدِیکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمھارے حالات درست فرمادے)۔ صحیح بخاری

چھینک آئے تو چہرہ ڈھانپ کر آواز دبالینی چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ مبارک کو ڈھک لیتے تھے، اور اس کی آواز کو دبا لیتے تھے۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

مسلمانوں کا مذہبی راہ نما

قولہ تعالیٰ۔ (وَاتۡلُ مَآ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ کِتَابِ رَبِّکَ ط الایۃ)
(سورۃ الکھف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ پڑھا کرو۔

وہ کتاب اٹل ہے

یعنی

اس میں کبھی بھی ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

قولہ تعالیٰ (لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ)
(سورۃ الکھف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

یعنی

اگر تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ تو فقط اس کی کتاب یعنی قرآن مجید پڑھ۔ تاکہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔

ہاں اگر کوئی اور مقصد ہے

مثلاً اگر درزی بننا چاہتا ہے۔ تو کپڑے کو کترو بیونت کرنے والی کتاب پڑھ

یا اگر

انجینیر بننا چاہتا ہے۔ تو زمین کے ٹکڑے کس طرح مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ مسدس کاٹے جاتے ہیں۔ وہ فن سیکھے۔

حاصل یہ ہے

کہ اگر خدا رسیدہ بننا چاہتا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ تو کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کو پڑھ۔ اسی واسطے تو کسی شاعر نے کہا ہے۔ مصرعہ۔
نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی۔

مسلمان کو کس سوسائٹی میں شامل رہنا چاہئے

قولہ تعالیٰ۔ (وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡھُمۡ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰىہُ وَکَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا ہ)
(سورۃ الکھف رکوع ۱۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اس شخص کا کہا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

گزشتہ ارشاد الٰہی کا حاصل یہ ہے۔ کہ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ۔ جو صبح اور شام خدا تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں یعنی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ اور ان سے اپنی نظر نہ ہٹا (یعنی جس طرح وہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس طرح بسر کر) اگر ان مقبولین الٰہی سے تو نے نظر ہٹا لی۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ تو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ تو دنیا کی زندگی کی آسودہ حالی چاہتا ہے۔ اور آخرت کو نظر انداز کرنا چاہتا ہے۔ اور تو ان لوگوں کی راہ و رسم کو چھوڑ دے جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہیں۔ اور اس کا معاملہ بندگی کی حد سے آگے گزرا ہوا ہے

یعنی

بندگی کے دائرے کے اندر رہنے والے کا فرض ہے۔ کہ عبدیت کے دائرہ کے اندر رہے۔ یعنی جو کام بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرکے کرے۔ اور اگر اس شرط کو چھوڑ دے۔ تو گویا کہ وہ رضا الٰہی کے حاصل کرنے کے دائرہ سے نکل گیا۔ اللھم اعذنا منہ

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے شکایت ہے کہ بہت تھوڑے آدمی ایمان لاتے ہیں

اس مضمون پر شواہد

پہلا شاھد

(وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ط بَلۡ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفۡرِھِمۡ فَقَلِیۡلًا مَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ہ)
(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں۔ ہمارے دل پر غلاف ہیں۔ بلکہ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے کفر کے سبب لعنت کی ہے۔ سو بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔

دوسرا شاھد

قولہ تعالیٰ۔ (اَوَکُلَّمَا عٰھَدُوۡا عَھۡدًا نَّبَذَہٗ فَرِیۡقٌ مِّنۡھُمۡ بَلۡ اَکۡثَرُھُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد باندھا تو اسے ان میں سے ایک جماعت نے پھینک دیا۔ بلکہ ان میں سے اکثر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

تیسرا شاھد

قولہ تعالیٰ۔ (مِنَ الَّذِیۡنَ ھَادُوۡا

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا ٥

(سورۃ النساء رکوع ۷ پارہ ۵)

ترجمہ۔ یہودیوں میں بعض ایسے ہیں۔ جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم نے سنا۔ اور نہ مانا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سن نہ سنایا جائے تو نہ۔ اور کہتے ہیں۔ راعنا اپنی زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کرنے کے خیال سے۔ اور اگر وہ کہتے۔ کہ ہم نے سنا اور ہم نے مانا۔ اور سن تو اور ہم پر نظر کر۔ تو ان کے حق میں بہتر اور درست، ہوتا۔ لیکن ان کے کفر کے سبب سے اللہ (تعالیٰ) نے ان پر لعنت کی۔ سو ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لائیں گے

چوتھا شاهد

قولہ تعالیٰ (قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰكُمْ أَجْمَعِيْنَ)

(سورۃ الانعام پارہ ۸ رکوع ۱۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ پس اللہ (تعالیٰ) کا الزام پورا ہو چکا۔ پس اگر وہ چاہتا۔ تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔

چار شاهدوں

کا حاصل یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ جبر سے اپنے بندوں کو دائرہ ایمان میں لانا نہیں چاہتا۔ اور سوائے چند آدمیوں کے لوگ اطاعت الٰہی میں آنا نہیں چاہتے۔ اس لئے جہنم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالجبر نہیں بھیجا جائے گا۔ بلکہ ان کے اعمال کا نتیجہ ہی یہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

لهذا

ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ عالیہ

کو بھی بندوں سے یہی شکایت ہے۔ کہ پیغمبروں پر بہت تھوڑے آدمی ایمان لایا کرتے تھے۔

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بالجبر تو سب کے سب ایمان لے آتے

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان اس امر کا شاہد ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ (وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى ٥ الآیۃ)

(سورۃ الانعام رکوع ۴ پارہ ۷)

ترجمہ۔ اور اگر اللہ (تعالیٰ) چاہتا۔ تو سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کا امتحان

لیتا ہے۔ ارشاد ہے

قولہ تعالیٰ (تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ٥ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ٥ (سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکت ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں امتحان میں کامیاب فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

جو شخص چھینکنے پر الحمدللہ نہ کہے اسے دعا نہ دی جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے ایک کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر دعا دی اور دوسرے کو آپ ﷺ نے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ نہیں کہا تو اس دوسرے نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے ان (بھائی) کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کے دعا دی اور مجھے یہ دعا نہیں دی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ان (بھائی) نے الحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا (اس لئے خود تم نے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کا حق کھو دیا)۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

عقلمند کون ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی جزاءِ خیر

قوله تعالیٰ (اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ٥ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ٥ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ٥ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ ٥ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ٥ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ٥

(سورۃ الرعد پارہ ۱۳ رکوع ۱۳)

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ عقلمند وہ لوگ ہیں جو اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور ہمارے دئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویاں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

ان دس صفتوں سے

متصف ہونے والوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ جو ہمیشہ رہنے کے لئے باغ ہیں۔

جو ان کے لئے

اور

ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں کے لئے بھی ہوں گے۔

ان عقلمندوں

کی نیکیوں کے سبب سے کتنے آدمیوں کا بھلا ہوگیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عقلمندوں کے خلاف اب ناعاقبت اندیش لوگوں کے حالات سنئے

اور ان کا جو انجام ہوگا

وہ عقلمندوں کے لئے

عبرت ہے

پہلی مثال

قوله تعالیٰ (وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو اللہ (تعالیٰ) کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔

مثلاً

کہلاتے تو مسلمان ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار۔ اور جب اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ کہ نماز پڑھو۔ تو نماز نہیں پڑھتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ) اَوْ كَمَا قَالَ ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی — وہ کافر ہوگیا۔ (اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کافر ہوگئے ہیں۔ اور ان باتوں کی انہیں سمجھ ہے۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں اس رسمی اور کھوٹے اسلام سے کیا فائدہ۔ کیا اللہ تعالیٰ تمہارے فریب اور جھوٹ کو نہیں سمجھتا۔ وہ تو

علام الغیوب ہے

دلوں کے ارادوں تک کو جانتا ہے پھر کیا ان دعووں سے نجات ہو جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ

ناعاقبت اندیش لوگوں کی

دوسری مثال

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ

لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ

(سورۃ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیںگے یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا۔ کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کردیں گے۔ اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کریں گے۔ یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور جس نے میرے عذاب سے خوف کھایا۔ اور پیغمبروں نے فیصلہ چاہا۔ اور ہر ایک سرکش ضدی نامراد ہوا۔ اور اس کے آگے دوزخ ہے۔ اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور اسے گلے سے نہ اتار سکیگا۔ اور اس پر ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ نہیں مرے گا۔ اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔ ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔ ایسی ہے کہ ان کے اعمال گویا راکھ ہیں۔ کہ جسے آندھی کے دن ہوا اڑا کر لے گئی ہو۔ جو کچھ انھوں نے کمایا تھا۔ اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہ رہا ہو۔ یہ بھی دور کی گمراہی ہے۔

ناعاقبت اندیش لوگوں کی

تیسری مثال

قولہ تعالیٰ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (سورۃ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکیگا۔ تو شیطان کہے گا۔ کہ بیشک اللہ (تعالیٰ) نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے

دیکھو شیطان کتنا بڑا دھوکہ باز ہے

کہ جب فیصلہ ہو چکا۔ کہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالےٰ کے دنیا میں مخالف تھے اور شیطان کا دنیا میں اتباع کرتے تھے۔ انہیں اب کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے سب سچے تھے۔ اور میرے وعدے سب جھوٹے تھے۔ اور جو میں نے تمہیں وعدے دئے تھے۔ ان سب کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور در اصل میرا بھی تمہارے گمراہ کرنے میں سارا جرم نہیں ہے۔ بلکہ تمہارا بھی جرم ہے۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ اور تم آگئے۔

یعنی

نہ یہ تحقیق کی۔ کہ کون بلا رہا ہے۔ اور نہ سوچا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بلاوے پر جا رہے ہیں۔ یا کسی اور کے بلاوے پر۔ در اصل تحقیق کئے بغیر اٹھ دوڑنا تمہارا بھی قصور ہے۔

لہٰذا

میرا ہی سارا قصور نہیں ہے۔ بلکہ قصور تمہارا بھی ہے۔ میں نے تمہیں بلایا۔ اور تم میرے بلانے پر آگئے

اس لئے

اس دعوت کی قبولیت میں کس کا قصور ہے؛ فقط تمہارا۔

لہٰذا

مذہبًا فقط اس کا ساتھ دینا چاہئے جو متبع کتاب و سنت ہو۔ اور دنیاداری کے لحاظ سے، جہاں دنیا کا نفع ہو

وما علینا الا البلاغ

بشرطیکہ

دین داری میں فرق نہ آئے۔ وما علینا الا البلاغ

پورا مسلمان کون ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا مسلمان وہ ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان محفوظ اور مامون رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے۔ جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا ہو۔ جن سے خدا نے منع فرمایا ہے۔ (یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ اور مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ مسلمان میں سب سے اچھا کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شخص جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

(بخاری ومسلم)

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ رجمادی الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ ر نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو باقی مخلوقات سے افضل بنایا

اس دعویٰ کا ثبوت

ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ:- وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۷ پارہ ۱۵

ترجمہ:- اور ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو عزت دی ہے۔ اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا۔ اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا۔ اور بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی۔

دعویٰ

ثابت ہو گیا

کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو سب چیزوں سے افضل بنایا ہے

آئندہ سب انسان اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائے جائینگے

ثبوت

قولہ تعالیٰ:- یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ - سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:- جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔

اس دن انسانوں کی دو قسمیں ہوں گی۔

ایک قسم

فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:- سو جسے اس کا اعمالنامہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ سو وہ لوگ اپنا اعمالنامہ پڑھینگے اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

دوسری قسم

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:- اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ اور راستہ سے بہت دور ہٹا ہوا۔

دنیا میں اندھا رہنے سے مراد آنکھوں کا اندھا ہونا نہیں ہے

بلکہ بینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہوتی ہے آنکھوں کی بینائی جو انسانوں کے سوا سؤروں، کتوں، بلیوں اور سانپوں کو بھی حاصل ہے۔ اور اس کو عربی میں بصارت کہتے ہیں۔ اور دوسری ہوتی ہے باطن کی بینائی۔ اور وہ انسانوں کے لئے مخصوص ہے خوش نصیب انسان وہ ہے جسے وہ مل جائے اور اسے عربی میں بصیرت کہا جاتا ہے۔

اور کفّار کی خواہش تو یہی تھی کہ آپ کو من جانب اللہ تعالیٰ وحی سے ہٹا دیں اور پھر اپنا دوست بنا لیں

اس کا ثبوت

وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖۗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:- اور بیشک وہ قریب تھے کہ تجھے اس چیز (یعنی وحی) سے بہکا دیں۔ جو ہم نے تجھ پر بذریعہ وحی بھیجی ہے تاکہ تو اس کے سوا ہم پر بہتان باندھنے لگے۔ اور پھر تجھے اپنا دوست بنا لیں۔

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم نہ رکھتا۔ تو شاید آپ بھی ان کی طرف جھک ہی جاتے۔ تاکہ وہ لوگ کسی نہ کسی طرح سے دائرہِ اسلام میں آ ہی جائیں

ثبوت

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا ۝ ق

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:- اور اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے۔ تو تو سمجھ تھوڑا سا ان کی طرف جھکنے کے قریب تھا۔

جمائی آئے تو ہاتھ سے منہ بند کر لینا چاہیے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہئے کہ وہ اپنا ہاتھ رکھ کے منہ بند کر لے، کیوں کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم

بالفرض والتقدیر آپ کفّار کی طرف جھک جاتے تو

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ ۔ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اس وقت ہم تجھے زندگی میں اور موت کے بعد دوہرا عذاب چکھاتے، پھر تو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ پاتا۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفّار کی خواہش پر جھکنا تو بالفرض والتقدیر ہے۔ البتہ آپ کی امت میں سے کوئی جھکے گا تو دنیا اور آخرت کی سزا پائیگا۔

اللّٰھم اعذنا منہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب الاذعان اس پر شاہد ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

سورۃ الحج رکوع ۲ ۔ پارہ ۱۷

ترجمہ:۔ اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ (تعالےٰ) کی عبادت کنارے پہ ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی۔ یہی وہ صریح خسارا ہے۔

اسی لئے

بارگاہ الٰہی کے مقبول بندوں کا ارشاد ہے:۔ اطلبوا الاستقامۃ ولا تطلبوا الکرامۃ فان الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ سے استقامت بجائے کرامت کے طلب کیا کرو۔ کیونکہ استقامت کا مقام کرامت سے بھی اونچا ہے۔

اور بارگاہ الٰہی میں بھی صاحب استقامت کیلئے بڑی عزت افزائی کا اعلان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ع

سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۱۸ پارہ ۲۴

ترجمہ:۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ (تعالیٰ) ہے پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور غم نہ کرو۔ اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

اللّٰھم اجعلنا منھم یا رب العٰلمین

آمین یا الٰہ العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ ۳۰ر جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں کونسی چیز پسندیدہ ہے

فقط اعمال صالحہ

ثبوت

قولہ تعالیٰ:۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا

ترجمہ۔ مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔ اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ثواب اور آخرت کی امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

بارگاہ الٰہی جل مجدہٗ اور انسانی زاویہ نگاہ میں فرق

اللہ تعالےٰ کے ہاں مال کی کثرت کا ہونا کوئی عزت کا سبب نہیں ہے

ہاں

البتہ اعمال صالحہ کا ہونا موجب نجات مثلاً ارکان خمسہ (کلمۂ توحید۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج) کا پایا جانا موجب نجات ہے۔ بشرطیکہ ان میں کوئی رہنے نہ پائے۔ مثلاً ان میں سے اقرار والے کا اقرار اور عمل والے کا عمل نہ رہ جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

اور انسانی نقطہ نگاہ

مال کی بہتات باعث عزت ہے

مثلاً

زمین کے زیادہ رقبہ پر قابض ہونا موجب عزت ہے۔ نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ وہ پنجابی زبان میں چوہدری کہلائیگا خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہ بجائے چودہری کے بے ایمان کہلائے۔

مثلاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد واجب الاعتقاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔ اَوْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جس شخص نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی۔ وہ کافر ہو چکا

یا مثلاً

ایک شخص کی ملکیت میں مال کے دو گودام بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ سیٹھ کہلاتا ہے۔ لوگوں کی نظر میں یہ بڑا معزز لفظ ہے۔

لیکن

وہ شخص نماز نہیں پڑھتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس کی کوئی عزت نہیں۔ بلکہ وہ کافر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی۔ وہ کافر ہو گیا۔

یا مثلاً ایک شخص بہت بڑا ڈاکٹر ہے اور لوگ اسے

سول سرجن

کے معزز لقب سے پکارتے ہیں۔ مگر وہ شخص نماز نہیں پڑھتا۔ تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔

برادران اسلام

میری یہ صاف گوئی آپ کے لئے کڑوی دوائی کی طرح تکلیف دہ تو ہوگی۔ لیکن جس طرح وہ کڑوی دوائی پی لی جائے۔ تو مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ہیں

اس تنبیہ سے

اگر آپ نیکی کے پابند ہو جائیں۔ تو یہ بڑا ہی مفید علاج ہے۔ یہ باتیں میں آپ سے خیر خواہی کے طور پر عرض کر رہا ہوں۔

خدا کرے

کہ آپ یہ کڑوی دوائی پی لیں۔ اور آپ کی اصلاح ہو جائے۔ تو یہ بڑا ہی سستا سودا ہے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ میرے سب بد عمل بھائیوں کے لئے یہ کڑوا نسخہ مفید ہو جائے

والبنون

جس طرح کثرت مال انسان کی گمراہی کا موجب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ سن چکے ہیں۔ اسی طرح بیٹوں اور پوتوں کی کثرت بھی بعض اوقات بعض انسان کی گمراہی کا باعث بن جاتی ہے

مثلاً

ایک شخص دوسرے شخص کو فحش گالیاں دیتا

تین مرتبہ سے زیادہ چھینکنے والے کو جواب دینا ضروری نہیں

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کے ان کو دعا دی، ان کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: یہ زکام میں مبتلا ہیں۔ صحیح مسلم (اور جامع ترمذی کی اسی حدیث کی روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تیسری دفعہ چھینکنے پر یہ فرمایا تھا کہ ان کو زکام ہے)۔

عبید بن رفاعہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: چھینکنے والے کو تین دفعہ تو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہو اور اس سے زیادہ چھینکیں آئیں تو اختیار ہے چاہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہو، چاہے نہ کہو۔ جامع ترمذی

ہے۔ اور دل میں خیال کرتا ہے۔ کہ یہ شخص میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ کیونکہ میرے سات بیٹے ہیں۔ اور پندرہ پوتے ہیں اس بائیس کے جتھے کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور سب ماشاء اللہ جوان ہیں۔ اور سب لڑاکے ہیں۔ اس غرور میں دوسرے مسکین کو بے تحاشا گالیاں دیتا ہے۔ اور جس کو گالیاں دے رہا ہے اس کا ایک بیٹا ہے۔ اس کو

یقین ہے

کہ اگر لڑائی ہوئی تو میرے بیٹے اور پوتے جنیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا ہے۔ کہ اولاد کی کثرت کے گھمنڈ سے کسی مسکین پر ظلم نہ کر بیٹھنا کیونکہ اللہ تعالےٰ کی سرکار والا مدار اس مسکین کی حامی ہوگی۔ پھر تمہیں اس بیہودہ گوئی کا نتیجہ جو بارگاہ الٰہی کا تم پر صادر ہوگا۔ وہ بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے غریب پر ظلم کرنا۔ گویا کہ اپنے نفس پر ظلم ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ نے جس طرف انسان کی توجہ کرائی ہے وہ رخ بالکل ٹھیک ہے

وہ کیا ہے

وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۝

ترجمہ۔ اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی ثواب اور آخرت کی امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی اجر عطا فرمائے گا۔ وہ کام کر۔ تاکہ بارگاہ الٰہی میں تیرا انجام بخیر ہو۔

دعا

اللھم وفقنا لما تحب وترضی یا ارحم الراحمین ویا غیاث المستغیثین

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۷ ر نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

سوال

یہ کتاب مقدس کس نے نازل فرمائی

جواب

قولہ تعالیٰ (اَنْزَلْنٰهُ)

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے نازل فرمائی۔ یعنی اس اللہ تعالےٰ نے جو سارے جہاں کا خالق اور مالک ہے۔

سوال

کس کی طرف نازل فرمائی

جواب

قولہ تعالیٰ (اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰى وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۱)

(سورۃ النساء رکوع ۲۳ پارہ ۶)

ترجمہ۔ ہم نے تیری طرف وحی بھیجی۔ جیسی نوح (علیہ السلام) پر وحی بھیجی۔ اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے اور ابراہیم (علیہ السلام)، اور اسمعیل (علیہ السلام)، اور اسحاق (علیہ السلام)، اور یعقوب (علیہ السلام)، اور اس کی اولاد اور عیسیٰ (علیہ السلام)، اور ایوب (علیہ السلام)، اور یونس (علیہ السلام)، اور ہارون (علیہ السلام) اور سلیمٰن (علیہ السلام) پر وحی بھیجی۔ اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی۔

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح پہلے ان مذکور الصدر انبیاء علیہم السلام پر ہم نے وحی بھیجی تھی ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی۔

پہلے انبیاء علیہم السلام

کی طرف من جانب اللہ تعالیٰ وحی نازل ہونے کا اقرار کرتے ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی آنے کا کیوں انکار کرتے ہو۔

یہ تو

ایک طرح کی صریح بے انصافی کرتے ہو اللہ تعالےٰ تمہیں اس بے انصافی سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

نئے پیغمبر بھیجنے کی حکمت

یہ ہے

کہ تم قیامت کے دن یہ عذر نہ کرنے پاؤ۔

قولہ تعالیٰ (وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا) (سورۃ الاحزاب رکوع ۸)

ترجمہ۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر کیا تعلیم دی

پہلا شاہد

قولہ تعالیٰ:۔ (یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) سورۃ البقرۃ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اے لوگو۔ اپنے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

دوسرا شاہد

قولہ تعالیٰ (وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۱)

(سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو بیشک اللہ (تعالیٰ) اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور

اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرو۔ اور تمام اس قسم کے انسانوں کی خدمت کرو۔ تاکہ تمہارے اندر رعونت اور خود پرستی کا جذبہ پیدا بھی نہ ہونے پائے کہ میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہوں۔ اس انانیت کے جذبے کو نکالنے کے لئے سب کی خدمت کرنا لازم قرار دیدی۔

تیسرا شاھد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ پیغام خداوندی پہنچایا۔

قولہ تعالیٰ:۔ (وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ) (سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

برادران اسلام

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں

فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

(سورۃ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ پس تم اللہ (تعالیٰ) کیساتھ کسی کو نہ پکارو

لھذا

مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کو نہ پکاریں۔ خواہ کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو۔ الحمد للہ میں بزرگوں کی بزرگی کو مانتا ہوں لیکن ان کے پکارنے سے اللہ تعالےٰ منع فرماتا ہے۔ اور اس ارشاد الہٰی پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

چوتھا شاھد

قولہ تعالیٰ (وَلَا تُسۡرِفُوۡا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ) (سورۃ الانعام رکوع ۱۷ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور بے جا خرچ نہ کرو۔ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اکثر آدمی

آپ دیکھیں گے۔ کہ بے جا خرچ کرتے ہیں۔ فقط لوگوں سے تعریف کرانے کے لئے حالانکہ دکھلانے کے طور پر مال خداوندی برباد کرنا یہ حرام ہے

کیونکہ شرعاً اس کو ریاء کہتے ہیں۔ اور ریاء شرک ہے۔

مثلاً

شادی کے موقعہ پر آتشبازی چلانا محض ریاء ہے۔ تاکہ لوگ واہ واہ کریں اور یہ گناہ ہے۔

وَاللّٰهُ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت جو احکام الہٰی ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔ جو ذکر کئے جا چکے ہیں۔ یہ معدودے چند ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان ارشادات پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

خدا سے اور خدا کے لئے محبت

عَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَلۡاَرۡوَاحُ جُنُوۡدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنۡهَا اِئۡتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنۡهَا اخۡتَلَفَ

رَوَاهُ الۡبُخَارِیۡ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ روحیں (جسموں میں داخل کرکے) متفرق کردیا گیا۔ پس جو روحیں کہ (جسموں میں داخل کئے جانے سے پہلے آپس میں مانوس تھیں (اب بھی) آپس میں مانوس ہیں اور باہم اُلفت رکھتی ہیں اور جو روحیں اس وقت انجان و نامانوس تھیں۔ وہ آپس میں (اب بھی) اختلاف رکھتی ہیں۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبۡدًا دَعَا جِبۡرَئِیۡلَ فَقَالَ اِنِّیۡ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَیُحِبُّهٗ جِبۡرَئِیۡلُ ثُمَّ یُنَادِیۡ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوۡلُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوۡهُ فَیُحِبُّهٗ اَهۡلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوۡضَعُ لَهُ الۡقَبُوۡلُ فِی الۡاَرۡضِ وَاِذَا اَبۡغَضَ عَبۡدًا دَعَا جِبۡرَئِیۡلَ فَیَقُوۡلُ اِنِّیۡ اُبۡغِضُ فُلَانًا فَاَبۡغِضۡهُ قَالَ فَیُبۡغِضُهٗ جِبۡرَئِیۡلُ ثُمَّ یُنَادِیۡ فِیۡ اَهۡلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ یُبۡغِضُ فُلَانًا فَاَبۡغِضُوۡهُ قَالَ فَیُبۡغِضُوۡنَهٗ ثُمَّ یُوۡضَعُ لَهُ الۡبَغۡضَاءُ فِی الۡاَرۡضِ رَوَاهُ مُسۡلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند تعالےٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت کر پھر جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ اور آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس بندہ کے لئے زمین میں بھی قبولیت رکھی جاتی ہے (یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ جب کسی بندہ سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے۔ کہ میں فلاں بندہ سے بغض رکھتا ہوں۔ تو بھی بغض رکھ جبرئیل بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فلاں شخص سے بغض رکھتا ہے۔ تم بھی اس سے بغض رکھو۔ اور آسمان والے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور پھر اس کے لئے زمین میں بھی بغض رکھا جاتا ہے۔ یعنی زمین والے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ (مسلم)

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

(۱) جو لوگ اپنے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں لینا چاہتے ہیں

ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دیدیا جاتا ہے

اور انہیں آخرت میں کچھ اجر نیکیوں کا نہیں ملیگا

(۲) اور جو لوگ اپنے اعمال صالحہ کا بدلہ آخرت میں لینا چاہتے ہیں

ان کو نیک اعمال کا اجر دنیا میں بھی مل کر رہیگا

اور

کامل مکمل آخرت میں بھی ملیگا۔

مضمون اول پر

پہلا شاھد

قولہ تعالی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِہِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (سورہ ال عمران رکوع ۸ پارہ ۳)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالے کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے حقیر معاوضہ لیتے ہیں۔ آخرت میں۔ ان کا کوئی حصّہ نہیں۔ اور ان سے اللہ (تعالی) کلام نہیں کرے گا اور قیامت کے دن ان کی طرف نہ دیکھے گا۔ اور انہیں پاک بھی نہ کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

مضمون اول پر

دوسرا شاھد

قولہ تعالی۔ (مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ ھود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے تو ان کے اعمال ہم یہیں پورے کر دیتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا۔ یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہوگیا۔ جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا اور خراب ہوگیا۔ جو کچھ کمایا تھا۔

مضمون اول پر

تیسرا شاھد

قولہ تعالی۔ (مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَھَنَّمَ یَصْلٰھَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دنیا میں سے جس قدر چاہتے ہیں دے دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

دوسرے مضمون پر

پہلا شاھد

قولہ تعالی (اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ

اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۂ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ خبردار بے شک جو اللہ (تعالیٰ) کے دوست ہیں۔ نہ ان پر ڈر ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ (تعالیٰ) کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

دوسرا شاہد

قولہ تعالیٰ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور ہمارے دئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس ہر دروازے سے آئینگے کہیں گے۔ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

برادرانِ اسلام کی خدمت میں قرآن شریف کی روشنی میں ایک مخلصانہ مشورہ عرض کرتا ہوں

وہ یہ ہے۔ کہ عنوان کے نمبر دوم کو مقصود بنائیے۔ تاکہ تمام نیکیوں کا صلہ آخرت میں ملے۔ اور وہاں جزاء اعمال صالحہ ہی ملے گی۔

دنیا میں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر ذی روح کی ضروریات کے پورا کرنے کا خود ذمہ لیا ہوا ہے۔ قرآن مجید کے بارھویں پارہ کے ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار جو پیدا کیا ہے اس کی ضروریات پورا کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا الآیۃ ترجمہ کا حاصل یہی ہے۔ کہ ہر جاندار کی ضروریات دنیاوی کے پورا کرنے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔

اس لئے

ضروریات دنیاوی کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ چھوڑیئے۔

آخرت

کی ضروریات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نہیں اٹھائی۔

بلکہ

آخرت کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا اعلان واجب الاذعان۔

سنئے

قولہ تعالیٰ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (سورۃ الزلزال رکوع ۱ پارہ ۳۰)

ترجمہ۔ جو شخص دنیا میں ذرہ جتنی نیکی کرے گا۔ اس کا اجر پائے گا۔ اور جو شخص ذرہ جتنی برائی کرے گا۔ اس کی سزا پائے گا۔

لہٰذا

میرا مشورہ یہ ہے۔ کہ ایسے اعمال کیجئے جن کے باعث آخرت کی گرفت سے بچ سکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

جھوٹ کی حرمت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ بے شک صدق اور سچائی بھلائی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور بھلائی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے ہاں اس کو صدیق (سچ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ برائی اور بے حیائی کی راہ بتاتا ہے۔ اور برائی دوزخ کی راہ دکھلاتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو اللہ رب العزت کے ہاں جھوٹا (کذاب) لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں سے وہ چیز دکھائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی ہے۔ معنی یہ کہ جھوٹ کہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالیٰ کے ہاں عقلمندوں کی کیا صفات ہیں وہ ان دو آیتوں میں ہیں اس کے بعد ان صفات والوں کی جزاءِ خیر کا ذکر بھی ہے

قولہ تعالیٰ (اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝ الَّذِیۡنَ یُوۡفُوۡنَ بِعَہۡدِ اللّٰہِ وَ لَا یَنۡقُضُوۡنَ الۡمِیۡثَاقَ ۝ وَ الَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ وَ یَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ ۝ وَ الَّذِیۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً وَّ یَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عُقۡبَی الدَّارِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ سمجھتے تو عقلمند ہی ہیں وہ لوگ جو اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے۔ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔

عقلمندوں کی مذکورہ الصدر آیات میں آٹھ صفتیں ذکر کی گئی ہیں

پہلی صفت

یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ عبودیت کا عہد جو کر رکھا ہے۔ اس کو پورا کرتے ہیں اسے ہرگز نہیں توڑتے اس عہد سے مراد ازل کا عہد ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کرکے لیا تھا (الست بربکم) سب نے یک زبان ہوکر کہا تھا۔ (بلیٰ) کہ تو ہمارا یقیناً رب ہے (اسی عہد کو عہد الست کہا جاتا ہے)۔

دوسری صفت

قولہ (وَالَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

یعنی

صلہ رحم کرتے ہیں۔ یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے۔ کہ کسی کو مانیں۔ کسی کو نہ مانیں۔

تیسری صفت

قولہ تعالیٰ (وَیَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

چوتھی صفت

قولہ تعالیٰ (وَیَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔

یعنی

حق تعالےٰ کی عظمت و جلال کا تصور کرکے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی۔

پانچویں صفت

قولہ تعالےٰ (وَالَّذِیۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِمۡ) سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا۔ اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے

یعنی

مصائب وشدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر طاعت الٰہی کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ اور نہ معصیت کی طرف جھکے۔ اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالےٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا۔ مجبور ہوگئے تو صبر کرکے بیٹھ رہے۔

چھٹی صفت

قولہ تعالیٰ (وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور نماز قائم کی۔

مطلب

نماز کے قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں بالالتزام پڑھتے ہیں یہ نہیں کرتے کہ کبھی دل چاہا۔ تو پڑھ لی۔ اور کبھی نہ چاہا۔ تو چھوڑ دی۔ مثلاً کچھ نمازی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ طبیعت حاضر ہوئی۔ تو پڑھ لی۔ اور طبیعت تھکی ماندی ہے۔ تو قضا کر دی

ساتویں صفت

قولہ تعالیٰ (وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور ہمارے دئے ہوئے ہیں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔

وضاحت

پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا۔ کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ (کیونکہ اس صورت میں ریاء (جو شرک ہے) ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا) الا یہ اور کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہوتی ہے۔

آٹھویں صفت

قولہ تعالیٰ (وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔

یعنی

برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں کوئی ظلم کرتا ہے۔ تو یہ معاف کر دیتے ہیں۔ (بشرطیکہ معافی دینے سے برائی کے ترقی کرنے کا خطرہ نہ ہو۔ بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی برا کام ہو جاتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں بھلا

۴۳

۴۴

کام یعنی توبہ اور اس گناہ کی تلافی کرتے ہیں۔

ان حضرات کی جزاء خیر سنئے

(قولہ تعالیٰ (جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے۔ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے

اللھم اجعلنا منھم امین یا الٰہ العالمین

دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو اپنے اندر ان مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں کے پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ راندہ درگاہ الٰہی کوئی بھی نہ ہونے پائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

درندوں کو کھانا جائز نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے اور ہر شکاری پنجہ والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا۔ صحیح مسلم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

کوئی رشتہ داری نجات کا باعث نہیں بنیگی ہاں اعمال صالحہ کی کثرت ہوگی تو وہ نجات کا باعث بنیگی

اس دعوٰی کا ثبوت سنئے

قولہ تعالیٰ (فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَلَاۤ اَنۡسَابَ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَئِذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوۡنَ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا تو اس دن میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی۔ اور نہ کوئی پوچھیگا پھر جن کا پلہ بھاری ہوا۔ تو وہی فلاح پائیں گے۔

مطلب

مذکورۃ الصدر آیات کا مطلب نہایت واضح اور صاف ہے۔ کہ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ مگر وہ لوگ نجات پائیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلہ بھاری ہوگا۔ اللھم اجعلنا منھم اگر کوئی شخص کسی نیک آدمی کا رشتہ دار ہوگا۔ تو محض مقربین الٰہی کی رشتہ داری کی بنا پر نہیں چھوڑا جائے گا۔ بلکہ اپنے ذاتی اعمال صالحہ کی بنا پر نجات پائے گا وما علینا البلاغ

اور جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا

قولہ تعالیٰ (وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فِیۡ جَہَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ۝

(سورۃ مومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے

ایسے لوگوں کے لئے اور عذاب سنئے

قولہ تعالیٰ (تَلۡفَحُ وُجُوۡہَہُمُ النَّارُ وَ ہُمۡ فِیۡہَا کٰلِحُوۡنَ (سورۃ المومنون پارہ ۱۸ رکوع ۶)

ترجمہ۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔

یعنی

آگ کے جھلس دینے کے باعث بدشکل ہوں گے۔

ایسے سیاہ مونہہ والے بدنصیبوں سے یہ سوال ہوگا

قولہ تعالیٰ (اَلَمۡ تَکُنۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فَکُنۡتُمۡ بِہَا تُکَذِّبُوۡنَ ۝

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

وہ بدنصیب دوزخی جواب دینگے

قولہ تعالیٰ (قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَ کُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

اپنی بدبختی اور گمراہی کا اقرار کرنیوالوں کی درخواست

قولہ تعالیٰ (رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡہَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ۝

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دوزخیوں کو جواب

قولہ تعالیٰ (قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِیۡہَا وَ لَا تُکَلِّمُوۡنِ

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

کیوں نہ بولو

قولہ تعالیٰ (اِنَّہٗ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡ عِبَادِیۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝ فَاتَّخَذۡتُمُوۡہُمۡ سِخۡرِیًّا حَتّٰۤی اَنۡسَوۡکُمۡ ذِکۡرِیۡ وَ کُنۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ تَضۡحَکُوۡنَ

(سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخشدے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی

یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

ان لوگوں کے صبر کے باعث انہیں آج میں جزاء خیر دونگا

ثبوت

قولہ تعالیٰ (اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ بے دینوں سے ایک سوال کریگا وہ یہ ہوگا کہ تم دنیا میں کتنی مدت رہے

ثبوت

قولہ تعالیٰ (قٰلَ کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ (

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے۔

ان کا جواب

قولہ تعالیٰ (قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ (

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں پس آپ گنتی والوں سے پوچھ لیں۔

عرضداشت

اب دنیا کی زندگی کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی ہی حقیقت ہے

تو

انسان کو چاہئے کہ دنیا کی زندگی کے بجائے آخرت زندگی کی کامیابی کے وسائل زیادہ اپنے نامۂ اعمال میں جمع کرائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

صرف حلال چیزیں کھائیے، حرام سے بچیے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے عرب) کچھ چیزوں کو (طبعی خواہش اور رغبت کی بناء پر) کھاتے تھے اور کچھ چیزوں کو (طبعی نفرت اور گھن کی بنیاد پر) نہیں کھاتے تھے، (اسی طرح ان کی زندگی چل رہی تھی) پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور اپنی مقدس کتاب نازل فرمائی اور جو چیزیں عنداللہ حلال تھیں ان کو حلال ہونا بیان فرمایا اور جو حرام تھیں ان کو حرام ہونا بیان فرمایا (پس جس چیز کو اللہ و رسول اللہ نے حلال بتلایا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام بتایا ہے وہ حرام ہے) اور جس کے بارے میں سکوت فرمایا گیا ہے (یعنی اس کا حلال یا حرام ہونا بیان نہیں فرمایا گیا) وہ معاف ہے۔ (یعنی اس کے استعمال پر مواخذہ نہیں) سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ رجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد

(۱) آخرت میں مال کی فراوانی یا اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے

(۲) ہاں جو شخص نیک عمل زیادہ کر کے دنیا سے آیا ہو گا اس کی عزت ہو گی

ثبوت نمبر اول

یعنی گزشتہ عنوان کے نمبر اول کا کتاب اللہ (یعنی قرآن مجید) سے ثبوت قولہ تعالیٰ (اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) (سورۃ الکہف رکوع ۶ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔

یعنی

بعض لوگوں کو اپنے مال کی کثرت کا دل میں گھمنڈ ہوتا ہے۔ کہ مجھے ہر مصیبت سے بچانے کے لئے مال کی کثرت کام آئے گی۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی مالدار اپنے مال کی کثرت کے باعث نجات نہیں پائے گا کہ یہ آدمی بڑا مالدار ہے۔ اس لئے اس کو باوجود مجرم ہونے کے سزا سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

دوسری غلطی

یہ ہوتی ہے۔ کہ میرا خاندان بڑا ہے میرا کوئی کچھ کیا بگاڑ سکتا ہے۔ مثلاً میرے سات تو بیٹے ہیں۔ اور ہر ایک بیٹے کے ہاں پانچ پانچ میرے پوتے ہیں۔ اور سب بڑے بڑے لحیم جثیم ہیں۔ گویا کہ میرے بیٹے اور پوتوں کی تعداد بیالیس ہے۔ میری اس حالت میں کوئی مخالفت کر سکتا ہے۔

کیا اس اولاد کے فریب خوردہ انسان کو

یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے تباہ کرنے کے لئے لشکر نہیں لانے پڑتے۔ بلکہ اس کا کلمہ کن کہنا کسی بھی جابر اور قاہر انسان کے تباہ کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ

اس کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید میں اعلان ہے

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں ہوتا حکم اس کا جب کسی چیز کو کرنا چاہے۔ فرماتا ہے۔ کہ ہو پس ہو جاتی ہے۔

لہٰذا

جابر سے جابر انسان اور بڑے سے بڑے ظالم کو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرنا چاہئے۔ کیونکہ کسی بھی کام کرنے کے لئے اسے دیر نہیں لگتی۔

بلکہ

کلمہ کن کہنا کافی ہوتا ہے۔ اور وہ کام ہو جاتا ہے۔

لہٰذا

چند سیکنڈ میں وہ عزیز کو ذلیل کر سکتا ہے۔ اور قوی کو ضعیف کر سکتا ہے۔

پہلے

عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے قیامت کے دن مال کی بہتات یا اولاد کی کثرت کام نہ آئے گی۔

اب

عرض کیا جاتا ہے۔ کہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہلی قلب سلیم۔ دوسری تقویٰ۔

اس کا ثبوت

(يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝)

(سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ تعالیٰ کے پاس پاک

چھینک آنے پر وہی الفاظ پڑھے جائیں جو مسنون ہیں

حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جو حضرت عبداللہ بن عمر کے برابر میں بیٹھے تھے چھینک آئی تو انہوں نے کہا الحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُولِ اللّٰہِ تو حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں الحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُولِ اللّٰہِ (یعنی یہ کلمہ بجائے خود مبارک ہے اور میں بھی کہتا ہوں) لیکن (چھینکنے کے وقت) اس طرح نہیں کہا جاتا، ہم کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تعلیم دی ہے کہ الحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی کُلِّ حَالٍ کہا کریں۔ جامع ترمذی

نجاست کھانے والے جانور کا کھانا جائز نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نجاست خور جانور کے کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔ جامع ترمذی

تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل اور تکبیر کی فضیلت

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ

بقیہ خطبہ

دل لے کر آیا۔ اور پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائے جائے گی۔

حاصل

اس آیت کا وہی نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جب مرکر جائیں گے۔ تو کسی کا بہت بڑا مالدار ہونا۔ یا بہت زیادہ صاحب اولاد ہونا نفع نہیں دے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے رعب میں آجائے۔ اور ان سے حساب و کتاب زندگی کا نہ لے۔ یہ خیال غلط ہے۔ بلکہ یہ حساب ہوگا۔ کہ تم نے اللہ تعالےٰ کے فرامین کی کہاں تک عزت کی۔ اور کتنا عمل صالح کرکے آئے۔ یعنی جن اعمال میں محض رضا الٰہی مطلوب تھی۔ وہ کتنے ہیں وما علینا الا البلاغ۔

جو کچھ میں نے قرآن شریف سے عرض کیا ہے سب سچ ہے

اعلان الٰہی ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(سورۃ یونس رکوع ۶ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ خبردار بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

ایک وقت آنیوالا ہے جبکہ کافر اقرار کریں گے کاش کہ ہم مسلمان ہو جاتے

اس دعویٰ کا ثبوت

قولہ تعالیٰ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ جو ہوتے مسلمان

اس آیت میں مذکور الصدر دعویٰ کا ثبوت نہایت واضح اور روشن ہے

مطلب یہ ہے

کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو احکام الٰہی ان کو پہنچائے۔ وہ محض اس لئے نہ مانتے تھے۔ کہ لوگ طعنہ دیں گے۔ کہ یہ لوگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ڈرانے سے ڈر گئے۔ اور ایمان لے آئے۔ اب جو دوزخ اس انکار کے باعث ان کے سامنے آگیا تو اب اپنے انکار حق پر افسوس کرتے ہیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانے پر انکار اور اب دوزخ کے دیکھنے پر ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ ایمان تو وہ معتبر ہے۔ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانے پر لایا جائے۔

پیغمبر کو ایسے نالائقوں کے نظر انداز کرنے کا حکم

قولہ تعالیٰ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ انہیں چھوڑ دو۔ کھالیں اور فائدہ اٹھالیں۔ اور امیدیں لگے رہیں۔ سو آئندہ معلوم کرلیں گے۔

یعنی

جب اپنی بد اعمالی کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ اسلام پر انکار کرنے سے جو مہلت ہمیں ملی تھی۔ وہ دراصل قعر جہنم میں پہنچانے کے لئے تھی۔ نہ کہ ہمیں احکام الٰہی کے ماننے سے انکار کرنے کے باعث گرفت الٰہی سے آزاد اور بری کردیا گیا تھا۔

بقول شخصے۔ خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم

اللہ تعالیٰ کے ہاں احکام الٰہی سے انکار کرنیوالی قوموں کی تباہی کا ایک قاعدہ ہے وہ کیا

قولہ تعالیٰ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں۔ ان سب کے لئے ایک مقرر وقت لکھا ہوا تھا۔ کوئی قوم اپنے وقت مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے۔ نہ پیچھے رہی ہے۔

ان ہلاک ہونے والی قوموں نے اپنے پیغمبر پر یہ الزام لگایا

کیا الزام تھا

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص مجموعہ احکام الٰہی یعنی کتاب اللہ جس پر اتری ہے۔ تو دیوانہ ہے۔

اگر تو سچا ہادی ہے تو

قولہ تعالیٰ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اگر تم سچے ہو۔ تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم ماننے سے انکار کرنے کا جو بہانہ بنایا تھا اس کا من جانب اللہ (تعالیٰ) جواب

قولہ تعالیٰ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝

ترجمہ۔ ہم فرشتے تو فیصلہ ہی کےلئے بھیجا کرتے ہیں اور اس وقت انہیں مہلت نہیں ملے گی

جو جانور شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہ ہوا ہو، اس کا کھانا جائز نہیں

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: شریطہ شیطان کے کھانے سے۔ (شریطہ شیطان کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ذبح کیا ہوا جانور ہے جس کے اوپر سے صرف کھال کاٹ دی جائے اور گلے کی رگیں جن سے خون جاری ہوتا ہے نہ کاٹی جائیں اور یوں ہی چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو جانور شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا جائے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔) سنن ابی داؤد

کھانے کی چیزوں میں کوئی جانور یا کیڑا اگر جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب چوہا گھی میں گر جائے (اور مر جائے) تو اگر گھی جما ہوا ہو تو اس چوہے کو اور اس کے ارد گرد کے گھی کو نکال کر پھینک دو اور اگر گھی پتلا ہو تو پھر اس کے پاس نہ جاؤ۔ (یعنی اس کا کھانا جائز نہیں ہے، مت کھاؤ) سنن ابوداؤد

حاصل

یہ ہے۔ کہ عموماً یہی رہی ہے۔ کہ جب کسی قوم کی سرکشی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ اور سارے تفہیم و ہدایت کے راستے طے ہو جاتے ہیں تو فرشتوں کی فوج اس قوم کے ہلاک کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہے پھر اس قوم کو قطعاً مہلت نہیں دی جاتی اگر تمہاری خواہش کے مطابق فرشتے بھیجے جاتے ہیں۔

اے مخالفین قرآن
گوش ہوش سے سن لو

قولہ تعالیٰ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ)

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت (یعنی قرآن مجید) اتاری ہے اور بیشک اس کے نگہبان ہیں۔

کفار منکرین قرآن مجید کے لئے
تنبیہ ہے

تمہارے اعراض کی وجہ سے یہ چشمہ فیض (قرآن مجید) نیست و نابود نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔

اگر

تم اس قرآن مجید کو نہیں مانو گے تو اور اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے پیدا ہوں گے۔ جو اس کو سر آنکھوں پر اٹھائیں گے۔ اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی برکت سے ان کی دنیا اور آخرت (دونو جہان) سنور جائیں گے۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس راہ پر شکرگزار ہوں گے۔ اللھم اجعلنا منھم امین یا الہ العالمین۔